ایام عرب

جلد اول

وہ دلچسپ بامذاق اور تاریخی ناول جس مین جاہلیت عرب کے رسم و رواج اور عجم کی
دولت ساسانی کے حالات عجب دلچسپی کے ساتھ ایک سچے قصے مین منسلک کیے گئے ہین

اور جو

اردو زبان کے مقبول عام رسالے دلگداز کے ہمراہ سنہ ۱۸۹۸ء مین ماہوار شائع
ہوکے نہایت خوبی و لطافت کے ساتھ تکمیل کو پہونچا ہے اور عموماً پسند کیا جاتا ہے

مصنفہ

مولانا مولوی **محمد عبدالحلیم** صاحب **شرر** اڈیٹر دلگداز و مصنف ملک العزیز
ورجینا حسن انجلینا منصور موہنا ۔ فلورا فلورنڈا ۔ فردوس برین دلچسپ و دلکش وغیرہ وغیرہ

سنہ ۱۹۰۱ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ سے چھپ کے شائع ہوا

رجسٹری شدہ

عمدہ اور دلچسپ ناول

(تصانیف مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر)

مقدس نازنین - یا پوپ اگنیس - یا انگلستان کا ... ہوتا ... اور انتہا سے زیادہ دلکش - ناول - پہلی سیمت ... علم و فضل ... ایک عورت کا پوپ منتخب ہونا ... آخر مسلمانوں کی تدبیر سے ... ت پانا - قیمت عہ

ایام عرب - ... جاہلیت عرب کی دلچسپ خیز اور سرتاپا عبرت واقعات - اُس سادی زمین کی سرگذشت جس پر بعد کو اسلام کی داغ بیل پڑی - عربی حسن و عشق کی جیتی جاگتی تصویرین - قیمت - عار

فردوس برین - عجب پُرلطف اور حیرت مین ڈال دینے والے اسرار جیتے جی فردوس برین کی سیر - فرقۂ باطنیہ و اسماعیلیہ کی سچی تاریخ - کوہسار طالقان کی باطنی سلطنت فلسفۂ الٰہی کے نازک مباحث حقیقی نفسی اور کیادی کی ریاکاری مین نمایان امتیاز - نہایت دلچسپ در عبرت انگیز - عہ/

فلورا فلورنڈا - نہایت دلکش اور دل پر اثر کرنے والا ناول - اسپین کے عیسائیون کا مجنونانہ تعصب اور اسلامی خلافت کی معدلت پروری - ۸عہ

ملک العزیز ورجنا - صلیبی لڑائیان - اسلامی جوش سلطان صلاح الدین اور رچرڈ شیر دل - اس کے ساتھ حسن و عشق - قصہ نہین جیتی جاگتی تصویرین - ۱عہ

حسن انجلینا - روم و روس کی لڑائیان - ایرانیون کا جوش دین - اور آخر مین نااتفاقی کے نتائج - ۱عہ

منصور موہنا - خالص مذہبی جوش - نسوت قومی غیرت - محمود غزنوی کے حملے - اور ہند و مسلمانون کے ابتدائی تعلقات -

شہید وفا - حسرت بھری داستان اندلس کی اسلامی حکومت کا آخری دور - عشق و دیانت مظلومی و وفاداری - ۱عہ

درگیش نندنی - ایک بنگالی دلچسپ ناول کا ترجمہ - عہ/

دلکش ہر دو حصہ - وہ دلچسپ ناول جو بغیر ختم ہوئے ہاتھ سے نہین چھوٹ سکتا - ۱۴ار

یوسف ہر دو حصہ - لائق مصنف کی سب سے پہلی تصنیف - ہندوستانی معاشرت - خاندانی جھگڑے - ۱۲ار

بدر النساء کی مصیبت - جو ترمیم و اصلاح کے بعد از سر نو چھاپی گئی ہے - نہایت پُرلطف در پُر عبرت - ۶ر

(مسٹر رینالڈز کے دلچسپ ناولون کے ترجمے ...

حرم سرا کا دل - لوز آف دی حرم کا ترجمہ ... ترکون کی شان و شوکت کا زمانہ اور حرم سرا ... عشق بازیان دو جلد -

راز و نیاز - ینگ بری ہوس کا ترجمہ رینالڈ ... کے اس دلچسپ ناول کا ترجمہ جس مین انگلستان ... عمر بھر کنواری بنی رہنے والی ملکہ الزبتھ (ورجن کوئین) کے پوشیدہ راز کھولے گئے ہین - اور ... گیا ہے کہ وہ اصل مین کیا تھی اور کیا بتائی ج... ہے - دو حصہ -

دھوکا یا طلسمی فانوس - رینالڈز کا ناول ... مسلم الثبوت زبان دان و بدلہ سنج منشی سجاد حسین ... ایڈیٹر اودھ پنچ کا ترجمہ اس سے زیادہ اور کیا ... اس ناول کی دلچسپی کا ہو سکتا ہے -

افشائے راز - زمانے کی رفتار اور ابنائے جنس ... کی بد سلوکیان -

خونی قسمت - مونڈلٹن کا ترجمہ جعلسازی نا... کی شکست - نیک نفسی و پاک طینتی کی فتح - قیمت -

(تصانیف منشی سید عاشق حسین صاحب لکھ...

تارا - میڈوز ٹیلر کے اسی نام کے نہایت دلچسپ ناول کا ... تلجاپور کا منظر - بچپن کی بیوگی - اور اس کا انجام -

نشیب و فراز - متلون مزاجیون کے نتا... اور شاہی خاندانون کا عروج و زوال -

مظفر و راما بائی - شہنشاہ اورنگ زیب عا... کے زمانے کا ایک سچا واقعہ نہایت دلچسپ -

نرالی ادا - نام ہی بتا رہا ہے کہ کیا چیز ہو گی -

ناوک حسرت - ابنائے زمانہ کی بد سلوکیان ...

مشتاق و زہرہ - سلطان عالم واجد علی شا... عہد کا واقعہ - غدر کے سین - شرفا کی تباہی بربادی ...

اسلم و جمیلہ - حسن و عشق کے سچے جذبات -

(تصانیف جناب حکیم محمد علی خان صاحب ایڈیٹر مرقع ...

عبرت - جان و منوریا کا دلچسپ ناول تین حصے ...

جعفر و عباسہ - پردہ نہ کرنے کی خرابیان سچ... واقعہ -

اختر و حسینہ - تعلیم نسوان کے فوائد اور ر... کی شادی کا ضرر -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

بازار عکّاظ

ہجرت نبوی سے تقریباً چالیس سال پہلے ذی قعدہ کی ۱۵ تاریخ مکۂ معظمہ سے تیس میل کے
فاصلے پر شہر طائف اور قصبۂ نخلہ کے درمیان عکّاظ نام ایک چھوٹے سے دشت مین قبائل
عرب ہر طرف سے آ آکے جمع ہوئے ہین۔ اور جاہلیت کا وہ مشہور بازار لگا ہوا ہے جسے
سُوق عکاظ کہتے تھے۔ یہ وہ بازار تھا جس کے ذریعے سے لین دین اور خرید و فروخت کے
علاوہ اہل عرب مین مبادلۂ مذاق و عادات بھی ہوا کرتا تھا۔ جس ریگستانی میدان مین
یہ بیشمار مخلوق خدا اپنے کملون اور رُبعون کے خیمے تان تان کے فروکش ہوئی ہے
اس کے گرداگرد سیاہ و بے گیاہ پہاڑیون کا سلسلہ چلا گیا ہے۔ جن کی چوٹیان اس وقت
دوپہر کی دھوپ مین جو بقول رسول مقبول صلعم کے فیح جہنم کا نمونہ دکھا رہی ہے دوزخ
کے فرشتون کی طرح ایک کے پیچھے سے ایک سر اُٹھائے ہوئے اِن دُرشت مزاج ابنائے
بادیہ کو گھور رہی ہین۔ اور اُنہین کے پہلوؤن یعنی چھوٹی چھوٹی گھاٹیون سے اُس پار کا
لق و دق ریگزار اپنی پُر شکن پیشانی نکالے ہوئے جھانک رہا ہے۔ باد سموم کے
جھونکے گرد کو اُڑا اُڑا کے جہان آسمان کی نیلگونی کو میلا کرتے ہین وہان قریب کی برہنہ
چٹانون کو بھی خاکساری کا ملگجا خلعت پنھا رہے ہین۔ قریب ہی چند کھجورون کے
جھُنڈ ہین جنکے نیچے کئی کنوین ان صحرائی پیاسون کو اپنی طرف بُلا رہے ہین اور
در اصل زمین کے اسی زندگی بخش خزانے نے اس انبوہ کثیر کو یہان لا کے جمع کیا ہے
دُور دُور پر پہاڑون کی بھول بھلیون اور صحرا کے نشیب و فراز مین جا بجا
ببولون کے بے برگ ٹھونٹھ کھڑے ہین جن کے کانٹون سے دریائے ریگ کے شناورانِ

اپنی قناعت کے روزے افطار کر رہے ہین۔

ایسا مقام اور ایسا دشت ہے جہان اس وقت عرب کے وضیع و شریف امیر غریب شاعر و ادیب - اہل حرفہ اور سپاہی سب قسم کے آدمی آکے جمع ہوئے ہین۔ شام و عدن کا ریشمی کپڑا - یمن کی چادرین - نجد کی کملیان - عراق کا غلہ اور کم قیمت زیور - اور انہین کے ساتھ عربی خانہ بدوشون کے بنائے ہوئے مشکیزے پکھالین اور اُن کے بندھن یہ سب چیزین بک رہی ہین - ارض حیرہ سے خاص وہان کے فرمان روا النعمان بن منذر کے گماشتے مشک نافہ بیچنے کو لائے ہین - اور ان بڑے بڑے سوداگرون کے درمیان مین قرب و جوار کی عورتین بیٹھی سوکھی کھجورین اور جَو کے ستُّو بیچ رہی ہین۔

کچھ تو اس سبب سے کہ یہ مہینہ اُن مہینون مین ہے جن کی قبائل عرب تعظیم کرتے ہین اور جن مین قتل و خون حرام خیال کیا جاتا ہے - اور نیز اس سبب سے کہ حسب قرارداد سابق ہر شخص اس بازار مین آنے سے پہلے اپنے اسلحہ نامی گرامی سردار عرب عبد اللہ بن جدعان کے پاس رکھوا دیتا ہے کسی کے ہاتھ مین یہان کسی قسم کا حربہ نہین نظر آتا - اور قوم عرب کی معمولی عادات کے خلاف یہ مجمع نہایت امن و اطمینان کے ساتھ اپنے مذاق کی دلچسپیون مین مشغول ہے - مگر اس پر بھی لوگ خدا جانے کیونکر چھپا کے بعض اسلحے لے آئے ہین کہ فتنہ پسند نوجوانون کی چھیڑ چھاڑ سے جہان کوئی جھگڑا پیدا ہوا فوراً ہر طرف سے تلوارین نکل پڑتی ہین۔

یہ بازار اسی حالت مین تھا کہ ناگہان ایک طرف سے ایک آواز آئی اور سب لوگ اُدھر کو دوڑے - معلوم ہوا کہ صحبت مشاعرہ قائم ہوا چاہتی ہے - ایک دم بھر مین وہ لٹریری دنگل مشتاقون سے بھر گیا - جس مین بڑے بڑے مشہور شعرائے جاہلیت نے اپنی طبع آزمائی کے جوہر دکھائے ہین - مرد و عورت بوڑھے اور بچے ہر خیال اور ہر مذاق کے لوگون نے آ آکے چارون طرف سے گھیر لیا - سرداران قبائل اپنی بدویت کے ٹھاٹھ دکھانے کے لیے رنگین اور بیل بوٹہ دار تہمت باندھے ہوئے ہین - جن کے کنارے زمین پر لوٹ رہے ہین - اور وہ بڑے غرور و تمکنت کے ساتھ انہین کنارون سے زمین پر جھاڑو دیتے ہوئے آئے اور بلا تکلف خاک پر بیٹھ گئے - جا بجا وہ سادہ مزاج غربا بھی بیٹھے ہوئے ہین جن کے پاس سوا تہمت کے اور کوئی کپڑا انہین

اُنھون نے اپنے تہمت کھول کے کمر اور گھٹنون مین لپیٹ لیے ہین اور اگرچہ بے ستری ہو رہی ہے مگر نہایت ہی اطمینان اور توجہ کی شان سے بیٹھے انتظار کر رہے ہین کہ دیکھیے کون جادو بیان سب کے پہلے میدان مین اُترتا ہے۔ تعجب اور حیرت کی یہ چیز ہے کہ اکثر جوان جوان عورتین تو نصف سے زیادہ جسم کھولے ہوئے اپنے شناساؤن کے ہم پہلو بیٹھی ہوئی ہین مگر مردون مین سے اکثر معززین ایسے ہین کہ سارا جسم چھپائے ہونے کے علاوہ چہرون پر بھی نقابین ڈالے ہوے ہین۔ اس انبوہ مین باہمی چھیڑ چھاڑ اور لوگون کی ہانک پکار کی وجہ سے شور و غل کی آواز بلند ہے۔ کسی طرف سے سیٹیون کی آوازین آرہی ہین۔ کہین کوئی تالیان بجا رہا ہے۔ کسی جگہ اپنی ماؤن کے چھیڑے جانے پر بچّے رو رہے ہین۔

یہی عالم تھا کہ یکایک ایک سن رسیدہ شخص میدان مین اُترا۔ جس کی صورت دیکھتے ہی ہر چہار طرف سکوت ہو گیا۔ اور سب لوگ خموشی اور توجہ کے ساتھ اُس کی صورت دیکھنے لگے۔ یہ جاہلیت کا مشہور شاعر نابغۂ ذبیانی ہے۔ جو اپنی رنگین تہمت کو جسے یہ لوگ ازار کہتے ہین ایک نہایت ہی خود پرستی اور غرور کی شان سے زمین پر کھینچتا ہوا بیچ مین آیا اور چارون طرف دیکھنے لگا۔ نابغہ کے سر پر ایک چھوٹا اور میلا عمامہ ہے گلے مین ایک کُرتا ہے جس کے دونون طرف کے جوڑ بجاے اس کے کہ سیے ہون ببول کے کانٹون سے اٹکائے ہوے ہین۔ پاؤن مین اگلی عربی نعلین یعنے تلے ہین جو کھڑاؤن کی طرح چمڑے کے بندھنون سے پیرون مین اٹکے ہوے ہین۔ کاندھے پر ایک بُردیمانی یعنے دھاری دار چادر اور چہرے پر سفید نقاب ہے جس کے نیچے سے تل چوری داڑھی جھانک رہی ہے۔

نابغہ نے حاضرین کو ہمہ تن متوجہ پا کے بہ آواز بلند اپنا مشہور قصیدہ پڑھنا شروع کیا جس کا مطلع ہے۔

أمن آل ميّة رائح او مغتدي عجلان ذا زاد وغير مزوّد[عـه]

عـه کیا تو میّۃ (معشوقہ کا نام) کے پاس سے آج یا کل مین چلا جائے گا اور ایسی جلدی مین کہ راہ کا توشہ بھی لے یا نہ لے؟ یعنے اُس کو ایک نگاہ دیکھے یا نہ دیکھے۔

اس مطلع کے پڑھتے جاتے ہی کل حاضرین ایک تعجب آمیز اعتراف سے اور نہایت ہی خموشی وسکوت کے ساتھ نابغہ کی صورت دیکھنے لگے۔ گو ہر شخص متوجہ تھا مگر اس جماعت مین ہم دو عذری نوجوانون کی توجہ مین ایک خاص بات پاتے ہین۔ یہ دونون کم سن اور خوبصورت شریف زادے ہین۔ ان کے دلکش خط و خال ان کے اوضاع و اطوار ان کے حرکات و سکنات کی طرف اکثر حاضرین اور خاصتہً عورتون کو کچھ ایسی توجہ ہے کہ نابغہ کی طرف دیکھتے دیکھتے اکثر نظرین ان کی طرف پھر جاتی ہین۔ اور اُن کے خوبصورت چہرے اس شاعری کے میدان مین بھی نابغہ کی طبع رسا کے حریف بنے ہوئے ہین۔ مذکورۂ بالا مطلع کے سنتے ہی اگرچہ یہ دونون نوجوان ہمہ تن گوش ہو گئے مگر ایک کسی قدر چونک بھی پڑا۔ اور اُس کے چونکتے ہی دوسرے نے اُس کی طرف دیکھا اور کسی قدر مسکرا کے پوچھا "کیون؟"

چونکنے والے نے ایک بے توجہی کے ساتھ جواب دیا "کچھ نہین" اور ٹالنے کے لیے نابغہ کی طرف دیکھنے لگا۔

پوچھنے والے کو اس جواب سے پورا اطمینان نہین ہوا۔ اُس نے ایک متجسس نگاہ سے اپنے دوست کا چہرہ دیکھا اور ذرا سنجیدگی کے لہجے مین کہا "زہیر۔ اتنی بدگمانی؟ مجھسے بھی راز؟"

زہیر "نہین بدگمانی نہین۔ مگر جس امر کو تم سے تعلق نہین اُس کے بیان کرنے سے فائدہ؟"

دوست "فائدہ! دوست سے بیان کرنے مین اور فائدہ نہین! کیا مین کچھ مدد نہین دے سکتا؟"

زہیر "دے سکتے ہو۔ مگر جس امر مین تمہاری کوشش کارگر ہی نہ ہو سکتی ہو؟"

دوست "تاہم تم کو تو بیان کرنا چاہیے"

زہیر "عمر۔ تم پیچھے پڑ جاتے ہو۔ خیر اب اس وقت یہ قصیدہ سُننے دو۔ جب اطمینان سے بیٹھون گا بتاؤن گا۔"

عمر "نہین۔ ابھی" اتنے مین ایک شخص نے جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا سر قریب لا کے اور کسی قدر برہمی کی چتونون سے آہستہ کہا "صاحبزادے۔ گھر جا کے اچھی طرح باتین کر لیجیے گا۔ یہان لوگون کو قصیدہ سُننے دیجیے۔"

اس جملے کو سُن کے اگرچہ عمر کسی قدر چڑھ سا گیا مگر کچھ کہنا خلاف مصلحت سمجھ کے خاموش

ہو رہا- اور آخر دونون نالغہ کی طرف متوجہ ہو گئے اُسکے اشعار سُننے لگے- نالغہ کی روانی طبع اب جوش پہ آگئی تھی- اور لوگون کی عام توجہ دیکھ کے وہ اپنے اشعار کو زیادہ زور دے دے کے اور زیادہ مؤثر لہجہ مین سُنا رہا تھا زہیر اگرچہ ہر شعر پر اور ون سے زیادہ متاثر ہوتا تھا- لیکن جب نالغہ نے یہ شعر پڑھا-

نظرت الیک بحاجۃ لم تقضہا نظر السقیم الی وجوہ العوّد

تو رہا گیا- بے اختیار "آہ" کا لفظ اُس کی زبان سے نکل ہی گیا- اور ساتھ ہی بیتاب ہو کے زمین کی طرف چلا- گرا ہی تھا مگر عمر نے اپنے ہاتھ پر لیا- اور تعجب سے کہا "تمھین کیا ہو گیا ہے؟" لیکن زہیر ابھی جواب دینے کے قابل نہ تھا- وہ اچھی طرح سنبھلنے نہین پایا تھا کہ ایک طرف سے کچھ ہنگامے کی آواز آئی- اور لوگ جو یہان نالغہ کے اشعار سُن رہے تھے بے تحاشا اُٹھ کے اُدھر کو دوڑے- آناً فاناً سارا میدان خالی ہو گیا- اور جب نالغہ نے دیکھا کہ کوئی سُننے والا نہین تو وہ بھی اپنے قصیدے کو ناتمام چھوڑ کے اسی ہنگامے کی طرف چلا- ہر طرف سناٹا ہو جانے کے بعد عمر نے زہیر سے چلنے کو کہا جس پر اُس نے ناتوان آواز سے خیمے مین لے جانے کی خواہش ظاہر کی اور کہا "وہان چل کے ساری سرگذشت بیان کرونگا"

دونون نوجوان اُٹھ کے فرودگاہ کی طرف چلے- راستے مین جب ذرا طبیعت سنبھل لی تو زہیر نے پوچھا "آخر کچھ معلوم بھی ہوا؟ یہ ماجرا کیا تھا؟"

عمر "کچھ نہین- مین تمھاری فکر مین پڑ گیا" اور اس کے ساتھ ہی ایک سن رسیدہ شخص کو اُسی ہنگامے کی طرف سے آتے دیکھ کے پوچھا "یا عم؟ کس سے جھگڑا ہو گیا؟"

"تو اس معشوقہ نے تیری طرف ایک حاجت کی نظر سے دیکھا اور اُسے وہ پورا نہ کر سکی جس طرح کہ بیمار عیادت کرنے والون کے چہرے کو تکتا ہے" نالغہ اتفاقاً نعمان بن منذر کے وہان گیا تھا نعمان کی معشوقہ بیدھڑک چلی آئی اور یہ نہ جانتی تھی کہ نالغہ موجود ہے- اُسی کے حُسن کی تعریف مین نالغہ نے یہ قصیدہ کہا ہے اور کہتا ہے کہ اُس عورت نے مجھے ایک ایسی نگاہ سے دیکھا جیسے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر میرے رقیب نعمان کے بیٹھے ہونے کے خیال سے نہ کہہ سکی- اور اسطرح میری صورت تکنے لگی جسطرح ناتوان لیغر بیمار دوستون سے کچھ کہنا چاہتا ہے اور ضعف کیوجہ سے نہ کہہ سکے اور اُنکی صورت دیکھ کے رہ جائے

شخص ”کیا کہوں۔ شرم کی بات ہے۔ لڑکوں کی شرارت میں خواہ مخواہ کو بوڑھے بھی پھاند پڑتے ہیں“

عمر ”آخر کیا ہوا؟“

شخص ”بات یہ ہوئی کہ قبیلۂ بنی عامر کی کوئی عورت مُنہ پر نقاب ڈالے بیٹھی تھی چند قریشی لڑکوں نے مذاق میں اُس سے اپنا چہرہ کھول کے دکھا دینے کی فرمائش کی عورت نے انکار کیا۔ آپ جانیے لڑکے شریر تو ہوتے ہی ہیں۔ سب لڑکوں نے تو اُس عورت کو باتوں میں لگایا اور ایک نے پیچھے سے جا کے کیا کیا کہ اُس کی ازار کے نیچے کا دامن ایک ببول کے کانٹے سے اوپر کے کونے میں اٹکا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو ساری ازار سمٹ کے اوپر آ گئی اور نیچے کا جسم پیچھے سے کھل گیا۔ اس پر سب لڑکوں نے قہقہہ لگایا اور کہا مُنہ تو نہیں دکھاتیں مگر سُرین دکھانے کو تیار ہیں۔ عورت نے شرمندہ ہو کے اور چڑھ کے غُل مچایا یا آل عامر (یعنے قبیلۂ بنی عامر کی دُہائی دی) اس آواز کا سُننا تھا کہ عامری لوگ ہر طرف سے تلواریں لے کے لپک پڑے۔ قریشی لڑکوں نے جب اپنے سر پر مصیبت آتے دیکھی تو شور کیا کہ یا بنی کنانہ۔ بس پھر کیا تھا اُدھر سے بنی کنانہ دوڑ پڑے۔ دونوں قبیلوں میں تلوار چل گئی۔ اور بہت سے لوگ مارے گئے“

زہیر ”بنی عامر کی غلطی تھی۔ ایک معمولی عورت کے کہنے پر قریشی نوجوانوں پر تلوار اُٹھانا غضب ہے“

عمر ”مگر شرارت کی ابتدا تو اُن لڑکوں ہی کی طرف سے ہوئی“

شخص ”یوں تو ہر قوم اپنے آدمی کی حمایت کرتی ہے۔ مگر ذرا عقل سے بھی کام لینا چاہیے“

زہیر ”بے شک۔ دونوں کی زیادتی تھی۔ معاف کیجیے گا۔ آپ کا اسم شریف؟“

شخص ”میرا نام؟ مجھے طلیح بن قُرہ کہتے ہیں۔ اور قبیلۂ بنی کلاب سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور آپ کا نام؟“

زہیر ”میں تو زہیر بن سلم ہوں اور یہ میرے دوست عمر بن لبید ہیں۔ ہم دونوں عذری ہیں“ یعنے بنی عذرہ میں سے ہیں۔

طلیح نے ذرا آہستگی کے ساتھہ نظر نیچی کرکے اور گویا اپنے دل کی طرف خطاب کرکے بنی عذرہ کے لفظ کو دُہرایا اور پھر سر اوٹھا کے پوچھا "آپ کے والد سلم بن اسد بن قیس بن خویلد عذری تھے؟"

زہیر "جی ہان" اور کسی قدر تعجب سے "کیا آپ اُنھین جانتے ہین؟"

طلیح "ہان خوب جانتا ہون" اتنا کہہ کے طلیح خاموش ہوکے جیسے کسی فکر مین پڑگیا۔ یہ فکرمندی چند ہی ساعت کی تھی۔ اور معلوم ہوا کہ جیسے اپنے دلی افکار کو اُس نے بڑی زبردستیون سے مٹایا اور چہرے کو ذرا انبساط بنا کے عمر بن لبید کی طرف دیکھا اور پوچھا "اب آپ کہان تشریف لیے جاتے ہین؟"

عمر۔ (زہیر کی طرف اشارہ کرکے) "ان کی طبیعت یہان مشاعرے کے مجمع مین پریشان ہوگئی تھی۔ خیمے مین لیے جاتا ہون کہ ذرا آرام لے لین"

طلیح "کیون؟ خیریت تو ہے؟"

زہیر "وہان گرمی اور اُمس مین پریشان ہوگیا۔ باقی سب طرح اچھا ہون"

طلیح "مجھے آپ سے مل کے بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کے والد میرے بڑے دوست تھے۔ وہ جب ارض شام کو جاتے تھے راستے مین دو چار روز کے لیے ضرور میرے مہمان ہوتے تھے۔ اور اسی بازار عکاظ مین مجھے یاد ہے کہ بارہا اُن سے صحبتین رہی ہین"

زہیر "مین آپ کو اپنا بزرگ سمجھتا ہون۔ کوئی ضروری کام نہ ہو تو اس وقت میرے ہی خیمے مین چلیے۔ چند لمحہ صحبت رہے گی"

طلیح "آپ میرے ایک مرحوم دوست کے یادگار ہین۔ آج کیا مین اب آپ سے اکثر ملا کرون گا۔ مگر اس وقت معاف کیجیے۔ ایک ضرورت سے جاتا ہون"

طلیح رخصت ہوکے چلا گیا۔ اور ہمارے دونون عذری دوستون نے اپنی خیمے کی راہ لی۔ میدان عکاظ کے مشرقی کنارے پر قبیلہ طے کا پڑاؤ تھا۔ اور انھین مین ملے ہوے قبیلۂ بنی عذرہ کے لوگ بھی اُترے ہوئے تھے۔ ان لوگون کے میلے اور پست خیمے ایک ٹیلے کے دامن مین نصب تھے اور اسی کے گرد پھیلتے چلے گئے تھے۔ یہ دونون نوجوان اپنے قبیلے کے خیمون کی کئی قطارین طے کرکے ایک خیمے مین داخل ہوے اس خیمے کے اندر ایک بڑا سا کمل بچھا تھا اور اوس پہ ایک جوان اور خوبصورت عورت

بلیٹھی ہوئی تھی جو عمر اور زہیر کو آتے دیکھ کے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ زہیر کی ناتوانی راہ کے تکان سے کسی قدر بڑھ گئی تھی۔ آتے ہی وہ کمل پر پاؤن پھیلا کے لیٹ گیا۔ عمر تو اُس کے برابر بیٹھ گیا۔ مگر وہ عورت زہیر کو پسینہ پسینہ اور بے حال دیکھ کے پنکھا اوٹھا لائی اور سرہانے کھڑے ہو کے جھلنے لگی۔ زہیر نے لیٹ کے کہا "بڑی پیاس لگی ہے۔ خولہ پنکھا رہنے دو۔ جا کے قریب کے کنوین سے پانی لے آؤ" خولہ نے پنکھا رکھ دیا اور بڑی پھرتی کے ساتھ دوڑی ہوئی گئی اور چمڑے کا ایک ڈول بھر لائی۔ زہیر جب پانی پی کے آرام سے لیٹا تو خولہ پھر پنکھا جھلنے لگی۔ اور عمر نے کہا۔ "اب اپنا حال بیان کرو"

زہیر "کیا حال بیان کرون؟ چھ مہینے ہوے جب مین تم سے رخصت ہو کے ارض حیرہ کو گیا تھا اُس کے بعد اطمینان کے ساتھ ملنے کی نوبت ہی نہین آئی۔ ورنہ ابتک ساری داستان کہہ چکا ہوتا۔ اصل یہ ہے کہ مین عاشق ہو گیا"

عمر (ہنس کے) "عاشق! یہ تو کوئی نئی بات نہین۔ ہمارے قبیلے کے لوگون مین عشق کا مادہ کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو ہمارے بچون کا کھیل ہے"

زہیر "ہو گا۔ مگر میرے لیے تو مصیبت ہے"

عمر "مصیبت کیسی؟ خیر بیان کرو کس پر عاشق ہوے"

زہیر "کسی معمولی عورت پر نہین۔ وہان کے بادشاہ نعمان بن منذر کی بیٹی حبیبہ پر"

عمر "خوب۔ وان لڑی آنکھ جہان اپنا گزارہ ہی نہین۔ اور یہ"

زہیر (بات کاٹ کے) "یہ نہ کہو حبیبہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے"

عمر "ہان! اور یہ ہوا کیونکر؟"

زہیر "اس کا حال نہ پوچھو۔ خاص نعمان کے دربار مین ایک دن میرا اُس کا سامنا ہو گیا اور ایسا معلوم ہوا کہ جیسے پہلی ہی نظر مین نگاہ کے ساتھ وہ خود بھی آ کے میرے دل مین بیٹھ گئی۔ مگر جھوٹ نہ کہون گا۔ جس نگاہ سے مین نے اُسے دیکھا اُسی نگاہ سے اُس نے بھی

ؔ بنی عذرہ باعتبار حسن و عشق کے تمام قبائل عرب مین مشہور ہین۔ اور عرب کے افسانہ ہاے عشق عموماً اسی قبیلہ کے مردون اور عورتون کی جانب منسوب کیے گئے ہین۔

دیکھا۔ چند روز تک تو ہم مل نہ سکے۔ مگر کئی مہینے کے بعد ایک عورت کے ذریعے سے ملاقات ہوگئی۔ وہ کسی تالاب پر جانے کے بہانے میرے یہان آئی۔ اور دن بھر ہم دونون ایک دوسرے کی صورت دیکھتے رہے۔ لیکن افسوس وصال کی کوئی اُمید نہین۔ نعمان مجھے اپنی بیٹی کیون دینے لگا۔ اپنی تدبیرون مین تھک کے مین نے وطن واپس آنے کا ارادہ کیا۔ اور پچھلی مرتبہ جب اُس سے رخصت ہونے کو گیا ہون تو اُس نے مجھے ایک ایسی حسرت کی نگاہ سے دیکھا ہے کہ ہائے وہ نظر آج تک کلیجے مین کھٹک رہی ہے۔ اُس نے آنکھون ہی آنکھون مین سب کچھ کہدیا اور اس ڈر سے کہ کوئی سُن نہ لے ایک لفظ بھی زبان سے نکالنے کی اُسے جُرات نہ ہوئی۔

نظرتْ الیک بحاجۃٍ لم تقضہا　　نظر السقیم الی وجوہ العُوَّد

ہائے کیا شعر کہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حبیبہ کی آنکھون کی تصویر اُتار لی ہے"

عمر "عجب اتفاق ہے۔ یہ نہین معلوم تھا کہ ہماری دوستی اس بارے مین بھی ایک ہی رنگ دکھائے گی۔ کل کے مشاعرے مین جب سے علقمہ اعرج کا قصیدہ سُنا ہے اُس وقت سے میرا دل ہی ٹھکانے نہین"

زہیر "ہان مین بھی دیکھ رہا تھا کہ اُس قصیدے کے سُننے کے وقت تمہارے چہرے پر پریشانی برس رہی تھی"

عمر "پریشانی! مجھے رات بھر نیند نہین آئی"

زہیر "آخر سبب؟"

عمر "تمہین یاد ہوگا کہ علقمہ نے اپنے قصیدے مین ملک غسّان حارث اعرج کی بیٹی حلیمہ کے حسن وجمال کی تعریف بیان کی تھی"

زہیر "ہان ہان پھر؟"

عمر "کم بخت نے کتنا اچھا قصیدہ کہا ہے۔ اور حلیمہ کی کیسی اصلی تصویر دکھائی ہے۔ مجھی مین تو اُس کے حُسن کی تعریف سُن کے بے دیکھے عاشق ہوگیا۔"

زہیر۔ (ہنس کے) "بے دیکھے!"

عمر "ہان بے دیکھے۔ کیا کوئی تعجب کی بات ہے؟"

زہیر "نہ ہوگی مگر مین نے کسی کو بے دیکھے عاشق ہوتے سُنا نہین"

عمر" نہ سُنا تو کیا مضائقہ ہے۔ اب آنکھون سے دیکھہ لو"

زہیر" اچھی بات ہے۔ ہم دونون دو شاہزادیون پر عاشق ہوئے ہین۔ اور دونون ایک دوسرے کی کامیابی کے لیے دل سے کوشش کرین گے۔ آؤ یہ عہد کر لین کہ دونون ایک ساتھہ شادی بھی کرین۔ مگر دیکھو بے وفائی کی سند نہین۔ اگر تمہین حلیمہ مل گئی تو جب تک مجھے میری حبیبہ نہ مل لے شادی نہ کرنے دونگا"

عمر۔ (ایک قہقہہ لگا کے) " شادی کیسی۔ زندگی بھر اسی حسرت مین رہین گے اور کبھی وصال نہ نصیب ہوگا۔ بادشاہون کی بیٹیون سے شادی کرنا کوئی کھیل ہے ؟"

زہیر" کھیل نہ سہی۔ مگر مجھے اُمید ہے کہ ہم دونون کامیاب ہونگے"

عمر" تم کو اُمید ہوگی۔ اور ہوا ہی چاہیے۔ حبیبہ بھی تم کو پسند کرتی ہے۔ مگر اپنے عشق کو تو مین ایک خواب پریشان سمجھتا ہون۔ کہان مین اور کہان حلیمہ۔ ایسا عہد و اقرار نہ کرو۔ تمہارا ہی کچھہ نقصان ہوگا۔ ممکن ہے کہ تمہاری کامیابی کا زمانہ آجائے۔ اور مین اسی طرح حسرت مین تڑپا کرون"

زہیر" نہین۔ مین عہد کرتا ہون کہ جب تک حلیمہ تم کو نہ ملے گی مین حبیبہ کی محبت سے حظ نہ اُٹھاؤن گا"

عمر" زہیر دیکھو غلطی کرتے ہو۔ ایسا عہد نہ کرنا چاہیے جس کا نبھنا دشوار ہو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے عشق مین کامیاب ہوگے۔ اور مین حلیمہ کے عشق مین نامرادی کے ساتھہ جان دونگا۔ لیکن افسوس۔ اب مجھے کسی عورت کی محبت مین لطف نہ آئے گا۔ ساری زندگی کا عیش گیا"

عمر بن لبید نے جیسے ہی یہ جملہ کہا خولہ کا ہاتھہ جو اس وقت تک پنکھا جھل رہی تھی یکایک رُک گیا۔ اور اُس نے غصے کی چتونون سے عمر کو ایک نظر دیکھا اور پھر سر جھکا کے پنکھا جھلنے لگی۔ لیکن ان باتون کی طرف نہ عمر کا خیال گیا اور نہ زہیر کا۔

زہیر" ایسی نا اُمیدی کی باتین نہ کرو۔ یغوث؂ اور فلس ہماری مدد کرینگے۔ اور

؂ یغوث اور فلس خاص قبیلۂ بنی طے کے بُت تھے۔ اور تمام قبائل جو اُن کے قریب رہتے تھے وہ بھی مذکورہ بتون کی پرستش کرتے تھے۔

اور مین وعدہ کرتا ہون کہ جب تک تمھاری شادی نہ ہو مین بھی حبیبہ سے نکاح نہ کرونگا
خیر اب اور کوئی تذکرہ کرو۔ تیسرے پہر کو مشاعرے مین چلوگے ؟"

عمر" نہین۔ روز ہم جایا کرتے تھے آج مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم خیمے مین ٹھہرین اور
خولہ کو اجازت دین کہ یہ بھی جا کے سیر کر آئین۔ کیون خولہ جاؤگی ؟"

خولہ نے اس کے جواب مین صرف نہین کا اشارہ کیا۔ اور اُسی طرح پنکھا جھلتی رہی۔

عمر" خولہ۔ آج تم کچھ دل شکستہ سی معلوم ہوتی ہو۔ بس اب پنکھے کی ضرورت نہین۔ لاؤ
پنکھا مجھے دو" یہ کہہ کے عمر نے اُس کے ہاتھ سے پنکھا لے لیا اور خود جھلنے لگا۔

خولہ نے اب بھی کچھ جواب نہین دیا۔ اور ایک کونے مین سر جھکا کے بیٹھ گئی۔

زہیر" خولہ۔ سچ مچ تم افسردہ معلوم ہوتی ہو۔ کیا کچھ طبیعت سست ہے ؟"

خولہ" نہین۔ اچھی ہون"

عمر" نہین۔ اور کوئی بات نہین۔ انھین اسی بات کا ملال ہے کہ ہم لوگ تو روز سیر
کرنے گئے۔ اور یہ جب سے یہان آئی ہین گھر کی رکھواری ہی کرتی رہین۔ لو خفا نہ ہو
آج مین تم کو اسی وقت سے اجازت دیے دیتا ہون۔ جاؤ۔ مگر دیکھو رات کو سویرے
ہی آجانا۔ میلے مین ہر قسم کے لوگ آئے ہوے ہین۔ اگر زیادہ رات تک باہر رہین
تو ستائین گے"

خولہ" نہین۔ اس وقت جانے کو میرا جی نہین چاہتا"

عمر" زیادہ انکار نہین اچھا ہوتا۔ جاؤ سیر کر آؤ"

زہیر" ہان خولہ چلی جاؤ۔ دو گھڑی دل بہل جائے گا"

خولہ۔ (سر اُٹھا کے اور کسی قدر درشت مزاجی سے) "تو کیا زبردستی ہے کہ خواہ مخواہ
جاؤن ؟"

عمر" ہان۔ بیشک جانا چاہیے۔ خیمے مین بند پڑے پڑے تمھاری طبیعت مین
فرق آیا جاتا ہے"

خولہ۔ (رہی سہی تیورون سے) "اچھا تو جاتی ہون"

زہیر" ہان جاؤ۔ اور ضرور جاؤ"

خولہ نے اُٹھ کے جلدی جلدی اپنی خمار (اوڑھنی) سر پر باندھی۔ چادر اوڑھی

اور خیمے سے نکل کے چلی گئی۔ بنی عذرہ کے خیمون سے باہر نکل کے ذرا رُکی۔ پھر کے عمر اور زہیر کے خیمے کو ایک نگاہ دیکھا۔ اور آپ ہی آپ دل مین کہنے لگی۔ "بس اب عمر کا ساتھ ٹھیک نہین۔ یہ تو دوسرے پر عاشق ہو چکے۔ اب میرا کیا کام؟" اتنا کہہ کے آگے بڑھی اور جب تک عمر کا خیمہ نظر آتا تھا اُسنے کئی دفعہ پھر پھر کے دیکھا۔ اور آخر بازار عکاظ کی بھیڑ مین غائب ہو گئی۔

دوسرا باب

ہر جیسے کو تیسا

طلح بن مرۂ کلبی ہمارے عذری دوستون سے رخصت ہو کے آگے بڑھا۔ دو ہی قدم چلا ہوگا کہ ناگہان کسی دلی جوش نے قدم روک دیے۔ اُس نے پھر کے نہایت ہی غصے کے تیورون سے دونون نوجوانون کو دیکھا۔ اور ایک سخت غضب آلود لہجے مین اُس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "زہیر بن سلم بن اسد بن قیس (اس خاص نام پر بہت زور دے کے) بن خویلد عذری! کون قیس بن خویلد؟ جسنے میرے دادا جلیس بن یزید بن معتب کلبی کے حقیقی بھائی مالک بن یزید کلبی کو مار ڈالا تھا؟ کعبے کے سب سے بڑے دیوتا ہُبل کی قسم یہ خون بے انتقام نہ رہے گا۔ مالک کلبی کی کھوپری کا اُلّو* آج تک چلّا رہا ہے۔ زمانہ آ گیا کہ وہ اُلّو خاموش کیا جائے" اس نحس طائر کی آواز صرف زہیر بن سلم کے خون سے رُک سکتی ہے۔" اتنا کہہ کے طلح آگے بڑھا۔ اس وقت اُسے کوئی کام نہ تھا۔ مگر زہیر کا نسب معلوم ہوتے ہی اُس کے دل مین اس قدر جوش پیدا ہو گیا تھا کہ ان عذری نوجوانون کے پاس ٹھہرنے مین اُسے راز کے افشا ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اور چونکہ عمر بن صاف باطنی اور کھلی دوستی و دشمنی کے خلاف طلح کے دل مین مفسدہ پردازی اور جعلسازی کا مادہ بھرا ہوا تھا لہذا اُس نے خلاف واقعہ زہیر کے باپ کو اپنا دوست بتا دیا۔ جس مین زیادہ یہ غرض ملحوظ خاطر تھی کہ سردست زہیر کو اپنا دوست بنائے اور اسی دوستی کے پیرایے مین موقع پا کے

* جاہلیت مین بُت پرست عربون کا عقیدہ تھا کہ جو شخص مار ڈالا جائے اُسکی کھوپری سے ایک اُلّو نکلتا ہے! اور جب تک اُسکے خون کا انتقام نہ لیا جائے وہ اُلّو ویرانون مین بیٹھا چلّایا کرتا ہے۔

ستانی کھوہ یا کسی پہاڑی کی چوٹی کو اپنا نشیمن بنا لیتن - دھوپ تو نہ رہی تھی مگر
اپنے دادر ریگ مین اُس کا اثر باقی تھا - طلحہ اس وقت کے سین کو دیکھتا ہوا بنی کنانہ
سیدھا ان گاہ کے قریب پہونچ گیا -
تعصب تھا
ان عبادت شروع ہو چکی تھی - اور پرستش کا پہلا یہ رُکن اجرا پا رہا تھا کہ حرب
خون کا کیونکہ ہا چند قریشیہ عورتون کے ساتھ کھڑی ہُبل کی بھجنین گا رہی تھی جن مین سے دو عورتین
کے ٹوٹنے سے تھین - ان عورتون کی سُریلی آوازین ہوا مین گونج کے کھُلے میدان مین
اس ارادے سے رہی تھین - اور تمام لوگ چارون طرف حلقہ باندھے خاموش کھڑے تھے
قریب تھا - بنی کنانہ ل ہو گیا - عورتین جب اپنی دلکش تانون سے فراغت کر چکین تو تمام
اور نیز پولٹیکل تعلقات سے ہُبل کے دیوتا کے گرد سات بار طواف کیا - طواف سے فراغت
فاصلے پر نخلہ مین ایک بڑا نا نے اُس پتھر پر صندل کی قسم کی ایک عربی خوشبو کا
کعبے کے مقابل سمجھا جاتا تھا - ا یہ اور بحیرہ کا دودھ کئی مشکیزون مین بھر کے بُت کے قریب
مین اندیشہ تھا - اس لیے کہ بنی عذرہ لئے سے تالیان اور سیٹیان بجانا شروع کین -
اُن کے حلیف قبائل عکاظ کے جوار مین ہر ال آدھ گھنٹے تک یہ ہنگامہ برپا رہا -
سے اُمید تھی - ایک تو بنی کلب جن سے اُسے خود بُت کے نیچے ذبح کیا گیا اور
اس لیے کہ فرمان روائے غسان حارث اعرج کا دوست اور زلیم بھ لئے - پھر دو عورتین کچھ دیر
کے لوگ کم تھے - بنی کلب اگرچہ قریب تھے مگر اُن کی تعداد دو قون اور اُچھکتے ہوئے
کا مُلک اتنی دور تھا کہ اُن کی مدد سے یہان مکے کے قریب کوئی فائدہ تبرک لینے
جا سکتا تھا -
کے لیے

بوجود ان قبائل کی تعداد و قوت اور اُن کے تعلقات کا اندازہ کرتا
وہ اُسے زہیر کے قتل مین زیادہ خطرہ نظر آتا تھا - آخر دیر تک کی دماغی قوت سے اُکتا
کے اُسنے ایک ٹھنڈی سی سانس لی - اور دل سے سوال کیا "پھر کیا کیا جائے؟" لا مخالف

لا محالفے کے معنی باہم قسم کھانا - عرب مین ہر طرف لوٹ مار اور قتل و خون کا بازار گرم ہونے کی وجہ سے سخت پولٹیکل ضرورت تھی کہ مختلف قبائل دیگر قبائل کو اپنی مدد اور کمک کے لیے دوست بنائین یہی دوست بنانے کی رسم محالفے سے پوری ہوتی تھی یعنی دو قبیلون کے سردار باہم مل کے قسم کھاتے تھے کہ ہر امر مین ایک دوسرے کا ساتھ دین گے - جائز و ناجائز ہر امر مین پشت پناہی کرین گے - جن دو قومون مین اس طرح سے محالفہ ہو جاتا تھا وہ ایک دوسرے کی حلیف کہلاتی تھین -

اور خیمے سے نکل کے چلی گئی۔ بنی عذرہ کے خیمون سے باہر نکل کے ذرا رُکی، دوستی
زہیر کے خیمے کو ایک نگاہ دیکھا۔ اور آپ ہی آپ دل مین کہنے لگی۔ "بس بس
ساتھ ٹھیک نہین۔ یہ تو دوسرے پر عاشق ہو چکے۔ اب میرا کیا کام؟" کہ نے سے
آگے بڑھی اور جب تک عمر کا خیمہ نظر آتا تھا اُسنے کئی دفعہ پھر پھر کے دیکھا ایک
بازار عکاظ کی بھیڑ مین غائب ہو گئی۔

کرنے کے
کا پہچاننا
ایسا سچا دوست

دوسرا باب

ہر جلیسے کو تیسا

طلح بن مرہ کلبی ہمارے عذری دوستون سے رخصت ہو کے یکایک بڑھ گیا۔ اور جا بجا
چلا ہو گا کہ ناگہان کسی دلی جوش نے قدم روک دیے۔ اُسے معلوم ہوا کہ بُت پرست قبائل اپنے
تیورون سے دونون نوجوانون کو دیکھا۔ اور۔ ایکے ہمراہ تھا جو مذہب مسیحی کے
سے یہ الفاظ نکلے "زہیر بن سلم بن اسد بن قید تھا جو تمام قبائل عرب مین قائم تھی۔ اُس کے
بن خویلد عذری! کون قیس بن خرج ہو چلا تھا۔ اور اکثر لوگ عیسائی ہو گئے تھے۔ مگر
حقیقی بھائی مالک بن یزید لوگون مین تھا جو بنی کنانہ کے بُت ہُبل کی پرستش کر رہے تھے
کی قسم یہ خون بے اثر کیسے وہ اپنے خیمے سے نکل کے سیدھا بنی کنانہ کی طرف چلا تاکہ
زمانہ آگیا کہ بتون کی پوجا کرے۔ بنی کنانہ میدان عکاظ کے جنوبی کنارے پر اُترے
ہوئے تھے۔ اور اُنہین کے پڑوس مین قریش اور بنی ہاشم کا پڑاؤ تھا۔
ہبل کی مورت تو خاص خانہ کعبہ مین رکھی تھی مگر یہان سفر مین اُسکی عبادت
کا یہ طریقہ تھا کہ کوئی خوبصورت سا گول اور چکنا پتھر ہبل یعنے اصل دیوتا کی یادگار مین ایک
بہت اونچے مقام پر رکھدیا جاتا تھا اور صبح و شام اُس کی پرستش کی جاتی تھی طلح
جس وقت اپنے خیمے سے نکلا ہے اُس وقت تک آفتاب غروب نہین ہوا تھا بلکہ اپنے
اپنے اُترے ہوئے چہرے پر صرف مغربی پہاڑیون کی نقاب ڈال لی تھی۔ بلند پرواز
گدھ جو کسی لاش کی طمع مین بدوی غارت گرون کے نیزون پر سدھے ہوئے تھے
اور اس میدان کو چمکدار نیزون سے خالی دیکھ کے دھوپ کی حدت سے بچنے کے
لیے دن بھر بلندی پر اُڑتے رہے تھے اب نیچے اُتر آئے تھے اور قریب تھا

کہ کسی سنگستانی کھوہ یا کسی پہاڑی کی چوٹی کو اپنا نشیمن بنائین۔ دھوپ تو نہ رہی تھی مگر تپتی ہوئی ریگ مین اُس کا اثر باقی تھا۔ طلح اس وقت کے سین کو دیکھتا ہوا بنی کنانہ کی عبادت گاہ کے قریب پہونچ گیا۔

وہان عبادت شروع ہو چکی تھی۔ اور پرستش کا پہلا یہ رُکن اجرا پا رہا تھا کہ حرب بن اُمیہ کی بی بی چند قریشیہ عورتون کے ساتھ کھڑی ہُبل کی بھجنین گا رہی تھی جن مین سے دو عورتین دف بجاتی جاتی تھین۔ ان عورتون کی سُریلی آوازین ہوا مین گونج کے کھُلے میدان مین دور دور کی خبرلے رہی تھین۔ اور تمام لوگ چارون طرف حلقہ باندھے خاموش کھڑے تھے جن مین طلح بھی شامل ہو گیا۔ عورتین جب اپنی دلکش تانون سے فراغت کر چکین تو تمام مرد و عورت آگے بڑھے۔ اور سب نے ہُبل کے دیوتا کے گرد سات بار طواف کیا۔ طواف سے فراغت کر کے چند سن رسیدہ قریشیون نے اُس پتھر پر صندل کی قسم کی ایک عربی خوشبو کا لیپ کر دیا۔ اس کے بعد سائبہ اور بحیرہ[1] کا دودھ کئی مشکیزون مین بھر کے بُت کے قریب رکھ دیا گیا۔ اور سب نے ایک مجنونانہ طریقے سے تالیان اور سیٹیان بجانا شروع کین۔ دو چار نوجوان کھڑے گھنٹا بھی بجا رہے تھے۔ کامل آدھ گھنٹے تک یہ ہنگامہ بپا رہا۔ اس شور و ہنگامہ کے بعد ایک اونٹ لا کے خاص بُت کے نیچے ذبح کیا گیا اور اُس کے خون سے سب نے اپنی پیشانیون پر ٹیکے لگائے۔ پھر دو عورتین کچھ دیر دیوتا کے سامنے ناچین۔ جس کے بعد سب نے پھر سات بار کودتے اور اُچکتے ہوئے طواف کیا۔ اور طواف سے فراغت ہوتے ہی خود حرب نے کھڑے ہو کے تبرک لینے وہی سائبہ اور بحیرہ کا دودھ لوگون کو تھوڑا تھوڑا تقسیم کیا۔ اس تبرک کے لینے کے لیے

---

[1] جو اونٹنی علی التواتر دس مادہ بچے جنے اور درمیان مین کوئی نر بچہ نہ ہو اُسکو اہل عرب دیوتا کی نذر کر دیتے تھے اور وہ سائبہ کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ سائبہ ہو چکنے کے بعد جس اُنٹنی کے مادہ بچہ ہو جائے تو وہ بحیرہ کہلاتا تھا۔ بحیرہ کے کان چھید دیے جاتے تھے۔ اور سانڈون کی طرح سائبہ و بحیرہ دونون دیوتاؤن کے نام پر چھوڑ دیے جاتے تھے اُن کے بال کاٹنا۔ انپر سواری لینا اُنکا دودھ گھر کے کامون مین صرف کرنا۔ اور اُن کا گوشت کھانا حرام تھا۔ ہان اُن کا دودھ مہمانون کے لیے جائز تھا۔ اور عموماً اُنکا دودھ دیوتاؤن پر چڑھایا جاتا تھا۔ اور پھر تبرک کی طرح آپس مین بانٹا جاتا تھا

لوگ بڑی بے صبری سے بڑھے۔ عورت و مرد ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ اسی ہجوم مین گھس کے طلیح نے بھی تھوڑا سا دودھ اپنی ہتیلی پر لیا اور مجمع سے الگ ہو کے نہایت ہی رقت قلب سے یہ کلمات کہے "اے سب سے بڑے معبود ہبل مین تیرا تبرک پیتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ تو مجھے اپنے خاندانی خون کا بدلہ لینے کی پوری طاقت دے۔ اور جس دن یہ آرزو پوری ہو گی اُس روز مین ایک سانڈنی کو مع اُس کی مقدس بیٹی بحیرہ کے لا کے تیرے خاص سندر کعبے مین نذر کرون گا" یہ کہہ کے وہ بڑے ادب اور حسن عقیدت کے ساتھ ہتیلی کو مُنہ سے لگا کے ایک ہی سانس مین سارا دودھ سُڑک گیا۔

پوجا سے فراغت کر کے وہ اپنے خیمے کی طرف واپس چلا مگر دل مین ابھی تک انتقام کا خیال رہ رہ کے جوش کرتا تھا۔ جس کو ہبل کے سامنے مَنت ماننے سے اور قوت ہو گئی تھی۔ راستے مین خیال آیا کہ اس بارہ خاص مین کسی کاہن سے بھی فال لینی چاہیے۔ بنی خثعم کی مشہور کاہنہ فاطمہ بنت مُر مشرق کی طرف اُتری ہوئی تھی۔ اور لوگون کو عموماً اُس سے بڑی عقیدت تھی۔ طلیح سیدھا اُس کاہنہ کی فرودگاہ پر پہونچا۔ فاطمہ ایک نہایت ہی بوڑھی کاہنہ تھی اور اپنے خیمے کے دروازے پر ایک ابلق بکری کی کھال اوڑھے اور لمبے بالون کی جٹائین شانے اور پیٹھ پر بکھرائے بیٹھی رہا کرتی تھی۔ اور معمول تھا کہ اونٹ کے بچے کا خون ایک لکڑی کے کانسے مین بھرا ہوا سامنے رکھا رہتا تھا۔ یہ کاہنہ زبان سے سوا خاص فالون کا جواب دینے کے اور کوئی بات نہین کرتی تھی۔ طلیح جیسے ہی اُسکے سامنے جا کے کھڑا ہوا اُس نے متوالون کی طرح سُر اُٹھا کے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اجازت پاتے ہی طلیح ادب سے سامنے بیٹھ گیا۔ فاطمہ نے منجمد خون کا ایک لوتھڑا انگوٹھے سے لے کے اُسے چٹا دیا اور اُسی خون سے پیشانی اور سینے پر ٹیکے دیے اور پُر جوش لال لال آنکھون سے اشارہ کیا کہ "کہہ جو کہتا ہے" طلیح نے مرعوب ہو کے اور سر سے پاؤن تک کانپ کے عاجزی اور عقیدت کے لہجے مین کہا "مان۔ مین ایک کلبی شخص ہون۔ اور شاہ غسان کا دوست اور مصاحب ہون۔ میرے بزرگون مین سے ایک کا خون بے انتقام باقی ہے جس کے لیے ایک عذری نوجوان کا خون بہا کے ایک پُرانی کھوپری کے اُلّو کو خاموش کرنا چاہتا ہون"۔

اتنا سُنتے ہی کاہنہ کئی مرتبہ زور و شور سے جھومی اور اُس عہد کے غیب دانوں کے لہجے میں فرا ٹرک ٹرک کے یہ موزون الفاظ اُس کی زبان سے نکلے "والقمر الباہر والکوکب الزاہر والغمام الماطر وبالجو من طائر ان السیف الباتر بینکما دائر والغلبۃ للغسان ظاہر وانتظر بالغیث فی الآخر"[1] یہ الفاظ طلیح نے زبانی یاد کر لیے اور ادب سے سر جھکا کے اور ایک ثعلبیہ[2] اُس کی نذر کر کے اُلٹے پاؤں واپس آیا اور پھر اپنے خیمے کی راہ لی۔

اِس وقت رات نے اپنے سیاہ بازو سارے میدان عکاظ پر پھیلا دیے تھے۔ اُفق مشرق سے شفق کی روشنی بھی مِٹ چُکی تھی۔ گرد جسے دھوپ میں ہوا کے بگولوں نے اُڑا اُڑا کے فضا میں پھیلا دیا تھا بیٹھ گئی تھی اور تارے اپنی صاف اور دھوئی ہوئی آنکھوں کے اشارے سے اِن صحرا گرد بدوؤں کو راستہ بتا رہے تھے۔ مختلف قافلوں اور قبیلوں نے اپنی اپنی فرودگاہ پر آگین روشن کر رکھی تھین جن کی روشنی میں دُور دُور سے اونٹوں کی گردنیں نظر آ رہی تھین۔ اور اِنھیں آگوں پر اونٹ کے گوشت کے تکّے بُھن رہے تھے۔ اکثر جگہ فیاض اُمراے عرب نے قرب و جوار کے لوگوں کو بھی اپنے یہاں کے گوشت پر مدعو کیا تھا۔ اونٹوں کی بلبلاہٹ اور بے تکلفی کی چیخوں کے ساتھ عورتوں کے قہقہوں کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھین۔ نوجوانوں کے غول جَو اور کھجور کی شراب پیے ہوئے بھٹکتے پھرتے تھے۔ اور ڈھونڈھ رہے تھے کہ کہاں کوئی بھولی بھٹکی عورت ملے جسے چھیڑ کر اپنے وحشیانہ مذاق کی مسرت حاصل کرین۔

طلیح ان بدمست عربوں کے غولوں سے بچتا ہوا شمال کی طرف چلا جاتا تھا کہ ناگہان

---

[1] چمکنے والے چاند اور روشن تارے اور برسنے والے ابر اور اُڑنے والے طائر کی قسم تم دونوں میں شمشیر بُرّان چکّر کھا رہی ہے۔ غلبہ غسان کو ہو گا۔ اور منتظر رہو کہ آخر میں کیا ظاہر ہوتا ہے۔

[2] ثعلبیہ اُس وقت ایک عجمی سکّہ تھا جس پر لومڑی کی تصویر بنی ہوئی تھی اور عرب کے بعض حصوں میں بھی چلتا تھا۔ عرب میں چونکہ خاص سکّہ نہ تھا لہٰذا علاوہ مبادلۂ اشیا اور غیر مسکوک سونے چاندی کے ایران و روم کے سکّے بھی چل جایا کرتے تھے۔

ایک عورت اُس کے قریب آکے دہشت زدہ فریادون کے لہجے مین زور سے چلائی "اغثنی!
اغثنی!!" (مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ) اور اِس کے ساتھ ہی دوڑ کے اُس کی کمر خوب بھینچ کے پکڑ لی
طلحہ نے حیرت زدہ ہو کے پوچھا "کیا ہے؟" جس کے جواب مین عورت پھر اُسی طرح زور
سے چلائی "اغثنی! اغثنی!!" لیکن اب طلحہ کو خود ہی اُس کا سبب معلوم ہو گیا اِس لیے کہ
بدمست عربون کا ایک گروہ اُس کے پکڑنے کو دوڑا آتا تھا۔ جن مین سے دو نوجوانون نے
بڑھ کے کہا "اس عورت کو چھوڑ دو"

طلحہ "یہ عورت میری پناہ مین آئی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ
اور مجھے جانے دو"

اِس کے جواب مین کئی عربون نے کہا "اکیلا تو ہے اِس کا بھی کام تمام کر دو" اور
اِس کے ساتھ ہی ایک خنجر دُور کی آگ کی شعاعون مین چمکا۔

طلحہ نے عورت کا دیدینا تو خلافِ عزت تصوّر کیا اور اُس کے ساتھ یہ خطرہ بھی دل
مین کھٹکا کہ اکیلا ہون۔ قبیلے کے لوگ دور ہین۔ اور اگر قبیلہ بنی غسان یا بنی کالب کا نام
لیا گیا تو چندان دباؤ بھی نہ پڑے گا مگر وہ ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ ضرورت کے لیے
جھوٹ بول دینا اُس کے نزدیک کوئی بُری بات نہ تھی۔ اگرچہ عام عربی بدویون مین اِس کا
رواج نہ تھا۔ الغرض کسی بڑے اور صاحب اثر قبیلے کا نام لے دینا مصلحت کے مناسب
خیال کر کے اُس نے اُن تمام لوگون سے ذرا چتون بدل کے کہا "ہٹو۔ ورنہ پکارتا ہون
یا آل کنانہ"

یہ دھمکی پورا اثر کر گئی۔ وہ سب لوگ یہ جادو بھرا لفظ سُنتے ہی جھجھکے ذرا پیچھے
ہٹے۔ اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے پلٹے چلے گئے۔ میدان خالی پا کے طلحہ نے اُس
عورت کی طرف توجہ کی جو اب تک اُس کی کمر سے لپٹی کھڑی تھی اور پوچھا "یا اُمت اللہ!
تو کس قبیلے کی عورت ہے؟ بتا کہ تجھے تیرے خیمے مین پہونچا دون" عورت نے طلحہ کی
کمر چھوڑ کے چارون طرف پھر کے دیکھا اور بدمعاشون کے ہاتھ سے بچنے کا اطمینان
کر کے جھکی۔ اور طلحہ کی تہمت کا لٹکتا ہوا دامن چُوم لیا۔ اور عاجزی کے لہجے مین بولی۔
"مجھے اپنے خیمے مین لے چلو۔ میرا کوئی نہین ہے"

طلحہ۔ (تعجب سے) "کوئی نہین؟"

عورت ”ہان کوئی نہین - مجھے اپنی لونڈی سمجھ کے اپنے ساتھ لے چلو - جب ذرا دل ٹھکانے ہوگا تو سارا حال بتادون گی۔“

اِس عورت کے ساتھ لے جانے مین طلحہ کو ذرا تامل تھا - مگر ایک جوان اور خوبصورت عورت کو اس بیکسی مین اور ایسے بدمعاشون کے مجمع مین چھوڑ دینا بھی خلاف حمیّت خیال کر کے راضی ہو گیا او تھوڑی دیر تک دل مین پس و پیش کر کے کہا ”اچھا چلو - مگر دیکھو تمھاری وجہ سے کوئی فساد نہ اُٹھ کھڑا ہو -“

عورت - (رو کے) ”میرا کوئی پُرسان حال نہین - میرے لیے کوئی جھگڑنے نہ آئے گا - زندگی بھر تھاری لونڈی رہونگی - مجھے اپنے ساتھ لے چلو“

الغرض طلحہ اُس عورت کو لے کے اپنے خیمے مین گیا اور اُسے آرام سے اپنے اونٹ کے بالون کے فرش پہ بٹھا کے کہا ”اب بتاؤ - تم کون ہو؟“

عورت ”مین خولہ بنت عمیر بن عامر تغلبیہ ہون“

طلحہ ”اور یہان کیونکر آنا ہوا؟“

خولہ ”مین لبید بن صعصعہ عذری کے نکاح مین تھی - دو برس ہوئے وہ مر گئے - جس کے بعد مجھے اُن کے بیٹے عمر بن لبید نے اپنے باپ کے ورثے مین اپنی بی بی بنا لیا[1] -“

طلحہ - (ذرا سوچ کے) ”کون عمر بن لبید؟ وہی جو خوب صورت سالڑکا ہے - اور زہیر بن سلم عذری کا دوست ہے؟“

خولہ ”ہان ہان! وہی - کیا آپ اُنھین جانتے ہین؟“

طلحہ ”پہلے تو نہین جانتا تھا - مگر اتفاقاً آج ملاقات ہو گئی - خیر - تو پھر تم اُن کے پاس سے کیون چلی آئین؟“

خولہ ”اُنھون نے مجھپر ظلم کیا“

طلحہ ”بظاہر تو وہ ایسے بے رحم نہین معلوم ہوتے“

خولہ ”بے رحمی سی بے رحمی! پہلا تو یہی کیا کم ظلم تھا کہ بغیر عدت کے اور بغیر اس کے کہ میرے جسم کو کوئی جانور پاک کرے[2] اپنی بیبیون مین شامل کر لیا - مین نے اِس پر بھی صبر کیا

---

[1] عرب مین اُن دنون رواج تھا کہ مائین بیٹون کو باپ کے ترکے مین ملا کرتی تھین جسکو زیادہ تر تقویت مذہب یہودی کے عقائد سے ہو گئی تھی -

[2] جاہلیت مین اکثر بُت پرست قومون مین عدت کا یہ طریقہ تھا کہ عورت اپنے گھر سے نکل کے کسی جانور کا ...

اور اُن کے ساتھ جہان تک بنا محبت ظاہر کی۔ لونڈیون کی طرح خدمت کی مگر اُنھین میری پروا نہین۔ اور غیر عورتون پر جان دیتے پھرتے ہین"

طلحہ۔(ہنس کے) "یہ تو بنی عذرہ کا خاصہ ہے۔ لیکن تمکو اس سے کیا تھا۔ وہ جو چاہتے کرتے تم اپنی طرف سے بناہنے ہی کی کوشش کرتین؟"

خولہ "مین نے بہت صبر کیا۔ لیکن آج اُنھون نے خود ہی چپ جانے کو کہا۔ اب خود نکال دین تو کیا کرون؟"

طلحہ "خود نکال دیا؟ بڑا غضب کیا"

ناظرین اوپر دیکھ چکے ہین کہ عمر بن لبید نے خولہ کو اپنے یہان سے نکالا نہ تھا۔ بلکہ کسی قدر دلسوزی کے ساتھ میکہ آنے کو کہا تھا۔ مگر یہ حاسدہ اور کیاد عورت صرف اس غرض سے عمر پر طلحہ کے سامنے نکال دینے کی تہمت لگا رہی ہے تاکہ طلحہ اُس کی بیکسی پر ترس کھا کے اپنے پاس رہنے کی اجازت دیدے۔ اور اسی وجہ سے جب طلحہ نے ہمدردی کے لہجے مین کہا کہ "بڑا غضب کیا" تو اُس نے زیادہ جُرأت کی اور ان الفاظ مین اپنا کیادی کا جال کھولنا شروع کیا "اب آپ ہی بتایئے اس بیکسی کے عالم مین مین کہان جاؤن۔ گھر سے یہان لا کے مجھے بیچ بازار مین چھوڑ دیا ہے۔ نہ کوئی جان پہچان ہے جس سے مدد مانگون۔ نہ کوئی ہمدرد ہے جس کے پاس جا کے پناہ لون۔ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ترس کھا کے بدمعاشون کے غول سے نجات دلائی"

طلحہ "تو تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟ تمھارے قبیلے مین تمکو پہونچا دون؟"

خولہ "دنیا مین میرا کوئی نہین۔ وعدہ کرتی ہون کہ لونڈیون کی طرح رہون گی مجھے اپنے پاس رکھیے"

خولہ کی یہ درخواست سنتے ہی طلحہ نے اُسے غور و تجسس کی نگاہ سے دیکھا

جھونپڑے یا خیمے مین کامل ایک سال تک رہتی تھی۔ نہ اُس سے کوئی ملتا اور نہ وہ کسی سے ملتی۔ اپنے کھانے کے لیے وہ آپ پکاتی تھی۔ اور پورا برس گذرنے کے بعد آخری تاریخ کو کسی بکری یا بھیڑ کو اپنی شرمگاہ سے مس کر کے چھوڑ دیتی۔ اور کہتے ہین کہ اس طرح مس کرتے ہی وہ جانور مر جایا کرتا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو مٹا کے تین مہینے کی مدت باقی رکھی۔

خولہ اگرچہ برائے نام بیوہ تھی مگر ابھی جوان تھی اور صورت و شکل کے لحاظ سے سو پچاس مین اچھی تھی۔ جس وقت طلیح نے غور سے اُس کے چہرے کو دیکھا اُس وقت اُسے بھی اپنے حسن کے کرشمون اور غمزہ و ناز کی کمندون سے پورا کام لیا۔ ہونٹون پہ فوراً ایک مُسکراہٹ نمایان ہوگئی۔ آنکھین جادو کے دِلدوز تیر چلانے لگین۔ اور اس کے ساتھ ہی ذرا سینہ اُبھار کے یہ بھی بتا دیا کہ جوان ہی نہین ابھی عنفوان شباب ہے۔ ایک چند ہی لمحے مین طلیح کے مُسکرا دینے سے اُس کی محبت ظاہر ہوگئی۔ مگر مجبر اپنے دل کو کسی قدر سخت کر کے اُس نے کہا "خولہ۔ مین تمھین اپنے نکاح مین لینے کو تیار ہون۔ مگر ایک شرط سے۔ میری ایک غرض ہے اور جب تک وہ غرض نہ حاصل ہو اُس وقت تک مجھے دُنیا کی کسی لذت مین مزہ نہین آسکتا۔ اگر تم کوشش کرو تو کوئی تعجب نہین کہ مین کامیاب ہو جاؤن"

خولہ نے یہ سُنکے نہایت ہی حیرت سے طلیح کی طرف دیکھا اور کہا "آپ کی غرض اور مین پوری کر سکتی ہون!"

طلیح "ہان۔ لیکن اگر تم چاہو تو"

خولہ "تو کیا آپ جانتے ہین کہ مجھے کوئی عذر ہوگا؟"

طلیح "کیا عجب؟"

خولہ "کہ چکی کہ آپ کی لونڈی ہون۔ اب اس پر بھی آپ کو شک ہے تو کیا علاج؟" اتنا کہ کے خولہ کھسک کے طلیح کے پاس آ بیٹھی اور اُس کے گلے مین باہین ڈالدین۔

طلیح "سنو خولہ۔ مین تم سے ایک بڑا راز کہتا ہون جس کو اِس وقت تک سوا میرے کوئی نہین جانتا۔ اس بارے مین تم کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ مین تم سے ابھی نکاح کرونگا لیکن جبھی اگر تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو"

خولہ "یقین جانو کہ مین اپنی زندگی تمھاری ہی زندگی کے ساتھ سمجھون گی۔ میرا مرنا جینا تمھارے ہی رنج و راحت پر موقوف ہوگا"

طلیح "خیر تو سُنو۔ شاید ابھی میرا نام تم کو نہ معلوم ہوگا۔ مین طلیح بن مرہ بن حابیس بن یزید بن معتب کلبی ہون۔ میرے دادا کے ایک بھائی تھے مالک بن یزید کلبی اُن کو ہیر کے پردادا قیس بن خویلد عذری نے مار ڈالا تھا۔ وہ پُرانا خون آج تک بے انتقام پڑا ہے

اور چاہتا ہون کہ اس کا بدلہ زہیر کے خون سے لون۔ اس امر کی کوشش مین تم میرا ساتھ دو گی تو مجھے کامیابی کی پوری اُمید ہے"

خولہ۔ (تھوڑی دیر تک غور کر کے) "مگر اس بارے مین مین کیا مدد دے سکتی ہون؟ تمسے سچ کہتی ہون کہ عمر بن لبید کلبی سے اب مجھے اس قدر عداوت ہے کہ خون کی پیاسی ہون مگر کوئی بس نہین۔ زور چلے تو اُن دونون بے وفا دوستون عمر و زہیر کو مار کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرون"

طلیح "بس بس۔ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین۔ مجھے اسی قدر دریافت کرنا تھا کہ تم اُن کی دشمنی پر آمادہ ہو یا نہین۔ اب معلوم ہو گیا کہ تم سے مجھے پوری مدد مل سکے گی۔ یہ نہ جانو کہ مین زہیر کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنا یا تمھارے ہاتھ سے قتل کرانا چاہتا ہون مین اُن کے ساتھ ایک ایسا کھیل کھیلنا چاہتا ہون کہ مطلب حاصل ہو جائے اور میرا تمھارا نام نہ ظاہر ہو تمھاری خواہش کے مطابق اب مین عمر کے ساتھ بھی وہی کھیل کھیلون گا۔ مگر وعدہ کرو کہ اس تدبیر مین تم آخر تک میرا ساتھ دو گی"

خولہ "مین دل وجان سے وعدہ کرتی ہون"

طلیح "یہ خوب سمجھ لو کہ ہمین بعض اوقات جھوٹھ اور فریب سے بھی کام لینا ہو گا"

خولہ "مجھے اس مین بھی دریغ نہ ہو گا"

طلیح "(خولہ کو گلے سے لگا کر) اب تم حقیقت مین میری بی بی اور معشوقہ ہو۔ خیر اب یہ سوچنا چاہیے کہ ہم کس تدبیر سے کام لین۔ ہان غالباً زہیر و عمر کے کچھ نہ کچھ تعلقات اور حالات تمکو ضرور معلوم ہون گے"

خولہ "عمر کے تو سب حالات معلوم ہین۔ باقی رہا زہیر اُس کی بھی بہت سی باتین جانتی ہون اور اُن کے حالات ہی کیا۔ دونون ابھی ناتجربہ کار لڑکے ہین۔ اِدھر اُدھر عاشق ہوتے پھرتے ہین۔ اور بخصوص آجکل تو دونون کا عشق خوب زورون پر ہے"

طلیح "بس یہی موقع ہے۔ اور اسی مین فتح ہے۔ عشق سے زیادہ انسان کو کوئی چیز اندھا اور بے وقوف نہین بنا سکتی۔ بھلا یہ بھی معلوم ہے کہ دونون عاشق کس کس پر ہین؟"

خولہ "ہان۔ آج ہی مجھے معلوم ہوا کہ زہیر تو حیرہ کے بادشاہ نعمان بن منذر کی بیٹی پر

عاشق ہے۔ اور ــــــــ"

طلیح۔(ایک فوری جوش کے ساتھ بات کاٹ کے) "نعمان بن منذر کی بیٹی پر؟ تو یہ کہنا چاہیے کہ بالکل بے وقوف ہے"

خولہ "سنتی ہون نعمان کی بیٹی حبیبہ بھی اُسپر جان دیتی ہے۔ وہ خود ہی کہتا تھا"

طلیح "ہان معلوم ہے۔ عشق مین اکثر ایسا خلل دماغ بھی ہو جاتا ہے اور عمر کس پر عاشق ہے۔؟"

خولہ "غستان کے بادشاہ حارث اعرج کی بیٹی حلیمہ پر"

طلیح۔(زور سے قہقہہ لگا کے) تو یہ کہو کہ دونون سڑی ہین۔ بس مجھے کامیابی کا پورا یقین ہو گیا۔

خولہ "کیونکر؟"

طلیح "اس لیے کہ مین حارث اعرج کا ندیم خاص ہون۔ اور ہمیشہ اُس کے دربار مین رہتا ہون کوئی مشکل نہین کہ عمر کو حلیمہ سے ملانے کے بہانے وہان لے جا کے بادشاہ کے ہاتھ سے قتل کرا دیا جائے۔ تمھارا انتقام تو اس طرح پورا ہو جائے گا"

خولہ "بے شک عمر تو اس تدبیر سے نہین بچ سکتا۔ لیکن زہیر کے قتل کی کیا تدبیر ہو گی؟"

طلیح "یہ تمھارا کام ہے۔ جب مین تمھارے دشمن کا کام تمام کر دون گا تو تم میرے دشمن کے قتل کرنے کا بندوبست نہ کرو گی؟ اور تمھارے لیے سب سے آسان تدبیر یہ ہے کہ پہلے لے چل کے مین تمھین بادشاہ حارث اعرج کے دربار مین پہونچا دون تمکو اُسکے حرم مین جانے اور اُس کی خلوتون مین شریک ہونے کا موقع ملے گا۔ چند ہی روز کی محنت مین تم بادشاہ کو فرمانروائے حیرہ کی بیٹی حبیبہ کا عاشق بنا دے سکتی ہو اور دوسری طرف ہم کوشش کرین گے کہ عمر کے ساتھ زہیر بھی ارض غستان کو چلے۔ پس جب تمھاری کوشش سے حارث اعرج نعمان کی بیٹی پر عاشق ہو جائے گا تو جس دن جی چاہے گا بادشاہ پر ظاہر کر دین گے کہ زہیر اُس کا رقیب اور اُس کی خاص معشوقہ کا عاشق ہے اس تدبیر سے آناً فاناً زہیر کا سر خاک پر لوٹتا ہو گا"

خولہ "اب تو مجھے اپنا مقصد حاصل کرنے مین ذرا بھی شبہہ نہین۔ بہتر تو جس طرح

زہیر اور عمرو نے باہم معاہدہ کیا ہے کہ دونوں ایک ہی دن شادی کرینگے اور جب تک دونوں کامیاب نہ ہو لین اُس وقت تک کوئی اپنی معشوقہ کے حُسن سے فائدہ نہ اُٹھائے گا اُسی طرح اس وقت ہم دونوں آپس مین عہد کرین کہ ہر ایک دوسرے کے دشمن سے بدلہ لینے مین تمھارے دشمن کا کام تمام کرون اور تم میرے دشمن کا۔ اور ہم اپنی تدبیرون کو اس طرح چلائین کہ زہیر و عمرو دونون ایک ہی دن قتل کیے جائین۔ اگر تمھین کامیابی ہو جائے تو تم عمرو کے قتل کو اُس وقت تک رکوائے رہو جب تک کہ مین زہیر کے قتل پر کامیاب نہ ہو جاؤن"

طلیح "یہ بہت مناسب۔ اس طریقے سے مجھ مین اور پیاری خولہ مین محبت کو بھی خوب ترقی ہوگی" اور یہ کہہ کے طلیح نے اپنی چادر خولہ کے سر پر ڈال کے پھاڑ ڈالی جس کے ساتھ ہی خولہ نے اپنی خمار کو ایک جوش کے ساتھ دونون ہاتھون سے نوچ کے طلیح کے سر پر ڈالا اور زور سے کھینچ کے پھاڑ ڈالا*۔ خمار کے کھولتے ہی خولہ کی زلفین پیٹھ اور شانون پر بکھر گئین۔ اور طلیح نے بڑھ کے اُس کے ہونٹون کا ایک بوسہ لے لیا جس کے ساتھ ہی خولہ نے اُس کے گلے مین باہین ڈال دین اور پیار کرکے کہا "اچھی کیا ہے۔ اپنی محبت کا ثبوت مین اُس وقت دون گی جب تم مجھے بادشاہ کے دربار اور اُسکی حرم سرا مین پہونچا دو گے۔ تم دیکھنا کہ مین کیا کرتی ہون اور تمھارے دشمنون سے کیسا بدلہ لیتی ہون"

طلیح "بہتر۔ تو اب یہ کرنا چاہیے کہ مین کسی تدبیر سے تمکو آج ہی ارض غسان کو روانہ کردون تمھارے جانے کے بعد کل یا پرسون تک زہیر و عمرو کو پھسلا کے اپنے ہمراہ ہی غسان مین لے آؤنگا۔ تمکو میرے ساتھ دیکھین گے تو اُن کو بدگمانی ہوگی"

خولہ "مجھے کسی امر مین عذر نہین۔ مگر دیکھو (پھر لب بلب ہو کے اور دو ایک بوسے لے کر) جلدی آنا۔ ایسا نہ ہو تمھین آنے مین دیر ہو۔ اور مین اکیلی وہان جا کے حیران ہون"

* جاہلیت مین دستور تھا کہ مرد و عورت جب آپس مین عہد وفا و محبت کرتے تو دونون اپنی اپنی چادر دوسرے کے سر پر ڈال کے پھاڑ ڈالتے تھے اور ایسا نہ کرین تو سمجھا جاتا کہ یہ محبت پایدار نہ رہے گی اور چند روز بعد دونون مین سے کوئی فرد بے وفائی کرے گا۔

طلح "بھلا یہ ممکن ہے؟ مجھے اب تم سے محبت نہیں عشق ہے۔ میری بی بی ہی نہیں تم معشوقہ بھی ہو۔ بغیر تمھارے خود میرا دل یہان نہ لگے گا۔ ہر وقت تمھاری دل فریب صورت پیش نظر رہے گی۔ اگرچہ اب کی سال حج رہ جائے گا مگر تمھاری صورت کی پرستش کے آگے مین ہُبل کی زیارت بھی چھوڑ دونگا۔ دیکھو، جس قدر جلد ممکن ہوگا اپنے اور تمھارے دشمنون کو وہان لا کے حاضر کرون گا" یہ کہہ کے طلح نے ایک سوکھی ہوئی خرگوش کی ران اپنے پاس سے نکالی اور ایک ڈوری مین باندھ کے خولہ کے گلے مین ڈال دی اور پھر ایک بوسہ لے کے کہا "اب تم تمام آفتون سے محفوظ رہو گی۔ اور کوئی بلا تمھارے قریب نہ آئے گی"۔

الغرض خولہ بیشتر روانہ ہونے پر راضی ہوئی۔ اور طلح نے اُسی وقت جا کے کئی اونٹون کا بندوبست کیا۔ اور دولت غسان کے کئی سپاہیون کے ہمراہ جو اُس کے ساتھ آئے تھے خولہ کو شمال کی طرف روانہ کر دیا۔ تھوڑی دور تک خود ساتھ چلا گیا۔ اور جب خولہ لوگون کے پڑاؤ اور میلے کے حدود سے باہر نکل گئی تو طلح نے سب لوگون سے تاکید کر کے کہا "دیکھو خبردار اب پلٹ کے نہ دیکھنا"[2] اور خود خولہ کو بھی اِسکی تاکید کر کے واپس روانہ ہوا۔ اگرچہ چند ساعت ہی کی ملاقات تھی مگر جدا ہوتے وقت دونون بڑی دلسوزی سے رخصت ہوئے۔ اور طلح نے ایک نہایت ہی گرمجوشی کا بوسہ لے کے خولہ کو محمل مین سوار کرایا۔

دوسرے دن طلح مشاعرے مین زُہیر و عمر کے پاس ہی جا کے بیٹھا۔ مزاج پُرسی اور تکلف کی باتون نے تھوڑی ہی دیر مین بے تکلفی کا رنگ بدلا۔ مشاعرے مین جو عاشقانہ اشعار پڑھے گئے اُن پر دونون نوجوانون کی بیتابی دیکھ کے طلح نے دادِ سخن دینے کے بہانے ہی بہانے اُن کے دلون کو ٹٹولا۔ اور اُس خفیہ واقفیت سے جو رات کو

---

[1] جاہلیت مین اعتقاد تھا کہ خرگوش کی ران جس کسی کے گلے مین پڑی ہو اُسکے پاس کوئی جن یا بھوت نہین آتا اور ران بلاؤن سے وہ ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔ اور وجہ یہ تھی کہ خرگوش کی مادہ کو حیض آتا ہے لہذا وہ سمجھتے تھے کہ یہ ایسی ناپاکی ہے جس سے جن دیو پری دور دور بھاگتے ہین اور اسی وجہ سے ہمیشہ خرگوش کی مادہ ہی کی ران گلے مین ڈالی جاتی تھی۔

[2] سفر پر جاتے وقت پلٹ کے دیکھنا نہایت ہی منحوس خیال کیا جاتا تھا۔

خولہ کی زبانی حاصل ہو چکی تھی فائدہ اُٹھا کے اُسنے کہا "مین دیکھتا ہون جتنا مذاق آپ کو حُسن وعشق اور تشبیب کے شعرون کا ہے اُس قدر مراثی اور شجاعت و سپہگری کے اشعار کا نہین - آخر عذری ہی ہین"

عمر "ہان ہمارے قبیلے کے لوگ عشقبازی کو بہت پسند کرتے ہین"

طلیح "اتنا ہی نہین - مین کبھی نہ کہونگا کہ یہ صرف مذاق طبیعت ہے - آپ کے دل چوٹ کھائے ہوئے معلوم ہوتے ہین - ہے نا؟ وہ تو نگاہ ہی نہین چھپتی"

زہیر - (ایک آہ سرد بھر کے) "آپ کا قیاس صحیح ہے - اب چھپانے سے کیا فائدہ؟ ہم دونون دو پری جمالون پر عاشق ہین"

طلیح "آپ کی صورت سے ناکامی بھی ظاہر ہوتی ہے - بلاشبہ - ورنہ یہ بیتابی نہ ہوتی"

عمر "جی ہان - ہماری دلربائین ایسی نہین کہ اُنکا پانا آسان ہو (زہیر کی طرف اشارہ کر کے) اِن کو تو مقصدوری کی تھوڑی بہت اُمید بھی ہے - مگر مجھے اپنی نسبت یہی نظر آتا ہے کہ ساری عمر حسرت مین گزرے گی"

طلیح - (حیرت سے) "یقین نہین آتا کہ آپ کا سا خوشرو جوان اور عشق مین ناکام رہے"

عمر "ہم دونون کی معشوقائین ایسے درجے پر ہین کہ دولت حُسن اور جوانی کسی چیز کا اثر نہین ہو سکتا"

طلیح "یہ اور زیادہ حیرت کی بات ہے - کیا اُن کے نام بتانے مین آپ کو کچھ عذر ہے؟"

زہیر "بس اسکو رہنے دیجیے - بات یہ ہے کہ ہمارے معاملے مین کسی کی مدد کارگر نہین ہو سکتی"

طلیح "مگر مجھ سے چھپانے کی کوئی ضرورت نہین - مین آپ کے والد مرحوم کا جانی دوست ہون - اُن کا کوئی راز مجھسے چھپا نہ تھا - اور یہ نہ خیال کیجیے کہ کسی سے مدد نہین مل سکتی انسان ہی انسان کے کام آتا ہے"

عمر "مگر اُسکے ظاہر کرنے مین جان کا اندیشہ ہے"

طلیح "آپ کی خدمت مین تو مین کچھ نہین عرض کر سکتا - مگر زہیر سے شکایت ہے - ان کے والد سے ایسے تعلقات رہے ہین کہ مین اِن کے عزیزون سے بڑھ کے تھا - علاوہ برین

یہ کسی شریف کا کام نہین کہ کسی دوست اور عزیز کا راز افشا کر دے۔ اور اگر آپ کو اب بھی تامل ہے تو مین ہُبل کی مورت کے سامنے قسم کھانے کو تیار ہون ؎

زہیر۔ "بائم۔ ایسی قسمون کا نام لے کے ہمین شرمندہ نہ کیجیے۔ اگر آپ کو اصرار ہے اور آپ ہمارے دی پہ تیار ہین تو لیجیے اپنا اور اپنے دوست کا راز بتائے دیتا ہون۔ اصل یہ ہے کہ ملک حیرہ کی بیٹی حبیبہ پر مین عاشق ہون۔ اور میرے دوست عمر بن لبید فرمانروائے غسان حارث اعرج کی بیٹی حلیمہ پر۔ اب آپ ہی سمجھ سکتے ہین کہ ان شریف النسب شاہزادیون کے عشق مین ہمین کیونکر کامیابی کی اُمید ہو سکتی ہے؟ میری معشوقہ حبیبہ میرے نکاح مین آنے پر راضی ہے۔ مگر اُس کا باپ نعمان بن منذر کیون منظور کرنے لگا؟"

طلحہ اگرچہ ان واقعات کو پہلے سے جانتا تھا۔ مگر اس وقت ان دونون نوجوانون کی زبان سے سن کے اُس نے نہایت ہی متعجبانہ صورت بنائی۔ سر جھکا لیا اور دیر تک ایک غوطہ مین پڑا رہا۔ پھر سر اُٹھا کے کہا "خوب ہوا کہ آپ نے اپنی معشوقاؤن کے نام بتا دیے آپ جانتے ہین کہ مین بادشاہ غسان حارث اعرج کا دوست اور مصاحب ہون اُسکے مزاج مین مجھے بڑا دخل ہے۔ اکثر معاملات میری ہی رائے سے طے پاتے ہین۔ اگر آپ میرے ساتھ ارض غسان مین چلین تو وعدہ کر سکتا ہون کہ آپ مین سے ایک صاحب یعنی عمر بن لبید ضرور کامیاب ہونگے"

عمر۔ (ذرا سوچ کر) "ہان یہ تو قرین قیاس۔ مگر پھر زہیر کے لیے کیا تدبیر ہوگی؟"

طلحہ "مین تو کہتا ہون کہ آپ کا مقصد بھی وہین چل کے بر آئے گا۔ یہ میرے ایک ادنے اشارے پر ممکن ہے کہ شاہ غسان اور فرمانروائے حیرہ مین لڑائی کرا دون۔ اور یہ شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ نعمان بن منذر کو اپنی بیٹی سے اسقدر محبت ہے کہ بے اُسکے ساتھ لیے نہ کبھی سفر کرتا ہے اور نہ کسی لڑائی پہ جاتا ہے۔ یہ امر ہماری آپ کی کوشش و جانفشانی پر منحصر ہے کہ ہم کو بیتی پر لے کے لڑین اور نعمان کو شکست دیدین اور جب اُسکو شکست ہو گی تو ہم سب ہر طرف سے گھیر کے اُس کی بیٹی حبیبہ کو اپنے قبضے مین لے لین گے۔ میرے خیال مین تو آپ کے لیے بھی کامیابی کی اگر کوئی معقول صورت ہو سکتی ہے تو یہی ہے"

عمر "یہ سب تو بآسانی ممکن ہے۔ مگر مجھے اس بات کا یقین نہین آتا کہ حارث اعرج

اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیدے"
طلحہ "اس بارے مین تو آپ بالکل مطمئن رہیے"
عمر۔ (زہیر کی طرف دیکھ کے) "تو ہمین ارض غسان مین جانا چاہیے۔ چلتے ہو؟"
زہیر "بے شک چلنا چاہیے۔ مگر دیکھو اپنا اقرار نہ بھول جانا"
عمر "مجال ہے؟ قول جان کے ساتھ ہے! پہلے تم کامیاب ہو گے پھر مین"
طلحہ "قول کیسا؟"
زہیر "ہم دونون مین اقرار ہے کہ دونون ایک ہی دن شادی کرین گے۔ اور اگر ایک کو کامیابی نہ ہوئی تو دوسرا بھی اپنی کامیابی سے فائدہ نہ اُٹھائے گا"
طلحہ۔ (ہنسکر) "یہ تو بچّون کی سی باتین ہین۔ مگر خیر آپ باہم اقرار کر چکے ہین تو ضرور پابندی کیجیے"
عمر "خیر اس کے تو ہم خلاف ہی نہین کر سکتے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ یہان سے کب تک روانہ ہون گے؟"
زہیر "اب یہان بازار عکاظ مین آ گئے ہین تو ضرور ہے کہ آخر تک ٹھہرین اور حسب معمول حج سے فراغت کر کے روانہ ہون"
طلحہ "میرے نزدیک تو اتنے دن بیکار ضائع کرنے کا کوئی نتیجہ نہین۔ پار سال حج کر چکے ہین۔ اور اگر دیوتاؤن کو منظور ہے تو پھر آیندہ سال بھی حج کا موقع ملے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ ہم سب کل تڑکے ہی یہان سے چل کھڑے ہون"
عمر "ہان مین بھی یہی چاہتا ہون"
زہیر "تو مجھے کوئی عذر نہین۔ اگر یہی طے پا گیا ہے تو بسم اللہ۔ چلیے"
اسی وقت سے ارض غسان کے سفر کی تیاریان شروع ہو گئین اور دوسرے دن طلحہ علی الصباح ہی دونون نوعمر دوستون عمر اور زہیر کو اپنے ہمراہ لے کے ارض غسان کی طرف روانہ ہوا۔ اپنے خیمون سے نکل کے تینون دور تک چلے گئے اور کسی جگہ بھی پلٹ کے نہ دیکھا۔ راستے مین کئی جگہ کوّے کی آواز سُن کے یہ لوگ چونک پڑے جس کی نحوست کا قریب قریب ہر شخص قائل تھا۔ اور جب کئی فرسخ کی منزل طے کر کے شہر نخلہ کے قریب پہونچے تو اِن تینون مسافرون نے ایک مقام پر کھڑے ہو کے

زور زور سے گدہون کی بولیان بولین؏ اور آبادی مین داخل ہوئے۔ نخلہ کے تمام لوگ عکاظ کے میلے مین گئے ہوئے تھے۔ اور ساری بستی سنسان پڑی تھی۔ اور چونکہ ابھی دن باقی تھا اور ارض غسان مین پہونچنے کی جلدی تھی لہذا یہ لوگ صرف گرمی اور تپش کے سبب چند گھنٹے یہان ٹھہر کے آگے بڑھے اور شمال کی راہ لی۔

تیسرا باب

ملک غسان کا دربار

مُلک عرب کا وہ حصّہ جو شمال مین شام کی سرحد پر واقع ہے۔ اگرچہ باسباب ظاہر نہایت ہی غیر آباد معلوم ہوتا ہے اور گویا شام کے اُس مشہور صحرا کے اندر واقع ہے جہان آج تک قافلے کے قافلے گرمی اور بھوک پیاس کی نذر ہو جاتے ہین۔ لیکن باوجود ان سب باتون کے عجیب مردم خیز خطہ ہے۔ بنی اسرائیل جس دشت مین چالیس سال تک پہاڑون سے ٹکراتے پھرے تھے وہ اسی ملک کا صحرا ہے۔ اور جناب موسٰی کی وفات کے بعد یوشع بن نون کو جس زبردست قوم (عمالقہ) سے لڑنے کا حکم ہوا تھا اُس سے مراد اسی جفاکشی سکہانے والے ریگزار کی اولاد تھی۔ وہ عوج بن عنق جس کی قوی ہیکلی کے افسانے ہمارے گھرون مین بیان کیے جاتے ہین اسی دشت ناپیدا کنار کا ایک معمولی باشندہ تھا۔ اور وہ توانا گروہ جسکی عجیب و غریب زور آزمایون کا تماشا دیکھ کے بنی اسرائیل کے بارہ آدمی خدا کے اطمینان دلانے پر بھی ڈر گئے تھے اسی ملک مین آباد تہا۔ وہ مشہور شہر پالمیرا جس کی نامور اور اُلو العزم ملکہ زنوبیہ نے کبھی عراق سے لے کے روما تک اُس عہد کی ساری مہذب دُنیا کو ہلا دیا تھا اِسی ریگستان مین واقع ہے اور زنوبیہ ایک اسی دشت کی بالو پر کھیلنے والی لڑکی تھی۔

؏ یہ ان دنون کی احتیاط کا تقاضا تھا۔ اس لیے کہ کہتے تھے اگر کوئی شخص بے گدہے کی بولی بولے کسی گانون یا شہر مین داخل ہو جائے تو ہان اگر وبا پھیلی ہوئی ہو تو فوراً اُس شخص پر اثر کر جاتی ہے۔ اور گدھے کی بولی بول لینے کی صورت مین وہ اس آفت سے قطعاً محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور وبا کا ہزار زور و شور ہو اُس کو ضرر نہین پہونچتا۔

سارے ملک عرب مین سب سے پہلے جن لوگون پر تمدن کا کچھ سایہ پڑا وہ اسی صحرا کے رہنے والے تھے۔ مورخین عرب کا بیان ہے کہ ایک نامعلوم زمانے سے یہان عمالقہ کی ایک زبردست سلطنت چلی آتی تھی۔ یہان تک کہ بنی اسرائیل نے حملہ کر کے یہان کے بادشاہ سمیدع بن ہوبر کو قتل کر ڈالا۔ مگر اتنی بڑی کامیابی پر بھی بنی اسرائیل تخت و تاج کو حکمران خاندان سے جدا نہ کر سکے۔ اُن کے بعد بھی سلطنت اُسی خاندان مین رہی۔ اور آخر ملکۂ زنوبیہ نے جسے اہل عرب ملکۂ زبا کہتے ہین اپنے علم و فضل اور اپنی شجاعت و جوانمردی سے ساری دُنیا مین فتحمندی کا ڈنکا بجا دیا۔ لیکن آخر اسی نامور نے ملکۂ زنوبیہ کا کام بھی تمام کیا۔ دولت روم متواتر شکستین کھا کے بڑے جوش و خروش سے متوجہ ہو گئی۔ اور خود اوریلین قیصر دور و دراز کا سفر کر کے عربی غارت گرون کے ہاتھ سے لُٹتا اور نقصان اُٹھاتا ہوا یہان پہونچا۔ اور زنوبیہ کو گرفتار کر کے شہر روم مین لے گیا۔

اوریلین قیصر تو ملکۂ زنوبیہ کو پکڑ کے اُدھر لے گیا۔ اور یہان چند ہی روز بعد ایک دوسرا خاندان حکومت کرنے لگا۔ یہ بنی قضاعہ تھے۔ جن مین سب کے پہلے تنوخ نام ایک شخص نے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی لیکن یہ نئی سلطنت دولت روم کے تابع تھی۔ تین ہی بادشاہ حکومت کرنے پائے تھے کہ اُنہین کے قبیلے مین سے سلیح نام ایک شخص نے زبردستی ملک پہ قبضہ کر لیا۔ اور پہلے خاندان کو اُکھاڑ کے پھینک دیا۔ سلیح کو بھی دولت روم سے انحراف کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ اور آخر اُس نے قیصر ٹٹیس سے خاص طور پر پروانۂ خوشنودی حاصل کر کے حکومت شروع کی۔ سلیح کی نسل مدتہاے دراز تک اس ملک پر حکمران رہی۔ یہان تک کہ اس نسل مین سے داؤد بن لثق نام ایک شخص بادشاہ ہوا۔ اب یہ خاندان بنی ضجعم کے نام سے نامزد تھا۔

اس عہد مین قبیلۂ ازد کا ایک گروہ مختلف صحاراے عرب مین خاک چھاننے کے بعد زبید اور زمع نام دو وادیون کے درمیان مین اُترا۔ یہ مقام غسان کہلاتا تھا اور یہان کا پانی پی کے یہ لوگ بھی غسان کے نام سے مشہور ہو گئے۔ یہی غسان لوگ چند روز کی سرگردانی اور آوارگی کے بعد حدود شام مین پہونچے۔ اور کچھ ایسا اتفاق پیش آیا کہ بنی ضجعم کو تباہ کر کے تاج و تخت کے مالک بن گئے۔ اِن کے عہد سے جو سلطنت شروع ہوئی

وہ عرب مین نہایت ہی باوقعت اور دولتمند خیال کی جاتی تھی۔ اور آخر عہد جاہلیت یعنے جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے تک قائم رہی۔ یہ خاندان ہمیشہ دولت روم کا تابع رہا۔ اور آخر دین مسیحی کے رواج کے وقت رومیون کے ساتھ اس سلطنت اور یہان کی تمام رعایا نے بھی مذہب عیسوی اختیار کر لیا۔ بعثت رسول خدا صلعم تک اس خاندان مین بتیس فرمانروا ہوئے اور مدت دراز تک برابر ایک ہی خاندان اور ایک ہی دولت قائم رہنے کی وجہ سے تمام قبائل عرب پر بنی غسان کا ایسا اثر پڑ گیا کہ ہر قبیلے نے اِن کے آگے سر جھکا دیا۔ اور شامی بلاد عرب خاص ان کا آبائی ترکہ سمجھے جانے لگے اس خاندان کی کامیابی و استقلال کی اصلی وجہ یہ تھی کہ دولت روم ہمیشہ پشت پناہی کرتی تھی۔ اور جو کوئی ان کی مخالفت مین سر اُٹھاتا روم کا باغی و حریف خیال کیا جاتا۔ اسی خاندان کا تیسوان شخص حارث بن ابی شمر غسانی الملقب بہ حارث اعرج ہے جس کے زمانے سے ہمارے ناول کو تعلق ہے۔ اور جس کی بیٹی حلیمہ ہماری ہیروین ہے٭۔ حارث اعرج بڑے مشہور اور فیاض شاہان عرب سے تھا۔ اس کی فیاضی کی ہر جگہ دھوم تھی۔ اور اُس

٭ آن حضرت صلعم اسی حارث اعرج کے عہد مین مبعوث ہوئے۔ اور جب دربار رسالت سے تمام شاہان ارض کے نام خطوط گئے ہین تب اس کے پاس بھی شجاع بن وہب آپ کا نامہ مبارک لے کے گئے اور تبلیغ اسلام کی۔ مگر یہ دولت اسلام سے محروم رہا۔ حارث کے بعد اُس کا بیٹا نعمان اور پھر اسی خاندان کا ایک شخص جبلہ بن ایہم تخت نشین ہوا۔ جبلہ بن ایہم جناب فاروق اعظم کے عہد مین آستانہ نبوت یعنے مدینہ طیبہ مین حاضر ہو کے ایمان لایا مدینے مین جب یہ خبر مشہور ہوئی ہے کہ فرمانروائے غسان مسلمان ہونے کو آتا ہے تو لوگون نے اُس کے دیکھنے مین جتنی گرمجوشی دکھائی ہے شاید کسرےٰ قیصر کے آنے پر بھی نہ دکھاتے اور وجہ یہ تھی کہ اس سلطنت کے افسانے اہل عرب اپنے بچپن سے سُنتے رہے تھے اور دوسری سلطنتون کا نام بھی کوئی کم جانتا تھا۔ جبلہ مسلمان ہونے کے بعد جب مدینے کی گلیون مین نکلا تو نہایت تکبر و نخوت کی شان سے قدم اُٹھاتا تھا۔ اور ازار کے کنارے زمین پر لوٹ رہے تھے۔ اسلام مین اسکی ممانعت تھی۔ ایک صحابی سے یہ دیکھ کے نہ رہا گیا دوڑ کے ازار نوچ لی۔ اور جبلہ برہنہ ہو گیا۔ اور حضرت عمرؓ نے جب جبلہ کے خلاف فیصلہ کیا تو اُسنے پھر کافر ہو جانے کی دھمکی دی۔ مگر جناب عمرؓ نے بتایا کہ مرتد کو ہم قتل کر ڈالتے ہین

زمانے کے مشہور لوگون مین سے کم ہین جن کو حارث کے انعام واکرام نے اپنا زیر بار احسان نہ بنایا ہو۔ مدّاح رسول حسان بن ثابت بھی اس کی شان مین قصیدہ کہہ کے انعام پا چکے تھے۔

اس موقع پر ہمین یہ بتانے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اُس زمانے مین عرب کی پولٹیکل حالت کیا تھی۔ جنوبی عرب یعنی وہ حصّہ جس کے کنارون کو بحر ہند تھپیڑے دیا رہتا ہے وہان ایک سلطنت قائم تھی۔ مگر حبشہ اور ایران کی فوجون نے ولادت آن حضرت سے چند روز پہلے ہی اُس ملک کو ایسا تاخت و تاراج کر دیا تھا کہ موجودہ زمانے مین در اصل یہ حصّہ ابنائے وطن کے ہاتھ سے نکل کے غیر قومون کے قبضے مین چلا گیا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہان مذاہب کا بھی بڑا اختلاف تھا۔ شمال و مغرب جانب حیرہ کا ملک تھا۔ جس کی سرحد عراق سے یا بہ لحاظ اس زمانے کے جغرافیہ کے دولت ساسانی کی سرحد سے ملی ہوئی تھی۔ وہان کے فرمان روا دولت عجم کی منظوری سے تخت نشین ہوتے تھے۔ اور اسی وجہ سے حیرہ کے اکثر قبائل اور حکمران مذہب زرتشتی کے پابند تھے۔ حتی کہ محرمات ابدیہ کو بھی بعض لوگون نے حلال کر لیا تھا۔

جس زمانے کا ہم حال بیان کر رہے ہین اُن دنون وہان کی حکومت نعمان بن منذر کے ہاتھ مین تھی جس کے خاندان کو دولت ساسانی سے خاص تعلق تھا۔ نعمان کے باپ دادا نوشیروان عادل اور دیگر فرمانروایان ایران کے عہد مین بڑے بڑے معزز عہدون پر ممتاز رہ چکے تھے۔ ان تین مقامون کے سوا تمام دیگر مقامات مین کسی کی حکومت نہ تھی۔ تمام عربی قبائل چارون طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتون پر آپس مین لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ سردار ان قبائل کی حکومت تھی مگر اُس کو صرف شخصون اور آدمیون سے تعلق تھا۔ ملک کے جغرافیے پر اُس کا کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔ اُن کی قلمرو قبائل کے افراد تھے۔ زمین کی مسافت اور میلون اور فرسخون سے اُس کو کوئی تعلق نہ تھا۔

جبلہ اُس وقت تو خاموش ہو رہا۔ مگر رات کو موقع پا کے بھاگا۔ اور عیسائیون سے مل کے رومیون کی فوجون کے ساتھ مسلمانون سے لڑتا رہا۔ اور جب ہر جگہ شکست ہوئی تو قسطنطنیہ مین جا کر چھپا کے بیٹھ رہا۔ اور کہتے ہین کہ زندگی بھر اپنے ارتداد پر پچھتایا کرتا تھا۔

فرمان روائے حیرہ نعمان بن منذر اور تاجدار قبیلۂ غسان حارث اعرج کی سرحد ملی ہوئی تھی۔ اور شوکت وحشمت اور نیز سخاوت وفیاضی مین دونون ایک دوسرے کے حریف تھے۔ جس طرح اکثر اوقات دونون کی فوجین لڑتی رہتی تھین۔ اسیطرح دونون کی فیاضیون کا بھی باہم مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ حیرہ کا بادشاہ جزیرۂ نماے عرب پر دولت ایران اور مذہب زرتشتی کا اثر ڈالتا تھا۔ اور فرمان رواے غسان دولت روم اور مذہب مسیحی کا۔ اصل یہ ہو کہ یہ دونون بادشاہ جو آپس مین ایک دوسرے کے حریف تھے ایسے دو آئینے بنے ہوے تھے جن کے ذریعے سے اُس وقت کے دو کامیاب مذہبون یعنی آتش پرستی اور مسیحیت کا عکس عرب کے سادے اور سفید ریگزار پر پڑ رہا تھا۔ اور بت پرستی روز بروز مغلوب ہوتی جاتی تھی۔ اور انھین کے اثر سے اس بت پرستی کے زمانے مین بھی ان غیر قومون اور مذہبون کی بہت سی رسمین عربون مین جاری ہو گئی تھین۔ دونون عربی بادشاہ اگرچہ ایک ہی ملک کے رہنے والے تھے مگر دونون کے مربیون کا یہ اثر بھی دونون کے دربار سے نمایان تھا کہ فرمان رواے غسان کی فوجی قوت اور اسکے دربار مین اصلی شجاعت زیادہ تھی برخلاف اسکے فرمان رواے حیرہ ایرانیون کے اثر سے اپنے دربار مین نمایشی اور جلوسی شان وشوکت پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کرتا تھا۔ بنی غسان مین روم کی شوکت وحشمت تھی اور بادشاہ حیرہ کے دربار مین ایران کی دھوم دھام۔

یہ ایسی متضاد باتین تھین جن کی وجہ سے ان دونون عربی فرمان رواؤن مین بہت کم اتفاق رہتا تھا۔ اس زمانہ سے چند ہی روز پہلے کا واقعہ ہو کہ نعمان بن منذر حکمران حیرہ تیس ہزار عربون کی فوج سے بنی غسان کی سرحد پر آیا۔ اور حارث اعرج کو لکھا کہ "ہمارے قدیم مقتولون کا یا تو فدیہ دو۔ ورنہ لڑنے کو تیار ہو جاؤ" حارث اعرج یہ پیام پاتے ہی ایک بڑی فوج لے کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور بڑی سخت لڑائی ہوئی جس مین نعمان کو ہزارون لاشین چھوڑ کے بھاگنا پڑا۔ حارث کو یہ نمایان فتح حاصل کر کے اپنے گھر مین آئے ابھی چار ہی پانچ روز گزرے ہونگے کہ ایک دن وہ دربار مین بیٹھا تھا۔ سبز رنگ کا حلہ بدن مین جس کی آستینین خوب برّاق اور سفید تھین[۱]۔ عصاے سلطنت ہاتھ مین تھا[۲] مرصع صلیب گلے مین پڑی تھی۔

---

[۱] یہ فرمان روایان عرب بلکہ خاص شاہان غسان کا درباری لباس تھا۔

[۲] عصاے سلطنت جسکو انگریزی مین سپٹر کہتے ہین۔ اسکو شاہان غسان نے رومیون سے لیا تھا۔

سونے کا تاج سر پر تھا۔ آراکین دولت دونون طرف دست بستہ کھڑے تھے۔ اور ہر شخص امیدوار تھا کہ گزشتہ میدان جنگ کے بہادرون اور دلاورون کو انعام تقسیم ہوگا۔ یکایک مشہور شاعر لبید[۱] نے آگے بڑھ کے زمین چومی اور زبانی ہی ایک قصیدہ سُنانا شروع کیا۔ آراکین دولت زور شور سے داد دینے لگے۔ اور خود حارث اعرج اپنی مسرت کو ایک متکبرانہ شان کے تبسم سے ظاہر کر رہا تھا۔

لبید بیس پچیس شعرون سے زیادہ نہین پڑھنے پایا تھا کہ حارث اعرج کی مان ماریہ آگئی۔ ماریہ بہ لحاظ عمر اگرچہ ادھیڑ تھی۔ مگر لباس اور خود آرائی کی کوششون سے اپنے کو جوان بنائے رہتی تھی۔ بال مختلف چوٹیون مین گندھے تھے اور سر پر ایک زرد ریشمی خمار پڑی ہوئی تھی۔ جس کے نیچے سے جابجا چھوٹی چھوٹی چوٹیان جھانک رہی تھین۔ اور کانون مین دونون طرف دو جواہرات کے گوشوارے لٹک رہے تھے جن کو وہ ایک عجب بانکپن کے ساتھ خمار

[۱] لبید عرب کے اُن مشہور شعرا مین ہی جنھون نے جاہلیت اور اسلام کے دونون زمانے دیکھے ۱۴۵ سال کی عمر پائی۔ جس مین سے ۹۰ برس جاہلیت مین اور ۵۵ برس اسلام مین گذرے اور جناب معاویہ کے آخر عہد مین سفر آخرت کیا۔ اسلام کے بعد لبید نے اپنے اشعار جاہلیت کا سُنانا قطعاً موقوف کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر نے اپنے زمانۂ خلافت مین ایک مرتبہ مغیرہ بن شعبہ والی کوفہ کو لکھا کہ موجودہ شعرا مین سے جو شخص سب سے اچھا کہتا ہو اُسے میرے پاس روانہ کرو۔ مغیرہ نے دو ایک شعرا کو بُلوا کے اُنکا کلام سُنا اور جب کسی کا کلام نہ پسند آیا تو لبید کو جنھون نے اُن دنون کوفے کی سکونت اختیار کر لی تھی بلوایا اور اپنے قدیم کلام سُنانے کی فرمایش کی۔ مغیرہ نے زیادہ اصرار کیا اور مجبور کیا کہ اس وقت نہین تو اپنا کچھ کلام لکھ کے بھیجدو۔ لبید نے گھر پر آکے ایک جز پر سورۂ بقر لکھ کے بھیجدی اور کہلا بھیجا۔ اب تو جو کچھ یاد ہی وہ یہی ہی۔ یہ حال مغیرہ نے جناب فاروق کو لکھا تو آپنے فوراً مغیرہ کے سالانہ وظیفے مین سے پانچ سو درہم کم کر کے لبید کے وظیفے مین بڑھا دیے۔ مغیرہ نے یہ سُن کر پھر عرضی بھیجی کہ آپ کے حکم کی تعمیل مین اس سزا کی مجھے امید نہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے لبید کی وہ زیادتی تو قائم رکھی مگر بیت المال سے جدید منظوری دے کے مغیرہ کی تنخواہ پوری کر دی۔ لبید جاہلیت مین پہلے نعمان بن منذر کے دربار مین تھا مگر آخر اُس سے ناراض ہو کے حارث اعرج کے دربار مین پونہچا۔ اور وہان بڑی قدر و منزلت ہوئی۔

کے نیچے سے نکالے ہوئے تھی - ماریہ کے اِن دونون گوشوارون کی بڑی شہرت تھی - عرب مین ضرب المثل ہوگئے تھے - اور کسی چیز کی بیش قیمتی ثابت کرنے کے لیے عموماً اُن گوشوارون کی مثال دی جاتی تھی - انھین گوشوارون کے اعتبار سے یہ غسان کی مسیحیہ ملکہ ذات القرطین (دو گوشوارون والی) کے لقب سے مشہور تھی - ماریہ ذات القرطین کا خود بادشاہ اور تمام اہل دربار نہایت ادب کرتے تھے وہ جیسے ہی اِس دربار مین آئی لبید شعر پڑھتے پڑھتے رُک گیا - حارث اعرج اپنے تخت پر سے اُتر پڑا - اور کُل اہل دربار زمین پر سجدے مین گر پڑے - حارث حق تعظیم ادا کرنے کو جُھکا ہی تھا کہ ماریہ نے جُھک کے اُس کی پیشانی چومی - اور اپنے ہاتھ سے تخت پر بٹھا کے خود بھی اُسکے برابر بیٹھ گئی -

حارث - "والدہ! آپ نے کیون تکلیف کی؟"

ماریہ - "بیٹا - تجھے فتحمندی پر مبارکباد دینے نہ آتی؟"

حارث - "یہ رسم تو آپ پہلے ہی گھر مین ادا کر چکین"

ماریہ - "ہان گھر مین مبارکباد دے چکی ہون - مگر کیا تو نہین چاہتا کہ ایک رعایا کی حیثیت سے تجھے سر دربار مبارکباد دون؟"

حارث - "بس - مجھے زیادہ نادم نہ کیجیے"

ماریہ - "بیٹا - مین تیرے دربار کی شان دیکھنے کو آئی ہون - چاہتی ہون کہ تجھے لوگونکو انعام و اکرام دیتے - اور شعرا کو تیری مدح و ثنا کے قصیدے پڑھتے دیکھون اور اپنی آنکھین ٹھنڈی کرون"

حارث - "اس سلطنت کی اصلی فرمان روا آپ ہین - اور اگر آپ مین مجھ مین کسیکو رعیت کی حیثیت حاصل ہے تو مجھ کو" اتنا کہہ کے حارث نے جُھک کے مان کے قدم چوم لیے اور ماریہ نے اُٹھا کے اُسے گلے سے لگا لیا - اور لبید کی طرف متوجہ ہو کے کہا "تم اپنا قصیدہ سناؤ - مین اپنے بیٹے کی تعریف سُننے کی مُشتاق ہون"

لبید نے پھر قصیدہ شروع کیا - لیکن اِس مرتبہ اُس نے قصیدے مین فی البدیہہ اتنی ترمیم کر لی کہ حارث کے ساتھ ماریہ ذات القرطین کی بھی مدح سرائی تھی - اس قصیدے کے ختم ہونے کے بعد اور دو ایک شاعرون نے اپنے قصیدے سنائے - قصیدہ خوانی کے

بعد حارث نے سپاہیون اور شاعرون کو انعام واکرام سے سرفراز کیا۔ گذشتہ لڑائی کے مال غنیمت مین سے بہت سے نیزے اور تلوارین لوگون کو عطا ہوئین۔ اور حکم ہوا کہ حیرہ کے قیدی حاضر کیے جائین۔ عورتین اور لڑکیان لونڈیون کی حیثیت سے بہادرون پر تقسیم ہوئین۔ اور اسیر سپاہیون کے لیے قتل کا حکم ہوا۔ ان اسیرون مین حیرہ کا مشہور شاعر عروہ طائی بھی تھا۔ جس کی صورت دیکھتے ہی ماریہ چلائی کہ "اس کا منہ بند کردو۔ ایسا نہ ہو کہ مرتے مرتے میرے بیٹے کی ہجو مین کوئی شعر کہہ دے[1]"۔ دربار کے ایک سپاہی نے فورًا بڑھ کے عُروہ کا منہ اپنی چادر سے کس کے باندھ دیا۔ اور دوسرے قیدی قتل ہونے لگے۔

عروہ ایک کونے پر بندھا کھڑا اشارے سے رحم کے لیے التجا کر رہا تھا۔ اور بار بار جُھک جُھک کے اشارے کرتا تھا کہ مُنہ کھولا جائے تو کچھ عرض کرون۔ مگر شنوائی نہوتی تھی۔ ناگہان ایک نیا شخص دربار مین آیا۔ اور بادشاہ کے سامنے زمین چوم کے فتح ونصرت کی مبارکباد دینے لگا۔ حارث نے کسی قدر حیرت سے اُسکی طرف دیکھا اور کہا "کون؟ طلح! کب آئے؟ تم تو بازار عکاظ اور حج کو گئے ہوے تھے؟"

طلح "مین سوق عکاظ ہی مین تھا کہ اس مہم کی خبر سُنی۔ اور سنتے ہی واپس روانہ ہوا کہ بادشاہ کے ہمراہ جوہر شجاعت دکھا کے جان نثاری کا مرتبہ حاصل کرون۔ مین نے حج کا ارادہ بھی ملتوی کردیا۔ میشم کا عطر لگایا[2]۔ اور سیدھا واپس روانہ ہوا۔ گھر پہونچ کے دم بھی نہین لینے پایا تھا کہ فتح کا مژدہ سُنا اور اس وقت کے دربار کا حال معلوم ہوا۔ فورًا اُٹھ کھڑا ہوا کہ حاضر ہو کے مبارک باد دون"۔

حارث "اِس میدان مین بنی غسان کو بڑی بھاری فتح ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بہادرون نے بری دلیری وشجاعت سے کام لیا"۔

طلح "بادشاہ کے اقبال سے یہان کے بہادرون نے ہمیشہ ایسی ہی دلیری ظاہر کی ہے"۔

---

[1] اُن دنون عربی سردار اور فرمان روا شاعرون کی ہجو سے بہت ڈرتے تھے۔ یہ یقین ہوتا تھا کہ ان کی زبان سے جو کوئی شعر نکل گیا فورًا عوام کی زبان پر چڑھ جائے گا۔ اور پھر یہ بدنامی کبھی دھوئے نہ دُھلے گی۔

[2] میشم مکے کی ایک عطر والی تھی جسکا عطر لوگ لڑائی پر جاتے وقت لگاتے تھے۔

حارث "سوق عکاظ کی کچھ خبر بیان کرو - کیا حال رہا؟ کوئی جھگڑا تو نہین ہوا؟"
طلح "یون تو کئی دفعہ معمولی جھگڑے ہو پڑے - مگر کوئی ایسا فساد نہین ہوا جو حضور کی توجہ کے قابل ہو"
حارث "اور شعرا مین اب کی کون بڑھا رہا؟"
طلح "نابغہ کے آگے بھلا کس کا رنگ جم سکتا تھا؟"
اتنی دیر مین حیرہ کے تمام قیدی قتل ہو گئے - اور سب کے آخر مین بادشاہ حارث کا ہمراہی سیاف دُلامص[1] جو جلادی کی خدمت بجالاتا تھا عُروہ کو لے کے چلا جس کا مُنہ تو بند تھا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے - اور ایک ایک کی طرف ہاتھ بڑھا بڑھا کے رحم کی درخواست کرتا تھا - اتفاقاً طلح کی نظر جا پڑی - اور بے اختیار کہہ اُٹھا "یہ کون شخص ہی؟"
حارث "اِسے نہین جانتے؟ نعمان کے دربار کا مشہور شاعر عُروہ طائی"
طلح "عروہ طائی! (بادشاہ کے آگے سر جُھکا کے) حضور یہ میرا قدیم دوست ہی اسکی جان بخشی کا امیدوار ہون"
ماریہ - (برہمی سے چلّا کے) "نہین - یہ اپنے گندے الفاظ سے ہمارے دربار کو بدنام کرے گا"
طلح "کیا مجال! اگر اس سے ایسی ناشکری سرزد ہو تو میرا خون بھی ملکہ کو حلال ہی - اور میرے ورثہ کو کبھی نہ انتقام کا حق حاصل ہوگا اور نہ خون بہا کا"
حارث "طلح تمھاری خاطر سے اور صرف تمھارے کہنے سے مین نے اس کا خون معاف کیا - لے جاؤ - یہ تمھارا غلام ہی - اور اس کے ساتھ جیسا سلوک چاہو کرو (اہل دربار سے) عروہ کا منہ کھول دو"
طلح - (بادشاہ کے سامنے زمین چوم کے) "مین خود حضور کا غلام ہون - میری کیا مجال کہ کسی کو اپنا غلام سمجھون - مگر ہان یہ میرا دوست ہی - اور میرے ساتھ یہ بھی بادشاہ کی غلامی کو اپنا فخر سمجھے گا"
عروہ "بے شک میری باقی زندگی اس تخت کی غلامی مین صرف ہو گی"

---

[1] مجمع الامثال میدانی -

طلح ”حضور مین بازار عکاظ سے ایک تحفہ لایا ہون جو نہایت ہی قیمتی اور قابل قدر ہی۔ آپ بھی پسند فرمائینگے۔ اور ہماری مشہور ملکۂ ذات القرطین بھی“

حارث ”بازار عکاظ سے لائے ہو تو بے شک قیمتی چیز ہوگی“

طلح (پھر بادشاہ کے قدمون پر سر جھکا کے) ”نہین حضور۔ ایسی چیز نہین کہ بازار مین مول لی جا سکے۔ ایک شریف عقلمند اور نکتہ رس خاتون ہی جو خاص بادشاہون کی محفل اور ہماری فیاض و لائق ملکہ کی ایسی شاہزادیون کی مصاحبت کے قابل ہی“

ماریہ ”کوئی لونڈی ہی؟“

طلح ”نہین لونڈی نہین ایک آزاد اور معزز خاتون ہی جو نکتہ رسی اور ذہن رسا مین اپنا مثل نہین رکھتی۔ وہ محل سرا مین رہ کے ملکہ کی جان نثاری کرے گی۔ اور حضور کو ہر امر مین عمدہ مشورہ دے گی“

ماریہ ”مجھے اپنی پوتی حلیمہ کے لیے کسی ایسی لائق اور ہوشیار نگرانی کرنے والی کی ضرورت تھی“

طلح ”مگر ملکہ وہ ایسی نکتہ رس عورت ہی کہ شاہزادی سے زیادہ اس کے مشورون کی ضرورت خود بادشاہ کو ہوگی“

حارث ”تو وہ کہان ہی؟ لاؤ۔ مین اسکی قدر دانی مین کوتاہی نہ کرون گا“

طلح ”حضور ابھی لایا“ یہ کہ کے طلح نے پادشاہ کے سامنے زمین چومی اور عُمرو طائی شاعر کو اپنے ہمراہ لے کے دربار سے نکلا چلا گیا۔ خولہ کو وہ اپنے ہمراہ لایا تھا۔ اور باہر ایک دوست کے مکان مین بٹھا کے داخل دربار ہوا تھا۔ اب باہر جا کے اُس نے عُمرو کو خولہ کی جگہ بٹھایا اور خولہ کو ساتھ لے کے پھر حاضر دربار ہوا۔ خولہ نے دربار مین آتے ہی پادشاہ کے سامنے سجدہ کیا۔ پھر بڑھ کے ماریۂ ذات القرطین کے قدم چومے۔ اور دست بستہ سر جھکا کے تخت کے سامنے کھڑی ہوگئی۔

ماریہ۔ (طلح سے) ”اُن کا نام کیا ہی؟“

طلح کہنے کو تھا کہ خود خولہ نے دونون ہاتھ سینے پر رکھ کے اور سر جھکا کے کہا ”لونڈی کا نام خولہ بنت عمیر بن عامر ہی۔ اور قبیلۂ بنی تغلِب سے تعلق رکھتی ہون“

حارث ”طلح۔ تم سے اِن سے کیونکر ملاقات ہوئی؟“

طلحہ "خداوند - یہ میری بی بی ہی - اور جس طرح مجھے بادشاہ کی غلامی کی عزت حاصل ہی - اسی طرح اگر اس کو شاہزادی کی لونڈی بننے کی عزت حاصل ہو تو میری عزت دوبالا ہو جائے گی"

ماریہ "تم تو کہتے تھے کہ خولہ کو سوق عکاظ سے لائے ہو؟"

طلحہ (سینے پر ہاتھ رکھ کے) "جی ہان مجھے وہین اسکی دانشمندی کا امتحان ہوا - خداوند مین بعض دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا ہوتا - مگر اسی لائق عورت کی کوشش سے جان بچی - مین نے فورًا اسے اپنے عقد نکاح مین لیا - بادشاہ کی خدمت مین اسے زیادہ تر مین اس وجہ سے لایا ہون کہ یہ نعمان بن منذر اور اُس کے حالات سے بخوبی واقف ہی"

حارث "ہان تم وہان رہی ہو؟"

خولہ "نہین مگر میری ایک بہن تو نعمان بن منذر کے محل مین رہی تھی - اُس کو نعمان نے بیعزت کر کے نکال دیا - اور آخر اسی صدمے سے بیمار پڑ کے اُس نے جان دی" اتنا کہہ کے خولہ رونے لگی اور بادشاہ کے قدمون پر گر کے چلّائی "مین لونڈی ہی بننے کو نہین آئی ہون - بلکہ اپنی فریاد بھی اس دربار مین لائی ہون"

ماریہ (تسلی دینے کے لہجے مین) "خولہ - زیادہ حیران نہ ہو - میرا بیٹا تیری دادرسی کرے گا - اور اب میرے ساتھ محل مین چل" اتنا کہہ کے ماریۂ ذات القرطین تخت پر سے اُتری خولہ کو جو اب تک بادشاہ کے سامنے زمین پر پڑی ہوئی تھی اُٹھایا اور اپنے ساتھ محل کے اندر لے کے چلی گئی -

ماریہ کے جاتے ہی دربار بھی برخاست ہوا - بادشاہ حارث اعرج اُٹھ کے حرم سرا مین گیا - اور سب لوگ آداب شاہی بجا لا کے رخصت ہوے - طلحہ نے باہر نکلتے ہی عُمروہ طائی کو لیا - اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا - دو ہی قدم چلا ہو گا کہ عُمروہ نے شکریہ ادا کرنے اور اپنی ممنونیت ظاہر کرنے کی غرض سے فی البدیہہ کچھ اشعار طلحہ کی مدح و ثنا مین پڑھنا شروع کیے - جس سے طلحہ نے اُسے روکا اور کہا "میری شان اتنی نہین کہ تمھارا سا جادو بیان شاعر میری تعریف مین قصیدہ کہے - اور درحقیقت مین نے تم کو ایک خاص غرض سے نجات دلائی ہی"

عروہ "آپ کی جو غرض ہو بیان کیجیے - مین اُس کی بجا آوری مین ذرا بھی کوتاہی نہ کرون گا"

طلیح "میرا صرف اتنا مطلب ہی کہ نعمان کے دربار مین کبھی جانے کی ضرورت ہو یا اُس سے کوئی غرض حاصل کرنا ہو تو آپ سے مدد ملے"۔

عروہ "افسوس مین آپ کی بہت مدد کرتا۔ مگر اب اس قابل کہان رہا؟"

طلیح "آپ کے لیے یہی مناسب ہی کہ نعمان ہی کے دربار مین جا کے رہیے۔ مین آپکو وہان تک پونہچا دون گا۔ لیکن یقین ہی کہ آپ خط وکتابت رکھین گے۔ اور جن امور کی مین خواہش کرون پورا کر دین گے"۔

عروہ "لیکن میرے چلے جانے کی صورت مین بادشاہ حارث اعرج کیا کہے گا؟"

طلیح "آپ اسکی فکر نہ کرین۔ مین ایسی تدبیر کرون گا کہ خود بادشاہ آپ کو ایک ہدیے کے طریقے سے نعمان بن منذر کے دربار مین بھیجے"۔

اتنا سنتے ہی عُروہ نے اپنی ممنونیت ظاہر کرنے کے لیے ایک جوش کے ساتھ طلیح کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ اور پرنم آنکھون کو احسان مندی کی وضع سے اُسکی طرف اُٹھا کے کہا "بڑا احسان ہوگا! زندگی بھر تابع فرمان رہونگا"۔

طلیح "مگر یہ شرط ہی کہ اُس دربار کے متعلق میری جو غرض ہو اُٹکی نہ رہے"۔

عروہ "کبھی نہین۔ مین آپ کے حکم کی تعمیل مین اپنی جان صرف کر دون گا"۔

یہین تک گفتگو ہوئی تھی کہ طلیح اپنے گھر پر پہونچ گیا۔ عُروہ کو لے جا کے اندر بٹھایا۔ اور کہا "جب تک آپ یہان ہین میرے ہی گھر مین رہیے۔ اور مین وعدہ کرتا ہون کہ آپ کو زیادہ نہ ٹھہرنا پڑے گا۔ دوہی تین دن مین بند وبست ہوا جاتا ہی"۔ اس کے بعد اُس نے اپنی لونڈی مرجانہ کو بُلا کے کہا "یہ ہمارے دوست ہین۔ اِن کے لیے کھانے کا بند وبست کرو۔ اور وہ جَو کی شراب جو کل مین اپنے ساتھ لایا تھا لے آؤ کہ ذرا اِن کی تکلیف اور تھکن دُور ہو"۔ مرجانہ شراب لینے گئی اور عروہ نے پھر ایک دفعہ جوش احسان مندی سے بیتاب ہو کے کہا "آپ کے احسانات کبھی نہ بھولین گے۔ یغوث وفِلس[1] کی قسم کھاتا ہون کہ قبیلۂ طَی کی دونون پہاڑیون سلمیٰ اور اَجا[2] کے درمیان مین کوئی شخص مجھسے زیادہ ممنون احسان اور مُحسن پرست نہ ثابت ہوگا"۔

---

[1] یغوث وفلس بنی طَی کے بُت تھے جنمین سے عروہ بھی تھا۔

[2] سلمیٰ اور اَجا قبیلۂ طَی کی خاص پہاڑیان ہین۔ جنکو قبیلۂ بنی طَی نے اپنی انشا پردازی مین ہمیشہ یاد دلایا ہی۔

طلح "ان باتون کا خیال نہ کیجیے - شاید آپ بھی کبھی میرے کام آئین - جس حثییت سے آپ یہان آئے اُسی حیثیت سے میر النعمان بن منذر کے دربار مین جانا غیر ممکن نہین"

عُروہ "ایسا ہوا تو مین آپ کے بچانے مین اپنی جان صرف کر دون گا"

مرجانہ شراب لائی اور طلح نے لکڑی کے کھُدے ہوے پیالے مین بھر بھر کے ایک جام تو خود پیا اور کئی جام عروہ کو پلائے - جسکے اثر سے عُروہ کا جوشِ ممنونیت زیادہ ہیجان مین آگیا - اب اُس کی یہ حالت تھی کہ اپنی احسان مندی کو کبھی رو رو کے اور کبھی ہنس ہنس کے - کبھی نظم مین اور کبھی مقفیٰ نثر مین - کبھی جوشش کے ساتھ اُٹھ اُٹھ کے اور کبھی طلح کے قدمون پر گر گر کے ظاہر کرتا تھا - اور مرجانہ کھڑی ان از خود رفتگیون کا تماشا دیکھ رہی تھی -

عروہ کو اس حالت مین چھوڑ کے طلح اُٹھ کھڑا ہوا - اور مرجانہ کا ہاتھ پکڑ کے ایک کونے مین لے گیا - اور اُسکے مُنہ کا ایک بوسہ لے کے کہنے لگا "دیکھو عُروہ کو مین صرف تم پر چھوڑے جاتا ہون - ذرا ان کی حفاظت کرنا - اور جہان تک بنے خوش کرنے کی کوشش کرنا - مجھے ان سے بڑا کام لینا ہے" مرجانہ ایک خوب صورت لڑکی تھی - اُس کی عمر ابھی سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ ہوگی - اُس کی رنگت نہایت ہی سرخ و سفید تھی - اور اس قدر گوری کہ کسی کو اُس پر عربیہ ہونے کا گمان بھی نہ ہو سکتا تھا - اور فی الواقع وہ عربی نژاد نہ تھی - اُن دنون شام کے یہودیون پر عیسائیون کے ہاتھ سے ایسے مظالم ہو رہے تھے کہ یہودیون کے ہزارہا خاندان جلاوطنی اختیار کر کے ادھر اُدھر بھاگے جاتے تھے اور جب سے یہودیون کو ارض یثرب یعنی مدینۂ طیبہ اور اُس کے گرد و جوار مین قدم جمانے کا موقع ملا تھا - صدہا خاندان اپنی قدیم مقدس سرزمین چھوڑ چھوڑ کے اُدھر کا رخ کرنے لگے تھے - لیکن راستے مین بنی غسان کے ملک سے ہو کے گزرنا پڑتا تھا جن مین مسیحی تعصب کے ساتھ بدوی درشت مزاجی اور غارت گری بھی تھی - اُن جلاوطن یہودیون مین سے بہت کم ایسے ہون گے جو صحیح و سالم مدینے پہونچ گئے ہون - ورنہ عموماً یہی ہوتا تھا کہ غسانیون کے علاقے مین پونچے اور متعصب غسانی غارت گرون کے ہاتھ مین پڑ گئے اس صورت مین مرد عموماً قتل ہوتے تھے - اور عورتین لونڈیان بنائی جاتی تھین - مرجانہ کا باپ بھی یہودی تھا - اور اسی طرح مدینے جاتے ہوے

مارا گیا - خان ومان برباد اور بے یار و مددگار لڑکی کو بیچنے کے لیے بدوی کسی دور کے بازار کو لیے جاتے تھے کہ طلیح کا گزر ہوا - جسے اُس کی صورت اچھی معلوم ہوئی - بدویون کو کچھ دے دلا کے راضی کیا - اور مرجانہ نام رکھ کے لونڈیون کی طرح اپنے گھر مین لایا -

مرجانہ اگرچہ لونڈی سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی - مگر اُس کی دلفریب صورت اور وفا کیشی و خدمت گزاری نے طلیح کے دل پر یہ اثر کیا کہ اُسے نہ شادی کی فکر تھی اور نہ کسی دوسری لونڈی کے گھر مین لانے کا خیال تھا - مرجانہ چاہتی تھی کہ وہی اکیلی طلیح کی معشوقہ رہے - اور طلیح نے اُس سے کچھ ایسا ہی اقرار کیا تھا - مگر اس مرتبہ جس وقت سے وہ خولہ کو ساتھ لے کے آیا تھا مرجانہ کے دل پر ہر وقت ایک اندوہ رہا کرتا تھا - عرب کی عورتین پھر بھی ایک حد تک اس امر کی عادی تھین کہ اپنے شوہرون کے گھر مین دوسری بی بیون کو دیکھین - مگر اُس کو قوم یہود سے تعلق تھا جن مین تعدد ازواج کی اتنی کثرت نہ تھی جتنی کہ عربون مین تھی -

اس وقت جو طلیح نے مرجانہ کو الگ لے جا کے اُس کا بوسہ لیا - اور محبت کے لہجے مین بات کی تو مرجانہ نے ایک بچپن کی ادا سے مُنہ پھُلا لیا - اور شرم آلود آنکھین جھکا کے بولی "بس مجھے لونڈی ہی رہنے دو - مجھ سے یہ باتین نہ کرو"

طلیح - (تعجب سے) "یہ کیون؟" اور اتنا کہ کے اُس نے مرجانہ کو گلے سے لگا لیا - اور کئی بوسے لیے -

مرجانہ نے جھٹک کے اپنے کو طلیح کی آغوش سے الگ کیا - اور بھرائی ہوئی آواز مین کہا "ہٹو - تمھاری محبت کا کوئی اعتبار نہین" اتنا کہا اور ایک طفلانہ سادگی سے پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی - طلیح نے اُس کو بہت کچھ تسلی دی - اور کہا "مرجانہ میرے دل مین فقط تیری ہی جگہ ہی - خولہ کو مین نے فقط ایک ضرورت اور غرض سے بی بی بنا لیا ہی - یہ دو چار دن جو وہ یہان رہی یہ بھی مجھے ناگوار تھا - مگر کیا کرون مجبور تھا - اور اسی سبب سے یہان آتے ہی مین نے اُس سے پیچھا چھڑا لیا - اُسے پادشاہ کے محل مین پہونچا دیا - اب وہ وہان رہے گی اور اتنی مہلت ہی نہ پائے گی کہ مجھ سے ملنے کو یہان آئے"

مرجانہ۔ (ٹھنک کے) "تو تم اُسے یہان لائے ہی کیون؟"

طلح "کیا کہون کہ کیسا ضروری کام اور کتنی بڑی غرض تھی۔ جو مین نے اُسے لا کے تیرا دل دکھایا۔ وہ فقط نام کو میری بی بی ہی۔ مگر تو تو میری جان کی مالک ہی" اتنا کہہ کے طلح نے مرجانہ کو پھر گلے سے لگا لیا۔ اُسے گدگدا کے، بچون کی طرح ہنسایا۔ اور دو چار بوسے لے کے کہا "مین اس وقت ایک بڑی ضرورت سے جاتا ہون۔ وہ دونون نوجوان جن کو ساتھ لایا ہون اکیلے گھبراتے ہون گے۔ مجبوری سے اُن کو ایک علٰحدہ مکان مین ٹھہرا دیا۔ مگر مجھے روز جا کے ملنا چاہیے۔ اُن کی دلدہی کرنا ہی۔ مرجانہ کاش تجھے معلوم ہوتا کہ اُنھین کیون ساتھ لایا ہون۔ اور وہ کون ہین۔ بس اب تو مجھے جانے دے۔ ایسا نہ ہو کہ بھڑک جائین۔ تم عُروہ کی خبر رکھنا۔ شاعر ہی اور بوڑھا۔ سخت مصیبتون اور جان کے خطرون کے بعد آج شراب پی ہی۔ اور زیادہ پی گیا ہی" اتنا کہہ کے اُس نے پھر اُس کے مسکراتے ہوے ہونٹھون کا ایک بوسہ لیا اور کہا "رخصت" مرجانہ ایک شرم و نازکی ادا سے آنکھین نیچی کیے کھڑی رہی۔ اور طلح دروازے سے نکل کے چلا گیا۔

چوتھا باب

شاہزادی حلیمہ

جس دن گزشتہ باب مین ہم نے طلح کو زہیر و عمر کی خبرگیری کے لیے روانہ کیا ہی اُس کے ایک ہفتہ بعد کا واقعہ ہی کہ صبح کا وقت ہی۔ آفتاب کی شعاعین مشرقی گھاٹیون سے نور برساتی ہوئی نکلی ہین اور پادشاہ حارث اعرج کے عالیشان محل کے کنگرون پر سنہرا پانی پھیر رہی ہین۔

یہ قصر آبادی سے کئی میل کے فاصلے پر شمال کی طرف برہنہ اور تہ در تہ پہاڑیون کے حلقے مین واقع ہی۔ اس کی بنیاد اگلی قوم عاد کی کسی منہدم عمارت کے آثار پر قائم کی گئی ہی۔ اور شام و روم کے ہوشیار معمارون کے ہاتھ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہی۔ تمام قبائل عرب مین اس کی عالیشانی و خوشنمائی کے افسانے بیان کیے جاتے ہین۔ صحرا نشین اور کملیان تان تان کے بسر کرنے والے ابنائے بادیہ اسے شاہ غسان کی دولت مندی کا

ایک مافوق العادہ کرشمہ خیال کرتے ہین - اور دور دور سے آکے بلند کنگرون خوشنما برجون اور سقف فلک مین پیوست ہونے والے کلسون کو حیرت و استعجاب کی نگاہون سے دیکھتے ہین -

اُس عہد کی ضرورتون کے لحاظ سے اس عمارت مین ایک خاص بات ہی جو شاید اور کسی جگہ کی عمارتون مین کم ہوگی - بادشاہ - اس کی مان ملکہ ذات القرطین - اور اُس کی پری جمال بیٹی حلیمہ کے عیش و عشرت کے سامانون کے لحاظ سے اگر اسے ایک شاہی قصر کہہ سکتے ہین تو گرد کے کوہسار کے قدرتی حصار اور اُن جنگی سامانون کے لحاظ سے جو بہادر اور جفاکش بدویون کے حملے روکنے کے لیے فراہم کیے گئے ہین اسے ایک زبردست قلعہ کہنا چاہیے -

کئی چشمے گرد کے پہاڑون سے نکل کے درمیانی میدان مین گرے ہین - جنکی بدولت یہ حصۂ زمین اور صرف یہی حصہ بہت کچھ شاداب ہی - مگر اُس طرف کا میدان جو بعض بعض جگہ گھاٹیون سے جھانک رہا ہی بالکل ریگ زار ہی - انھین پہاڑون کے سلسلے مین جنوب کی طرف ہٹ کے قدیم زمانے کی قوم ثمود کے آثار پڑے ہوے ہین - جہان اُن لوگون نے پہاڑون کو کھود کھود کر اور سنگلاخ چٹانون کو کاٹ کاٹ کے اپنی قوت اور دستکاری کے عجیب و غریب نمونے دکھائے ہین - اس مقام کی نسبت طرح طرح کے خیالات عوام مین مشہور ہین - اور کہا جاتا ہی کہ خدا نے اُن کے کبر و نخوت اور کفر و بت پرستی کی پاداشں مین سارے شہر کو الٹ دیا - اور ایسا عذاب الٰہی نازل ہوا کہ کوئی جان بر نہ ہو سکا - یہ تو اصلیت ہی - مگر لوگون نے انھین باتون پر ایسے ایسے قصے تصنیف کیے ہین کہ ان پہاڑون مین جو شخص گزرتا ہی اُس کے دل پر ایک ہیبت طاری ہو جاتی ہی[1] - اور جب تک باہر نہ نکل جائے دل کی یہ حالت رہتی ہی کہ گویا ہزارہا دیو وجن پیچھے دوڑتے چلے آتے ہین -

---

[1] غزوۂ عُسرہ یعنی جنگ تبوک کے موقع پر جناب سرور کائنات علیہ السلام بھی اس مقام سے گزرے تھے - آپ نے تمام صحابیون کو جلدی گزر جانے کا حکم دیا - اور یہان کا پانی پینے کی ممانعت کردی - حتی کہ جن لوگون نے یہان کے پانی مین آٹا گوندھ لیا تھا اُن کو وہ آٹا بھی پھینک دینا پڑا -

حارث اعرج کے قصر کو ہر چہار طرف سے پہاڑ اس قدر گھیرے ہوے ہین کہ سوا ایک جانب کے اور کسی طرف سے ایسا راستہ نہین کہ اونٹون کے قافلے یا شہ سوارون کے لشکر اندر آسکین۔ ہان پا پیادہ آنے والے صحرائیون اور سیاحون کے لیے پہاڑیون کے دامن اور گھاٹیون مین سے ہو کے کئی راستے آئے ہین جو اس وقت ابتداے روز کی روشنی مین پہاڑون کی غیر مستقیم و غیر مسطح نشیب و فراز مین لہراتے ہوے بہت خوبصورت نظر آتے ہین۔

محل کے مشرق طرف کی کھڑکی کھلی ہوئی ہی اور اوس مین ایک نہایت ہی حسین و نازنین لڑکی کھڑی وقت کی دلچسپیون کو مزہ سے لے لے دیکھ رہی ہی۔ آفتاب کی کرنین جو عین اوس کے چہرے کے سامنے سے چھنک رہی ہین اس کے چہرے کو چمکاتی۔ اوس کی کالی کالی زلفون کو سنہرا بناتی۔ اور اوس کی آنکھون مین چکاچوندھ پیدا کرتی ہین۔ اسی آفتاب کی گستاخیون سے اس نازک بدن لڑکی کے گال تمتما اوٹھے ہین۔ بھوین سمٹ گئی ہین اور پیشانی پر شکنین ہین۔ مگر سُہانا سمان ایسا دلفریب ہی کہ یہ نیچر پرست لڑکی تکلیف اوٹھاتی ہی مگر کھڑکی کے پاس سے نہین ہٹتی۔ عربی افق کے پُرانے حاضرباش یعنی ابابیلین اور مردارخوار طیور اپنے قلہاے کوہ کے آشیانون سے نکل نکل کے اُڑ رہے ہین۔ اور اس وقت کی خوشگوار ہوا کے جھونکون کے ساتھ سپلٹے کھا کھا کے روشنی اور سایے کے تغیرات سے اپنے پرون پر دھوپ چھان کا تماشا دکھا رہے ہین۔ اور وہ پری جمال لڑکی اُن کی خوش فعلیون کو دیکھ دیکھ کے آپ ہی آپ مُسکرا رہی ہی۔

اس دلفریب لڑکی کا رنگ خوب کھلتا ہوا گندم گون ہی۔ گول چہرہ۔ چوڑی اور کشادہ پیشانی۔ باریک اور نہایت ہی خوبصورتی سے خم کھائی ہوئی بھوین۔ مستانہ اور بڑی بڑی غزالان دشت کی سی آنکھین۔ جن مین قدرت نے گویا خود ہی سُرمہ لگا دیا ہی۔ اور اُن پر لمبی اور نُکیلی پلکون کا ایک شرم کی ادا سے جھکا رہنا۔ مدور اور سانچے مین ڈھلی ہوئی ناک اور اوس کے نیچے نہ بہت چوڑے اور نہ بہت پتلے سرخ ہونٹھون کا قدرتی اور پیدایشی تبسم۔ ہنستے وقت خوبصورت اور بیائے چھوٹے دہانے کے اندر سے بجلی کی طرح دانتون کا چمک جانا۔ گالون سے عنفوان شباب کے

چراغ کا لَو دینا - اُبھرا ہوا سینہ - بھرے بھرے دست و بازو - پتلی کمر - اور بوٹا سا قد یہ سب ایسی چیزین ہین کہ ممکن نہین کوئی ایک نگاہ دیکھے اور دیکھتا نہ رہ جائے -

صورت تو خدا نے اچھی دی ہی ہی - مگر ملکی وضع جس مین سادگی اور تکلف بناؤ اور بگاڑ سب ہی کچھ سے ملے ہوے ہین - اُس کے سڈول جسم اور پیاری صورت پر کچھ ایسی پھب رہی ہو کہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہو - آدھے بالون سے تو چھوٹی چھوٹی چوٹیان گوندھ کے چند یا پر ایک خوب صورت جوڑا بنا یا گیا ہو جس پر اس وقت کل شام کے مرجھائے ہوے پھُول پتیون سمیت لپٹے ہوے ہین - اور آدھے بال تین حصون مین بانٹ کے پیٹھ پر اور اِدھر اُدھر کاکلون کی طرح کمر تک لٹکے ہوے ہین - ایک نہایت ہی نازک گلابی رنگ کے ریشمی کپڑے کا کُرتہ گلے مین ہو اور کمر کے نیچے تک لٹکا ہوا ہو جسکے نیچے نیلے شگفتہ رنگ کے اطلس کی ریشمی اور زرتار ازار ہو - سر پر ایک زرد رنگ کا رومال پڑا ہوا ہو مگر اسقدر پیچھے ہٹا ہو کہ پیشانی کے بال کھلے ہین - جن مین ایک بڑا ہیرا اٹکا ہو - اور اُس وقت آفتاب کی روشنی مین ایک روشن تارے کی شعاعین دے رہا ہو - بازوٗن پر بازوبند اور گلے مین سونگے اور موتیون کے ہار پڑے ہین - نازک اور گول کلائی مین سونے کے کنگن ہین جو نہایت بھدے پن سے مرصع کیے گئے ہین - اور پتلی پتلی حنائی انگلیون مین انگوٹھیان ہین -

آفتاب کی حدت زیادہ ہو گئی - مگر یہ حور وش لڑکی اب تک اُسی طرح ہر طرف نظر دوڑا رہی ہو - اور دیکھو اب اُس نے اپنا نازک اور گورا ہاتھ دھوپ سے بچانے کے لیے آنکھون پر رکھ لیا اور اُس ذوق و شوق سے قدرت کے سادے منظر کا مطالعہ نہین کر رہی ہو بلکہ کسی خاص چیز کی طرف ایک حیرت و اضطراب سے متوجہ ہو -

غالبًا ناظرین سمجھ گئے ہون گے کہ یہی غسان کی شاہزادی حلیمہ ہو - جسکے حُسن و جمال کا شہرہ دور دور پونہچا ہوا ہو - اور جس کے حسن و جمال کی تعریف مین سوق عکاظ مین غزل خوانی ہو رہی تھی - شاہزادی حلیمہ کو دھوپ مین کھڑے دیر ہو گئی تھی کہ خولہ آگئی - اور ایک تعجب کی آواز مین بولی "شاہزادی! دھوپ مین

کھڑی جھل رہی ہین؟"

حلیمہ "ہان۔ صبح کا سُہانا سمان کچھ ایسا اچھا معلوم ہوا کہ یہان آکے کھڑی ہو گئی"

خولہ "ای تو اب بس کیجیے۔ یہ پھول سے گال دھوپ مین کمھلائے جاتے ہین۔ مارے پسینہ پسینہ ہو رہی ہین"

حلیمہ "خیر چلتی ہون۔ خولہ۔ تم جانتی ہو یہ کون سوار ہی جو (ہاتھ سے اشارہ کر کے) وہ دیکھو اُس گھاٹی سے نکل کے اُدھر کو جا رہا ہی؟ ادھر تو سوارون کے آنے جانے کا رستہ ہی نہین۔ سمجھ مین نہین آتا کہ صبح سے اس وقت تک یہ کیون اِدھر سے اُدھر پھر رہا ہی۔ ایک گھاٹی سے نکلتا ہی اور دوسری مین جاتا ہی"

خولہ "کوئی ہوگا بھی۔ فوج کے سوار اکثر پھرتے ہی رہتے ہین"

حلیمہ "نہین۔ مین نے آج تک کبھی کسی سوار کو ادھر آتے نہین دیکھا۔ بالکل نئی بات ہی"

یہ سُن کے خولہ نے کہا "دیکھون تو کون ہی؟" اور حلیمہ کے برابر سے سر نکال کے کھڑکی مین جھانکا۔ اور اُس سوار کی صورت دیکھتے ہی گھبرا کے سر اندر کر لیا۔ یہ عمر بن لبید تھا جو اپنی معشوقہ حلیمہ کے جمال جہان آرا کا ایک جلوہ دیکھ پانے کے شوق مین کئی روز سے ہر صبح و شام شاہی محل کے گرد چکر لگایا کرتا تھا۔ اور آج اپنے مقصد مین کامیاب ہو کے شاہی خوف سے اتنی جراُت تو کیونکر کرتا کہ دو گھڑی سامنے ٹھہر کے معشوقہ کی صورت کو جی بھر کے دیکھے مگر ہان سامنے سے غائب بھی نہ ہوتا اور اِدھر اُدھر چکر لگاتا پھرتا تھا۔ اور جب موقع ملتا گویا پانے تو بھی سے ایک نگاہ اِدھر بھی ڈال دیتا۔ لیکن یہ حال کوئی اُسی سے پوچھے کہ اِس ٹھہر ٹھہر کے ایک نظر دیکھ لینے کا اُس کے دل پر کیا اثر ہوتا تھا۔ عمر کی صورت دیکھتے ہی خولہ ایک سناٹے مین آ گئی۔ اور شاہزادی حلیمہ کے پیچھے خاموش کھڑی ہو گئی۔ حلیمہ نے پلٹ کے اُس کی بدحواسی کو دیکھا۔ اور متحیر ہو کے پوچھنے لگی "خولہ کیا تم اُس شخص کو جانتی ہو؟"

خولہ دل مین سمجھ گئی کہ میری بدحواسی کھُل گئی۔ اب چھپانا بیکار ہی۔ اس خیال سے اُس نے اپنی شرارت کی تدبیر کا پہلو بدل کے کہا "ہان شاہزادی جانتی ہون اور خوب جانتی ہون"

یہ جواب پاکے حلیمہ نے خولہ کے چہرے کو ایک متجسس نگاہ سے گھور کے دیکھا اور پوچھا "تم نے اسے کیونکر جانا؟ اور کہان دیکھا؟"

خولہ۔ (ہاتھ جوڑ کے اور ادب سے سر جُھکا کے) "شاہزادی یہ میرے وطن ہی کا رہنے والا ہی۔ صحراے عرب مین میرے قبیلے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بہت دنون تک منزلین اور منہل[1] (گھاٹ) بدلتا رہا ہی"

حلیمہ "ایسا ہی تو تمھین اس کو دیکھ کے خوش ہونا چاہیے۔ نہ کہ ایسی بدحواسی!"

خولہ "سچ کہون شاہزادی؟ مین کسی کی شکایت نہین کرتی۔ مگر یہ شخص ایسا بدمعاش اور بدذات ہی کہ اسکی صورت دیکھتے ہی میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین۔ دل ہاتھون سے اچھلنے لگتا ہی۔ اور ہوش و حواس نہین بجا رہتے"

حلیمہ "بدمعاش!" یہ لفظ ایک نہایت تعجب کے لہجے مین زبان سے نکلا۔ اور اُسنے میدان کی طرف دیکھا کہ اُس نوجوان سوار کے چہرے کو پھر غور سے دیکھے۔ مگر وہ سامنے نہ تھا۔ حلیمہ نے کھڑکی سے گردن نکالی اور ادھر اُدھر دیکھا۔ محل کے جنوبی کونے پر اُسکی صورت نظر آئی۔ مگر محل کی دیوار سے اِس قدر ملا ہوا تھا کہ حلیمہ کو اُس کے دیکھنے کے لیے کمر تک کھڑکی سے باہر نکل کے بہت جُھکنا پڑا۔ وہ جُھکی ہوئی دیکھ ہی رہی تھی کہ ہمارے نوعمر سوار عمر نے واپس آنے کے لیے گھوڑے کو موڑا اور یکایک حلیمہ کی اُس کی چار آنکھین ہو گئین۔ اُس کی نظر نے گُدگُدی کا سا یا خدا جانے کس قسم کا مضطربانہ اثر حلیمہ کے دل پر پیدا کیا کہ اُس نے گھبرا کے نہایت ہی گھبراہٹ سے اپنا سر کھڑکی کے اندر کھینچ لیا۔ مگر اس اضطراب مین زرتار خمار سر پر سے کھسک کے محل کے نیچے گر پڑی۔ بدحواسی مین دونون طرف کی کاکلین سینے اور شانے پر بکھر گئین۔ چہرہ پسینے پسینے ہو گیا۔ اور آفتاب کی شعاعون مین جس طرح پہلے اُس کے

---

[1] قبائل عرب اپنے ریگزارون مین ہمیشہ چلتے پھرتے رہتے تھے۔ جن مقامات مین در حالت سفر فروکش ہوتے تھے وہ تو منزل کہلاتے تھے۔ لیکن جہان پانی ہوتا اور زیادہ قیام کا ارادہ کرتے اُن کو منہل کہتے تھے جسکے مقام پر اردو مین گھاٹ کا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہی مگر حقیقت مین اس لفظ سے منہل کا پورا مفہوم نہین ادا ہوتا۔ صاف ظاہر ہی کہ ہمارے گھاٹ گزر جانے کے لیے ہوتے ہین۔ اور عرب کے منہل ٹھہرنے بلکہ رہ پڑنے کے لیے ہوتے تھے

سر پر کا ہیرا ضو دے رہا تھا اُسی طرح اب کانون کے دونون الماس کے گوشوارے تارون کی طرح چمک اُٹھے۔ چہرے پر پسینہ کی رطوبت نے افشان کا کام دیا اور جس طرح گرد و جوار کی ریگ مین کندن دمکتا ہے اُسی طرح اس وقت اُس کے پسیجے ہوے چہرے پر نمی کے ذرے دمک اُٹھے۔ جس پر شرم و ندامت ایک اور دل فریب رنگ پھیر رہی تھی۔

اس دل فریب کیفیت کے پیدا ہونے مین دیر نہین لگی۔ بلکہ آناً فاناً حلیمہ کے نازک چہرے پر یہ دل رُبائی پیدا ہو گئی اور اُس نے گھبرا کے خولہ سے کہا ”بس طرح بنے جلدی سے جا کے میری خمار اُٹھا لاؤ۔ کہین اس شخص کے ہاتھ نہ پڑ جائے“۔

خولہ۔ ”مجال پڑی ہے کہ حضور کی خمار کو وہ ہاتھ لگائے؟ مگر شاہزادی (دونون ہاتھ جوڑ کے اور ادب سے سر جھکا کے) مین اس وقت باہر نہین جا سکتی۔ اس کے سامنے جاتے ڈرتی ہون“۔

حلیمہ۔ ”خیر تو تم نہ جاؤ۔ کسی اور ہی کو بھیج دو کہ اُٹھا لائے۔ مگر جلدی جاؤ“۔

خولہ برج سے نکل کے چلی گئی۔ اور اُس کے جاتے ہی حلیمہ نے رومال لے کے چہرے کا پسینہ پوچھا اور بولی ”مجھے خولہ کی باتون مین کچھ نی نظر آتی ہے۔ آخر اس شخص کو بد معاش کیون کہتی ہے؟ صورت سے تو ایسا نہین نظر آتا“۔ اتنا کہہ کے پھر کھڑکی کی طرف متوجہ ہوئی اور گویا اپنے کو بچا بچا کے آہستہ آہستہ سر آگے بڑھانے لگی کہ نوجوان سوار کی صورت کو غور سے دیکھے۔ لیکن اب وہ قریب تھا۔ اور کھڑکی کی طرف نظر لگائے ہوے تھا۔ حلیمہ سے اُس سے پھر چار آنکھین ہو گئین۔ اور وہ گھبرا کے اُلٹے پاؤن پیچھے بھاگی۔ اس وقت خولہ کسی لونڈی کو خمار اُٹھا لانے کا حکم دے کے واپس آ چکی تھی۔ کہ یکایک حلیمہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اُس کی گود مین گر پڑی۔ خولہ نے اُسے دونون ہاتھون سے سنبھالا اور بدحواس دیکھ کے پوچھنے لگی ”ہا مین شہزادی! یہ کیا ہے؟“

حلیمہ۔ ”کچھ نہین (ٹالنے کے طور پر)“ میری خمار لائین؟“

خولہ۔ ”مین نے لیلا کو بھیجا ہے۔ لا تی ہی ہو گی۔ مگر شاہزادی اس وقت مجھے دشمن کچھ پریشان سے نظر آتے ہین؟“

حلیمہ ”دھوپ مین کھڑے کھڑے سارے جسم مین چنگاریان سی اُڑنے لگین۔ بس

اور کچھ نہین - اور (جنوب کی طرف اشارہ کر کے) ادھر کے پہاڑ دن ہین جہان قوم ثمود کے کھنڈر پڑے ہین سنتی ہون ہزارون جن اور دیو رہتے ہین - رات تو رات - دن کو لوگون سے نہین جایا جاتا - ہر طرف دیکھتے دیکھتے جب میری نظر ادھر جا پڑتی ہے تن بدن سے کانپ اُٹھتی ہون - تم تو خولہ اُدھر ہی سے ہو کے آئی ہو گی - تم نے بھی کچھ دیکھا تھا؟ وہان کیا معلوم ہوتا ہے جو لوگ اس قدر ڈرے ہوے ہین -

خولہ - (نہایت ہی بھیانک آواز مین) "بس کچھ نہ پوچھیے شاہزادی - اول تو جلے جھنجے اور جا بجا سے دھنسے ہوے پہاڑ پھر انھین مین کہین کہین دیوون کے بڑے بڑے سر نظر آجاتے ہین - مین جب آتی تھی راستہ مین ایک آدمی ملا - پہلے تو مین اُسے آدمی سمجھتی رہی - مگر جب قریب پہنچی تو کیا دیکھتی ہون کہ اُس کی آنکھین کھڑی ہین سدون کولے اوپر اور نیچے اور بیچ مین بڑے بڑے بوڑھے اونٹ کے سے دیدے - اُف یاد کرتی ہون تو رونگٹے کھڑے ہوے جاتے ہین - بس اُس کی آنکھین دیکھنا تھا کہ مین نے ایک چیخ ماری - اور اُس کا یہ سمجھنا تھا کہ یکایک نظر سے غائب ہو گیا - مین نے گھبرا کے آنکھین بند کر لین - اور چپکے چپکے بڑے دیوتا ہبل کا نام لینے لگی - ذرا دل کو تسکین ہوئی تو پھر آنکھین کھولین - اب جو دیکھتی ہون تو ایک بڑا بھاری اُلو - اُف! کیا کہون کیا بتاؤن کہ کتنا بڑا - زور سے پھر پھڑا کے میرے پاس سے اُڑا - اور مین مارے ڈر کے سر سے پانون تک اُچھل پڑی - یہ اُلو اُڑ کے تھوڑی دور تک دو کالی کالی بھیانک پہاڑ کی چوٹیون کے درمیان مین گیا - اور غائب ہو گیا - اب جو دیکھتی ہون تو وہان اُس اُلو کی جگہ ایک بڑا بھاری عفریت سر نکالے ہوے ہے دھوئین کے رنگ کی داڑھی زمین تک لٹکی ہے - دونون کان دونون پہاڑیون کی چوٹی پر رکھے ہوے ہین - اور سر پہ بادل کے ایک بڑے ٹکڑے کا پگڑ ہے - مین نے ڈر کے پھر آنکھین بند کر لین - اور جتنے دیوتاؤن کے نام یاد آے دل ہی دل مین لے ڈالے - دیر کے بعد آنکھ کھولی تو وہ صورت غائب تھی اور مین طلح کی گود مین پڑی گھبرائی ہوئی سانسین لے رہی تھی شاہزادی وہ بڑا مہیب مقام ہے - خدا دشمن کو نہ لے جائے - اور بات یہ ہے کہ قوم ثمود کے سب لوگ مر گئے - نہ کوئی رونے والا تھا نہ انتقام لینے والا - بس سب کے ہامہ† وہان

† ہامہ اُسی اُلو کو کہتے ہین جو اُن کے اعتقاد مین مقتول کی کھوپری سے نکلتا تھا - دیو و عفریت کی نسبت

رہتے ہین - مین نے خود اپنے کانون سے وہان ہزارون اُلو بولتے سُنے - اِس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے وہان جن بھی بہت ہین - اس لیے کہ مجھے جا بجا کثرت سے گولا پڑا نظر آیا - جو اُن کی خاص غذا ہی"

یہ بیان ایسی ہیبت زدہ آواز مین کیا گیا تھا کہ حلیمہ تھر تھر کانپنے لگی - وہ اس قدر مسلوب الحواس ہو رہی تھی کہ لیلا ، نے خمار لا کے دی تو اُسے سر پر رکھنا بھول گئی اور لاپروائی سے ایک طرف ڈال کے پھر خولہ کی صورت دیکھنے لگی - تھوڑی دیر کے بعد اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور بولی - "یہ سب تم نے اس وجہ سے دیکھا کہ بت پرست تھین - بتون کا نام لینے سے کیا ہوتا ہے - اگر تم عیسائی ہوتین - اور مسیح یا مریم کا مبارک نام لیتین یا فقط صلیب کو اُٹھا کے نظر کے سامنے کر لیتین تو ہرگز اتنی بدحواسی نہ ہوتی"

خولہ "شاہزادی - یہ مذہب کا معاملہ ہے - میری اتنی مجال نہین کہ کچھ عرض کرون"

حلیمہ - "نہین مجکو تعصب نہین ہے - جو جی ہو کہو" اتنا کہہ کے حلیمہ ایک نازک سی حریر کے پُر تکلف فرش پر بیٹھ گئی - اور خولہ کی باتین سننے کے لیے ہمہ تن متوجہ ہو کے پھول سا چہرہ نازک اور خوبصورت ہاتھون پر رکھ لیا - اور خولہ کو بھی بیٹھنے کی اجازت دی خولہ نے شاہزادی کے قدم چومے اور ادب سے سامنے دو زانو بیٹھ کے کہنے لگی "مین تو اپنے اُن بتون ہی کو پسند کرتی ہون جن کی مدد سے اہل عرب کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین"

حلیمہ "صرف قریش کی جہالت سے اہل عرب بت پرستی کو نہین چھوڑتے - ورنہ ابتک سب نے خدا کے بیٹے کو برحق مان لیا ہوتا"

خولہ "خدا کے بیٹے ! خدا کے بیٹیون کے سوا بیٹا کہان ہے ؟ یہ فرشتے سب خدا کی بیٹیان ہین"

حلیمہ "واہ ! مین خود فرشتون کی تصویرین دیکھ چکی ہون - ابا جان نے خاص قسطنطنیہ سے منگوائی تھین - وہ تو چھوٹے چھوٹے خوبصورت آدمی کے بچے کے ایسے ہوتے ہین بس اتنا فرق ہے کہ اُن کے پر بھی لگے ہوتے ہین اور آدمی کے بچون کے نہین ہوتے

اُن لوگون کے ایسی قسم کے خیالات تھے جو اس جگہ بیان ہوے -

انھین پرون سے اُڑ کے وہ مقدس ولیون پر نازل ہوا کرتے ہین - بہلا کوئی انھین لڑکی کیونکر کہہ سکتا ہی +؟

خولہ - "اچھا اگر مسیح خدا کے بیٹے تھے تو مار کیون ڈالے گئے ؟ اُنھین سولی دے دی گئی اور خدا نے نہ بچایا - آپ کو کوئی ترچھی نظر سے دیکھے تو بادشاہ سلامت ابھی خاک مین ملا دین اور خدا کے بیٹے کو لوگون نے سولی پر لٹکا دیا اور وہ خبر بھی نہ ہوا !"

حلیمہ - "خدا نے کہا کہ مسیح کا خون ایمان دار گناہ گارون کے لیے کفارہ ہو جائے"

خولہ - "تو کیا خدا یون کسی کو نجات نہین دیسکتا تھا ؟ جو چیز اپنے اختیار کی تھی اُس کے لیے کیا ضرور تھا کہ خدا خاص اپنے بیٹے کو مصیبت مین ڈالتا ؟"

حلیمہ - "مگر خدا عادل ہے - وہ انصاف کرنا چاہتا تھا"

خولہ - "شاہزادی گستاخی ہوتی ہے - مگر آپ جان کی امان دے چکی ہین تو پوچھتی ہون کہ یہ کون سا انصاف ہی کہ اپنے ایک بیٹے کے قتل کو ساری دنیا کے گناہون کا معاوضہ بنا دیا ؟ سچ کہون شاہزادی میرے دل پر تو یہ بات نہین بیٹھتی - ہمارے دیوتاؤن مین بڑی قدرت ہے جس پر رحم ہوتا ہے ویسا ہی ہوتا ہے اور جس پر غضب ہوتا ہی ویسا ہی - آپ دیکھیے اُکلتہ الشیطان ++ ہر سال حج کو آتا ہے - اور بے ادبی کرنے والون کو پوری سزا مل جاتی ہی مورتون پر اونٹ کے بچہ کی قربانی چڑھا دیتے ہین اور ساری مشکلین آسان ہو جاتی ہین"

حلیمہ - "سُنتی ہون تم بت پرستون مین عورت کی کوئی قدر و منزلت نہین"

خولہ - "شاہزادی یہ آپ نے غلط سُنا - ہمارے یہان تو مثل مشہور ہے کہ اِنّ النساء شقائق الاقوام (یعنے قوم مین عورتون کا وہی حق ہے جو مردون کا ہے) لڑکیون کو اپنی شادی مین پورا اختیار رہوتا ہے - یوم عکاظ کی لڑائی مین صرف ایک عورت ہی کو یہ

+ مشرکین عرب فرشتون کو عورت اور خدا کی بیٹیان کہتے تھے - اور نصاری فرشتون کو بالکل اُسی صورت کا مانتے ہین جیسی صورت کہ یونانیون مین عشق کے دیوتا کیوپڈ کی خیال کی گئی تھی - مسیحیون مین فرشتون کی یہ صورت بہت قدیم زمانہ سے تسلیم کی گئی ہے - ہزار سال سے بیشتر کی تصویرون مین بھی فرشتہ اسی معصوم مگر بے عقلی کی صورت مین دکھائے گئے ہین -

++ اُکلتہ الشیطان جاہلیت مین ایک بڑے سانپ کا نام تھا - جس کی نسبت کہتے تھے کہ ہر سال حج خانہ کعبہ کو آتا ہی اور اپنے جسم کا کوڑا جس جگہ پر مار دیتا ہے اُس جگہ پر سے جو گزرتا ہے مر جاتا ہے -

ت حاصل تھا کہ جس نے اُس کے خیمہ کی طناب پکڑلی اُسے امان مل گئی۔ اس کے علاوہ ہمارے
یہان ایسی بہت سی عورتین گزری ہین اور ہین جن کی عقلمندی کا زمانہ قائل ہے۔ اور وہ بڑے
بڑے اہم جھگڑون کا فیصلہ کرتی اور فتوے دیتی تھین۔ حکیم عامر بن ظرب کی بیٹی بھی باپ
ہی کی سی حکیم مانی جاتی تھی۔ اور اُس کے علم وفضل کے لوگ یہان تک معتقد تھے کہ اُسے
"ذوالحلم" (صاحب عقل) کہتے تھے۔ ذوالحلم کے سوا اور بھی بہت سی اسی پایہ کی عورتین ہوئی
ہین۔ صخر بنت لقمان۔ ہند بنت خس حمعہ بنت حابس۔ اُن مین سے زیادہ نامور ہین۔
ہم لوگون مین تو مذہبی رسمون مین بھی عورت اور مرد برابر ہین۔ ہان عیسائیون مین البتہ
عورت ہزار ترک دنیا کرے وہ رتبہ نہین پا سکتی جو بڑے راہبون کو حاصل ہے۔ ہمارے
اکثر قبیلون مین عورتین اپنے شوہرون کو طلاق بھی دے سکتی ہین۔ حاتم طائی کی
بی بی نے اُسے طلاق دے ہی دی۔"

حلیمہ۔ "پھر تم لوگ لڑکی کو ناپسند کیون کرتے ہو؟ مین نے تو سُنا ہے کہ لڑکیان زندہ
کھود کے گاڑ دی جاتی ہین۔"

خولہ۔ عرب لوگ بیٹی کو ناپسند نہین کرتے ہان بیٹی دینے کو البتہ بے عزتی سمجھتے ہین۔ اسی
وجہ سے شرفا مین جو غیرت وار ہین وہ بیٹی کو زندہ دفن کر آتے ہین۔ لیکن اگر اس کو
بے عزتی خیال کیا جائے تو وہین ایسے لوگ بھی ہین جو اپنا مال و دولت خرچ کر کر کے
لڑکیون کی جان بچاتے ہین۔"

حلیمہ۔ "جو کچھ ہو مگر اس پتھرون اور درختون کے نیچے گر گر کے سجدہ کرنے کو کوئی عقلمند
اچھا نہین کہہ سکتا۔"

خولہ۔ "اسی طرح ہمارے لوگ اس صلیب کی پرستش ——"

خولہ نے یہین تک کہا تھا کہ برج کا دروازہ کھلا اور خود شاہ حارث آگیا۔ دونون
گھبرا کے اُٹھ کھڑی ہوئین حلیمہ نے نہایت بدحواسی کے ساتھ اُٹھا کے خمار اپنے سر پر
ڈال لی۔ اور خولہ دل ہی دل مین ڈر گئی۔ اور انتہا سے زیادہ اضطراب کے عالم مین اس نے زبان دانتون
نیچے دبالی اور منھ پھیر کے دوسری طرف دیکھنے لگی۔"

حارث۔ "حلیمہ کب سے یہان برج مین بیٹھی ہو! نیچے کیون نہین آئین؟"

حلیمہ۔ "صبح کو یہ پُر لطف سمان ایسا بھلا معلوم ہوا کہ جی بھر کے دیکھنے کو یہان آگئی۔

تھوڑی دیر کے بعد یہ آگئین - پھر اِن کی باتون مین اس قدر دل لگ گیا کہ جیسے نیچے جانا ہی بھول گئی"

حارث - (خولہ کی طرف دیکھ کے) "خولہ - مجھے تم سے کچھ دریافت کرنا ہی - نیچے تو حلیمہ بھی چلتی ہین مگر تم ایک گھڑی کے لیے میرے ساتھ چلو"

خولہ - (ہاتھ جوڑ کے) "جو حکم ہو حاضر ہون"

شاہ حارث اعرج شاہزادی حلیمہ اور خولہ تینون زینہ سے اُتر کے نیچے آئین - نیچے پہنچ کے شاہزادی اپنی دادی ماریہ ذات القرطین کے پاس چلی گئی - اور بادشاہ خولہ کو ساتھ لے کے ایک تنہا کمرے مین گیا - یہ کمرہ اُس عہد کے اصول کے مطابق خوب آراستہ کیا گیا تھا - زمین پر حریر کا مکلف فرش تھا - دیوارون مین جابجا مریم بتول اور اُس قدیم عہد کے دو ایک عیسائی ولیون کی فرضی تصویرین تھین - کھونٹیون مین کئی جگہ خاص شاہی تلوارین لٹک رہی تھین - اور ایک طرف ایک طاق پر خاص بادشاہ کے سر کا خود تھا - شہ نشین کی جگہ ایک چبوترہ بنا ہوا تھا - جس پر ذرا زیادہ پر تکلف فرش تھا - اس چبوترہ پر بیٹھ کے حارث نے خولہ کو بیٹھنے کی اجازت دی اور کہا "خولہ افسوس تم حیرہ مین نہین رہین - مجھے رات کو طلیح کی زبانی معلوم ہوا کہ نعمان کی بیٹی حبیبہ سے زیادہ پری جمال اور حور خصال عورت اس وقت سر زمین عرب مین نہین - کوئی ایسا شخص نہین ملتا جس نے اُس آفت روزگار شاہزادی کی صورت دیکھی ہو"

خولہ (ہاتھ جوڑ کے) "اگرچہ مین وہان نہین گئی مگر اپنی بہن کی زبانی اُس کے حسن و جمال کی تعریف سُن چکی ہون - جتنی تعریف مین نے اپنی بہن کی زبانی سُنی اُس کے لحاظ سے تو کہہ سکتی ہون کہ ملک عرب کیا دنیا ایسی دلربا سے خالی ہے - لڑکی کیا جوانی مین بھری دو سال کی باکرہ اونٹنی ہے - ایک مست اور جوش پر آئی ہوئی ہرنی یا وحشی بکری ہے جو کسی سے مانوس ہی نہین ہوئی - ارادہ نہین کرتی مگر غزالان صحرا کی سی شربتی آنکھون کے کنارون سے لوگون پر سم آلود تیر برس جاتے ہین - گلے مین سونے کا ہار جہان دار رو ساء بادیہ کی آگ کی طرح ہمیشہ چمکتا رہتا ہے - صبح کو زرد رنگ کی اور شام کو سفید رنگ کی خوشبو چہرے پہ لگی رہتی ہے جسم حریر کا سا نرم اور گدگدا اور ایک تر و تازہ اور سرخ مہندی کی طرح چمکتا رہتا ہے - پیٹ مین نازک اور چھوٹی چھوٹی بٹین ہین جو سانپ سی

ر اور پیچھے سے دیکھیے تو دونون پہلوون پر اُن کے چار چار سرے مل کے آٹھ ہو جاتی
ن ؎- پورا جسم ایک سنگ مرمر کی بنی ہوئی مورت ہے جس مین عنفوان شباب کی تروتازگی
سیلین اور رطوبت کی شان سے نمایان ہے- وہ ایسا اچھوتا اور ناسفتہ موتی ہے جو
یا ابھی سیپی سے نکالا گیا ہے- جس کی آب وتاب کو لوگون کے ہاتھون نے ابھی ماند
ین کیا- اور جس کے پانے مین غوطہ خور جوش مسرت سے نعرۂ خوشی بلند کر کے سجدے
ن گر پڑے- خوبصورت نصیفہ (خمار) کے نیچے سے گوشوارون کے ہیرے اور
رگ اور باریک وصیلہ (کرتی) کے نیچے سے زیور کا سونا اور ہار کے موتی اس طرح
ی دھیمی ضو دیتے ہین جس طرح دریا دل امراے عرب کی راکھ کے نیچے سے آگ کی
گاریان چمکتی نظر آتی ہون ؎- اُس کے پاؤن کے خلخال اپنی دلفریب آواز سے دلون
ن سرور پیدا کرتے ہین- اور اُس کی مرصع نعلین (جوتیان) اس قابل ہین کہ کسری
یصر انھین تاج کی طرح سر پر رکھین- جب وہ ریشمی ازار کے لٹکتے ہوے کنارون کو
ز و انداز کے ساتھ پاؤن سے ٹھکراتی ہوئی چلتی ہے تو ـــــــ"

خولہ کی تعریف سنے حارث اعرج کے دل پر اس قدر اثر کیا کہ نہ رہا گیا بے اختیار ایک
د سرد کھینچی اور بات کاٹ کے کہہ اُٹھا "خولہ- تیرے بیان نے دل بیقرار کر دیا- اب
ہ مین صبر کی طاقت نہین- تو قدیم مذہب عرب کی پابند ہے- اور اسی لیے مین تجھے
ن تمام قربانیون کا واسطہ دلاتا ہون جو حرم مکہ کے انصاب* پر چڑھائی گئین کوئی ایسی
بیر بتا کہ حبیبہ کے محل ناز تک میری رسائی ہو"

عرب مین حُسن کی عام تعریف جو عصر سب کے پہلے ہر شخص کا خیال جاتا ہے یہ ہے کہ "تقبل باربع
دبر بثمان" یعنی جب سامنے سے آتی ہے (معشوقہ) تو چار بٹین نظر آتی ہین اور جب پیٹھ پھیر کے
ی ہے تو آٹھ بٹین- یہ عربی مذاق کے حُسن کا پورا سراپا ہے- ہمارے دوست اپنی معشوقہ کا
ہ نہ سمجھ لین-

ل عرب مین وہ راکھ نہایت ہی قدر کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہے جو مہمان داری کے چولہون
ی بھری ہو- اس سے اور اسکی آگ سے بڑے بڑے شعرا نے تشبیہات کا کام لیا ہے-

* انصاب اُن پتھرون کو کہتے تھے جو کعبہ سے تھوڑی دور ہٹ کے نصب تھے اور اُن پر
ذرون اور خاصۃ اونٹ کے نر بچون کی قربانیان چڑھائی جاتی تھین-

خولہ۔ (ادب سے گھٹنون کے بل کھڑی ہو گئے) حضور پریشان نہ ہون۔ ایسی آزاد چڑیا کا بادشاہ کے قبضہ مین آنا دشوار نہین۔"

حارث: "تیری صائب رائے میرے دل کو ویسی ہی تسلی دیتی ہے جیسی تسکین کہ خود حبیبہ کے جمال جہان آرا کی زیارت سے حاصل ہو۔ خولہ۔ اس کام کے لیے تو ہی مناسب ہے میرے حال پر ترس کھا اور جا کے نعمان بن منذر کو میرا پیام پہنچا۔"

خولہ۔ (بادشاہ کا قدم چوم کے) "مجھے اس حکم کی بجا آوری مین ذرا تامل نہین۔ لیکن مناسب ہوتا اگر اس بارہ مین طلیح کی رائے بھی دریافت کر لی جائے۔ حضور آج کسی وقت ان سے مشورہ کر لین پھر مین حکم پاتے ہی حیرہ کو روانہ ہو جاؤن گی۔"

حارث۔ "آہ! اتنا صبر کہان؟ خولہ اسی وقت تمھارے سامنے ہی مین طلیح کو بلا کے دریافت کیے لیتا ہون۔"

اتنا کہہ کے حارث نے اپنے غلام ورد کو بلایا۔ اور حکم دیا کہ "طلیح جہان اور جس جگہ ہون ابھی جا کے بلا لاؤ۔ خبردار خالی واپس نہ آنا۔ اپنے ساتھ لے کے آنا۔" ورد تو آداب شاہی بجا لا کے چلا گیا۔ اور حارث پھر خولہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: "خولہ۔ پیاری حبیبہ کی کچھ اور تعریف بیان کر۔ اُس کے حسن کا تذکرہ سُن کے دل کو تسکین ہوتی ہے"

خولہ اپنے اُسی عربی مذاق کے مطابق پھر حیرہ کی شاہزادی کے حالات بیان کرنے لگی۔ وہ اُس کی سادہ دلی کے افسانہ کہتی تھی اور اُس کی ناز آفرینیون کا تذکرہ کر کے حارث پر اپنا جادو ڈالتی تھی۔ اور بادشاہ کا یہ حال تھا کہ تکیہ لگائے لگائے کبھی بیتاب ہو کے سیدھا بیٹھ جاتا تھا۔ اور کبھی پھر تکیہ سے پیٹھ لگا دیتا۔ اور ہاتھ پر منھ رکھ کے ایک سوچ مین پڑ جاتا۔ کبھی مسکراتے مسکراتے ہنس پڑتا اور کبھی وفور شوق مین ایک آہ سرد کھینچ کے آنکھون مین آنسو بھر لاتا۔"

الغرض بادشاہ کی صحبت مین یہی رنگ تھا کہ طلیح کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ اور وہ فوراً اسی پرائیوٹ کمرے مین بلا لیا گیا۔ طلیح نے آ کے پہلے تو ادب سے زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ اور پھر اجازت پا کے خولہ کے برابر بیٹھ گیا۔

حارث۔ "طلیح۔ شاہزادی حلیمہ کا حال مین نے اس وقت خولہ سے دریافت کیا۔ انھون نے ایسی تعریف کی اور ایسا حلیہ بیان کیا کہ دل بالکل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اب صبر کی طاقت

نہیں۔ دل مین خیال کرتا ہون کہ اِن کی جادو بیانی کا جیسا اثر مجھ پر ہوا ہے شائد نعمان کے دل پر بھی ہو جائے۔ اور ابھی مین اِن سے کہتا ہون کہ تم ہی میرے لیے ارض حیرہ کا سفر کرو۔ یہ محل کے اندر جا کے شاہزادی کی مان کو بھی سمجھا بجھا کے راضی کر سکیں گی۔ مگر ان کا خیال ہے کہ تم سے بھی اس بارہ مین ضرور مشورہ لیا جائے۔ جلدی بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے؟ کیا تم ان کا جانا نہیں پسند کرتے ہو؟"

طلیحہ۔ (زمین چوم کے) "مجھے کوئی عذر نہیں۔ مگر میرے خیال مین ایک اور تدبیر ہے جس مین اس سے بھی زیادہ کامیابی کی امید ہے"

حارث۔ (بیتابی کے ساتھ آگے کی طرف جھک کے اور طلیحہ کے چہرے پر نظر گڑو کے) "وہ کیا؟"

طلیحہ۔ "میرے نزدیک تو زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ عروہ طائی کو جو اُس روز اتفاقاً قتل سے بچ رہا اور حیرہ کے دربار کا خاص شاعر ہے خود بادشاہ اپنی طرف سے ہدیۂ شاہ نعمان کی پاس بھیجیں۔ عروہ کو زندہ پاتے ہی نعمان اس تخت و تاج کا ممنون ہو جائے گا۔ اور خود عروہ کو سمجھا دیا جائے کہ وہی بادشاہ کا پیغام پہنچائے۔ عروہ وہان کے مذاق اور نعمان کے مزاج سے واقف ہے۔ مجھے تو یقین ہے کہ اگر اس طریقہ سے حبیبہ کے لیے پیغام بھیجا گیا تو نعمان کو ذرا بھی عذر نہ ہوگا"

حارث نے یہ سن کے سر جھکا لیا۔ اور تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر سر اُٹھا کے ایک تبسم کے ساتھ کہا "طلیحہ۔ بے شک تمھاری رائے صائب ہے"

خولہ۔ (ہاتھ جوڑ کے) "مگر حضور۔ ابھی اس امر کو عام طور پر ظاہر نہ ہونا چاہیے"

حارث۔ (حیرت سے) "کیون؟"

طلیحہ۔ "خداوند۔ میری بھی یہی رائے ہے۔ جب تک وہان سے منظوری کا جواب نہ آ لے۔ کیا ضرور ہے کہ عام اہل دربار کو اور سارے شہر مین اس کی خبر کر دیجائے؟"

حارث۔ "آخر کیون؟ مین تو نہیں سمجھتا کہ اس مین کوئی مضرت ہے"

خولہ۔ "اول تو سرکار اُن تمام عورتون کے دل مین تشویش پیدا ہو جائے گی جن کو اس وقت بادشاہ کی خلوت گاہ کی عزت حاصل ہے"

حارث۔ (ہنس کے) "اُن کے ناراض ہونے کی وجہ؟ رؤسائے عرب مین کون ہے جس کے پاس بہت سی عورتین نہیں؟"

خولہ۔ (بادشاہ کے قدمون پر سر جھکا کے) ”بے شک۔ لیکن حضور کو عورت کی فطرت نہین معلوم۔ اُن کے دل مین جو خیالات گزرتے ہین اُن کا حال مجھ سے پوچھیے۔ وہ عورت نہین جو سَوت کے خیال سے برہم نہ ہو جائے۔“

حارث (کسی قدر طیش کے ساتھ) ”مانا کہ وہ برہم ہو جائین گی۔ مگر میرا کیا کر لین گی؟“

خولہ۔ ”حضور دشمن کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیے۔ اور دشمن بھی کون جو خلوت و جلوت ہر حالت مین ہم صحبت و ہم پہلو رہتے ہون۔“

حارث۔ ”اس جوش عشق کا چھپانا تو دشوار معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہان یہ ممکن ہے کہ اِن سب عورتون کو ابھی سامنے بُلا کے قتل کر ڈالون۔“

طلیح۔ ”نہین۔ اسکی ضرورت نہین۔ مگر میرے نزدیک بعض اور مصالح بھی اسی بات کے متقاضی ہین کہ یہ جوش ابھی دل ہی مین رکھا جائے۔“

حارث (ایک متانت سے آنکھین اُٹھا کے اور پیشانی پر شکنین پیدا کر کے) ”وہ کون اسباب ہین؟“

طلیح۔ ”خداوند۔ ابھی چند ہی روز ہوے آپ نعمان کو شکست دے چکے ہین۔ ممکن ہے کہ حضور کی طرف سے اُس کا دل صاف نہ ہو اور انکار کر دے۔ اور ایسا ہوا تو جن لوگون نے اس پیام جانے کا حال سُنا ہوگا اُن کے دل مین طرح طرح کے خیالات پیدا ہون گے۔“

یہ جملہ سُنتے ہی حارث کی آنکھین مارے غصہ کے سُرخ ہو گئین۔ چہرے کی تمام رگین اُبھر پڑین۔ اُس نے ایک ہاتھ سے نہایت ہی تیزی کے ساتھ تلوار کھینچ لی۔ اور دوسرے ہاتھ سے صلیب کو جو گلے مین پڑی تھی آنکھون کے سامنے اُٹھا کے کہا ”اگر اُس نے انکار کیا تو اسی صلیب کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ اس تلوار کے زور سے اُسے معرکۂ جنگ مین حبیبہ کا پیام دون گا۔“

شاہ حارث کے اس جوش غضب سے طلیح اور خولہ دونون کانپ گئے۔ خولہ تو قدمون پر گر پڑی اور طلیح نے اپنے آپ کو سنبھالا اور ہاتھ جوڑ کے عرض کیا ”حضور بے شک اس طرح اُس کی بیٹی لے سکین گے۔ لیکن اگر وہ ہنسی خوشی دے تو کیا ضرور ہے کہ ایسے ناگوار ذریعے اختیار کیے جائین؟ عشق کی آگ تلوار کے

ا نی سے نہین بجھ سکتی "۔
حارث (کسی قدر سوچ کے) "بہتر۔ اگر تمھارے نزدیک نہین مناسب ہے تو
ہین ضبط کرون گا۔ دیکھو عروہ کو سمجھا دو کہ جاتے ہی اس کا بندوبست کرے۔ جواب
ہین دیر ہوئی تو مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔ اور فوراً فوج لے کے اُٹھ کھڑا ہونگا"۔
طلیح۔ حضور ایک اپنا دستخطی خط شاہ نعمان کے نام تحریر فرما دین۔ اور مین اسی
وقت جا کے عروہ کو روانہ کرتا ہون "۔
یہ سُن کے حارث اعرج نے چند لمحہ تک سر جھکا کے غور کیا۔ پھر یکایک چونک کے
اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور طلیح کی طرف دیکھ کے کہا "بس یہین بیٹھے رہو۔ مین ابھی خط
لکھ کے لاتا ہون۔ فوراً روانہ کرو۔ دیکھو آج آفتاب غروب ہونے سے پہلے عروہ
روانہ ہو جائے"۔ اتنا کہہ کے اُٹھا اور جلدی جلدی لنگڑاتا ہوا چلا گیا۔
اس کے جانے کے بعد کوئی پانچ منٹ تک کمرہ مین سناٹا رہا۔ نہ خولہ کو کوئی
لفظ زبان سے نکالنے کی جرأت ہوئی اور نہ طلیح کو۔ تھوڑی دیر کے بعد خولہ آہستہ
آہستہ اُٹھی۔ چورون کی طرح دبے پاؤن دروازہ تک گئی اور باہر دیکھ کے جب اطمینان
کر لیا کہ بادشاہ اپنے پرائوٹ کمرے مین گیا اور کوئی شخص قریب نہین تو مسکراتی
ہوئی واپس آئی۔ اور طلیح کی گود مین بیٹھ کے اُس کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے اور
بوس و کنار مین مشغول ہو گئی۔ جسکو طلیح نے کسی قدر ناگواری کے ساتھ جائز رکھا۔ اور
کہا "خولہ اب تو ہم اپنی تدبیرون مین کامیاب ہو گئے!"
خولہ (خوشی سے) "پوری طرح! تمنے شائد کل حبیبہ کا تذکرہ کیا ہوگا؟"
طلیح۔ "ہان کل رات کو۔ کیون کیا بادشاہ سے کہتے تھے؟"
خولہ۔ "ہان آج صبح کو مین قلعہ کے مشرقی بُرج پر شاہزادی حلیمہ کے پاس تھی۔ وہان
گیا دیکھتی ہون کہ عمر بن لبید تاک جھانک مین لگا ہے۔ اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حلیمہ کے
دل پر بھی کچھ اس کا اثر پڑا۔ مین نے کوشش کی کہ شاہزادی کے دل پر اُس کی
بُرائیان نقش کر دون کہ اتنے مین بادشاہ آ گئے۔ دل مین آئی کہ بادشاہ سے
کہہ کے اسی وقت عمر کی زندگی کا خاتمہ کر دون مگر اُس کے ساتھ یہ خیال آیا کہ اقرار کے
مطابق دونون دشمنون کا سر ایک ہی دن کاٹا جانا چاہیے۔ بس اسی خیال سے رُک

رہی - بادشاہ کے ساتھ ہی ساتھ مین اور شاہزادی دونون نیچے اُترے - شاہزادی تو کہین اور چلی گئی - مگر بادشاہ مجھے لے کے اس کمرے مین آئے - اور حبیبہ کا حال پوچھا مین نے اُس کا حُسن وجمال بیان کرنے مین جہان تک زبان نے یاری دی کوتاہی نہین کی - میری باتون کا یہ اثر ہوا کہ اسی وقت آدمی بھیج کے تم بلائے گئے"

طلیح - (داڑھی پہ ہاتھ پھیر کے) "بس اب کیا ہے - میرے اور تمھارے دونون دشمنون کا فیصلہ! مگر ہان (ایک بوسہ لے کے) خولہ دیکھو - ایسا نہ ہو کہ حلیمہ عمر کی گرویدہ ہو جائے - وہ آدمی خوبصورت ہے - اگر حلیمہ اُس کی محبت مین گرفتار ہو گئی تو پھر ہمین بڑی دشواریان پڑین گی"

خولہ - "محبت کیسی - مین حلیمہ کے دل مین ایسی باتین جما دون گی کہ وہ عمر کے خون کی پیاسی ہو جائے گی - مگر مین تم سے (طلیح کے مُنہ سے مُنہ ملا کے) پوچھتی ہون یہ تمھارے گھر مین لڑکی سی کون ہے؟"

طلیح - (ہنس کے) "کون! مرجانہ؟ میری لونڈی ہے"

خولہ - "مگر معلوم ہوتا ہے تمھین اُس سے محبت ہے"

طلیح "ہان تھی - مگر اب تمھارے عشق نے بالکل بھلا دیا - مجھے اس کا بڑا صدمہ ہے کہ تم سے ملنے کی اب کوئی صورت نہین بن پڑتی"

خولہ - "اُسے تم نے یہان بادشاہ کے محل مین نہ بھیجا -؟"

طلیح - "یون آنے کو تو کبھی کبھی وہ ملکۂ ذات القرطین کے پاس چلی آتی ہے - مگر جو کام تم سے نکل سکتا ہے اُس سے تھوڑے ہی ممکن ہے - مین نے اس راز کو بھی اُس پر ظاہر نہین کیا"

خولہ (لب بہ لب ہو کے) "مگر یہ نہین ہو سکتا کہ مین تو یہان پڑی پڑی کڑھون اور مرجانہ تمھارے پہلو مین رہے"

طلیح - "اسی لیے تو کہتا ہون کہ عمر ذوہیر کا جلدی فیصلہ کرو کہ ہم تم دونون شب و روز ہم آغوش رہین"

خولہ - (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "ہان کوشش تو کر رہی ہون - اپنے دشمن سے تو مین اسی وقت بدلہ لے سکتی ہون - مگر افسوس تمھارے دشمن کا قتل گاہ تک لانا

آسان نہیں۔ اس مین بہت طول ہے۔"

خولہ یہین تک کہنے پائی تھی کہ کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ خولہ گھبرا کے الگ جا بیٹھی۔ ساتھ ہی دروازہ کُھلا۔ اور بادشاہ ایک خط ہاتھ مین لیے ہوے آیا۔ حارث اپنے خیالات مین اسقدر غرق تھا کہ اُس نے خولہ اور طلح کی بدحواسی کا خیال بھی نہ کیا۔ اور آتے ہی خط کو طلح کی طرف بڑھا کے کہا "لو۔ ابھی جاؤ۔ اور اسی وقت عروہ کو روانہ کرو"۔ طلح نے خط کو تعظیماً آنکھون سے لگایا۔ سر پر رکھا اور اپنے گھر کی راہ لی۔

گھر مین پہنچتے ہی طلح نے عروہ سے بادشاہ کے عشق کا حال بیان کیا۔ اور فرمانروائے غسان کا خط اُس کے ہاتھ مین دے کے کہا "لو بادشاہ خود تم کو ایک ہدیہ کی شان سے نعمان بن منذر کے پاس بھیجتا ہے۔ اور اس سلوک کے معاوضہ مین اُس کی بیٹی کو مانگتا ہے۔ اس بارہ مین تم کوشش کرو۔ تمھین بہت کچھ انعام و اکرام ملے گا۔ اور دونون دربارون مین رسوخ حاصل ہوگا۔ اس کا زیادہ دار و مدار صرف تمھاری ذات پر ہے ورنہ مجھے اس مین شک ہے کہ نعمان اس درخواست کو قبول کر لے۔"

عروہ۔ "تم مجھے وہان پہنچنے تو دو۔ مین پوری کوشش کرون گا۔ اور یقین ہے کہ کامیابی ہوگی۔"

طلح۔ "بس تو اسی وقت روانہ ہو جائیے۔ غسانی فوج کا ایک دستہ مین آپ کے ساتھ کیے دیتا ہون۔ تاکہ دولت غسان کے ایک سفیر کی شان سے آپ وہان پہنچین۔"

عروہ نے طلح کا نہایت ہی شکریہ ادا کیا۔ اور سامان سفر کر کے شام سے پہلے ہی روانہ ہو گیا۔

پانچوان باب

نعمان راضی ہو گیا

نعمان بن منذر کو ہیبہ کا پیام گئے دو مہینے کے قریب ہونے کو آئے۔ مگر جواب نہ آج آتا ہے اور نہ کل۔ حارث اعرج کی بیتابی و بیقراری غیظ و غضب سے بدلتی جاتی ہے۔ اور بعض اوقات خولہ اور طلح کے سامنے وہ اس قدر برہمی بلکہ از خود رفتگی ظاہر کرنے لگتا ہے کہ دونون ڈر جاتے ہین۔ انھین اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ مگر اس پر بھی ابھی تک

بادشاہ کے عشق کو ایک راز بنائے ہوئے ہین۔ بادشاہ روز لڑائی پر آمادہ ہوتا ہے مگر اپنے دونون بدنیت مشیرون کے روکنے سے باز آجاتا ہے۔ تاہم تمام نوجون اور افسرونکو تیار رہنے کا حکم ہوگیا ہے۔ اور تمام غسان اور گرد و نواح کے قبائل مین مشہور ہے کہ کوئی بڑی بھاری مہم در پیش ہے۔ اور دو ہی تین دن مین بادشاہ لڑائی پر روانہ ہونے والا ہے۔

عمر اور زہیر بھی جان بازی کی تیاریان کر رہے ہین۔ طلح نے مدت ہوئی کہ دونون کو بادشاہ کے دربار مین پیش کر دیا۔ اب وہ اکثر دربار شاہی مین حاضر ہوتے ہین اور جان نثاری پر آمادگی ظاہر کرتے ہین۔ بادشاہ کو بھی اُن کی شجاعت وشرافت پر بہت کچھ اطمینان ہے۔ کئی مرتبہ عین سر دربار اُن سے یہ بھی خواہش کی گئی کہ اپنے قدیم مذہب بت پرستی کو چھوڑ کے مذہب عیسوی اختیار کرلین۔ مگر اس کے جواب مین اُنھون نے ہمیشہ استقلال سے انکار کیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ عرب کے بتون کو وہ نہین چھوڑ سکتے۔

اسوقت شام ہونے کو ہے۔ دھوپ زرد ہوگئی ہے۔ آفتاب کسی دلربا کا شرمایا چہرہ بنا ہوا ہے۔ مشرقی گھاٹیون سے تیرگی بلند ہونے لگی ہے۔ جس کے استقبال کے لیے عقاب اور گدھ کے ایسے بلند پرواز طیور آسمان سے نیچے اُترنے لگے ہین۔ عرب کے بادیہ گرد جو دیگر ممالک کے خلاف رات کو سفر اور دن کو منزل کرتے ہین سفر کی تیاریون مین مشغول ہین۔ اور اپنا متفرق اسباب یکجا کر کے اونٹون پر لاد رہے ہین۔ بدوی اپنے گلون کو ہنکاتے ہوے اپنے خیمون کی طرف لا رہے ہین۔ اور بدویہ عورتین جابجا اونٹنیون اور بکریون کا دودھ دُوہ رہی ہین۔

اس حالت مین عمر و زہیر نے اپنے اُس کچے ہٹی کے مکان مین جو شاہی محل کی دیوار سے ملا ہوا ہے ایک چرمی صراحی کھول کے تھوڑی سی شراب پی۔ گزک کے طریقہ سے کچھ خرمے کھائے۔ پھر اُٹھ کے اُن پتھرون کی پرستش کی جن کو اپنے دیوتاؤن فلس ویغوث کی یادگار مین اُنھون نے مکان کے اندر ہی ایک طرف نصب کر دیا تھا۔ اِن تمام ضروری کامون سے فراغت کر کے اُٹھے۔ زعفران اور صندل کی بنی ہوئی خوشبو خلوق چہرے اور بالون مین ملی۔ چھوٹے چھوٹے مگر بانکے اور خوبصورت عمامے

سر پر باندھے - موٹے شامی کپڑون کے کرتے اور یمنی دھاری دار ازار بن جو خوب درست کر کے باندھ لین - اور اُنکے اگلے کنارے زیادہ لٹکا لیے کہ وضعداری مین زیادہ شان پیدا ہو جائے - نجد کی بنی ہوئی اونٹ کے چمڑے کی نعلین ایک کونے سے اُٹھا کے جھاڑین اور پہن لین - تلوارین کمر مین باندھین - کمانین کندھے پر لٹکائین - ترکش پشت پر باندھے - اور بڑے بڑے نیزے ہاتھ مین لے کے گھر سے نکلے -

اپنے گھر سے روانہ ہو کے یہ خاص بادشاہ حارث اعرج کے دربار مین پہنچے - جو اس وقت جبکہ آفتاب کی حدت کم ہوتی اکثر دربار کیا کرتا - اور خاص خاص مقرب ہین اُس کی صحبت مین جمع ہوتے - دونون نے دربار مین پہنچتے ہی سر جھکا کے تخت کو چوما پھر سر اُٹھا کے عرض کیا "مساک اللہ بالخیر" حارث ان دونون اپنے دلی جذبات کی وجہ سے کسی کی طرف کم متوجہ ہوا کرتا تھا مگر ان نوجوانون کی وضع اور صورت مین کوئی ایسی خاص بات ضرور تھی جس نے حارث کو متوجہ ہی کر دیا - بادشاہ نے مُسکرا کے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا "کہو - لڑائی کے لیے تیار ہو؟"

عمر - "حضور - اسی وقت! اشارہ ہو اور ہم دونون سر ہتیلیون پر لے کے میدان جنگ مین جا کھڑے ہون - شرفائے بادیہ وفادار ہین اور جان نثار"

حارث - "مجھے خوشی ہے کہ تم سے خوبرو بہادر میری فوج مین ہین"

زہیر - "ہماری جان بازی کا حال بادشاہ کو کسی امتحان کے بعد معلوم ہوگا"

یہ جملہ سُنتے ہی حارث اعرج نے زور سے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کسی قدر بے اختیاری کے ساتھ کہا "امتحان بھی ہوا جاتا ہے"

عمر - (ادب سے آگے بڑھ کے اور بادشاہ کے سامنے سر اطاعت جھکا کے) "حضور مین ایک امر دریافت کرنا چاہتا ہون - جان کی امان پاؤن تو عرض کرون"

یہ سننا تھا کہ حارث نے چونک کے اور نگاہین زور سے گڑو کے عمر کے چہرے کو دیکھا - جن نگاہون سے ڈر کے عمر ذرا پیچھے ہٹنے لگا - اور رہنوز ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ بادشاہ نے نہایت آہستہ سے مگر نہایت ہی مضبوطی اور استقلال کی آواز سے کہا "کیا پوچھتے ہو - پوچھو"

عمر - (پھر سر جھکا کے اور سینہ پر دونون ہاتھ رکھ کے) "مگر مجھے اندیشہ ہے کہ بادشاہ کا

مزاج برہم نہ ہو جائے۔"

حارث نے اس جواب پر پھر اُسے گھور کے دیکھا۔ اور پہلے سے بھی زیادہ استقلال کے لہجہ مین کہا "نہین مین برہم نہ ہون گا۔ تم بلا تامل پوچھو۔"

عمر۔ "مین چند روز سے حضور کے چہرے پر فکرون کا غبار دیکھتا ہون۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو کسی بات کا سخت صدمہ ہے۔ ہم جان نثارون سے اپنے آقا کی ایسی فکرمند اور غم آلود صورت نہین دیکھی جاتی۔ ہم جان نثاری کو حاضر ہین۔ جس کسی نے صدمہ پہنچایا ہو جب تک اُس کا سر کاٹ لاکے بادشاہ کے قدمون پہ نہ ڈال دین گے نہ کبھی شراب پئین گے اور نہ کسی عورت کے فراش ٭ پر قدم ––"

اس آخری جملے نے عمر کے دل پر کچھ ایسا اثر کیا کہ اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور بے اختیار زبان رُک گئی۔

حارث عمر کے اس جوش وفاداری پر مسرت ظاہر کرنے کو تھا کہ یکایک اُس کی زبان کے رُک جانے سے کسی اور فکر مین پڑ گیا۔ اُسے فوراً یقین ہو گیا کہ عمر کسی پہ عاشق ہے۔ اور کسی قدر خندہ جبینی سے کہا "ہان تو یہ کہو کہ تم بھی کسی پر عاشق ہو!"

عمر۔ (ادب سے) "بادشاہ کے سامنے انکار نہین ہو سکتا۔ بے شک مین عاشق ہون اور میرا دوست زہیر بھی۔"

حارث۔ (تعجب سے) "دونون!"

زہیر۔ (آگے بڑھ کے اور ادب سے جُھک کے) "ہان حضور دونون۔"

حارث۔ "اور وہ دلرُبائین کہان ہین جن پر تم عاشق ہو؟ وفادار لڑکو! جس طرح تم نے میرے ساتھ ہمدردی کی اُسی طرح مین بھی تمھارا ہمدرد ہون۔ جلدی پتہ دو کہ اُن کو لاکے تمھارے گلے سے لگاؤن۔"

بادشاہ کی زبان سے یہ الفاظ سُن کے عمر اور زہیر دونون سر سے پاؤن تک کانپ گئے۔ آخر عمر نے بہ مشکل اپنے حواس برجا کیے۔ اور ادب سے عرض کیا

٭ عربون مین عموماً اسی قسم کے عہدون اور قسمون کا رواج تھا۔ اور اسی بناء پر عمر نے اس موقع پر بادشاہ کے سامنے ان باتون کا عہد کرنا چاہا۔ مگر عورت کے فراش کا نام آتے ہی معشوقہ یاد آ گئی۔ اور دل اس قدر قابو سے نکل گیا کہ زبان رُک گئی۔

کہ ”حضور اپنے غلامون کے اِس راز کو نہ دریافت فرمائین۔“

حارث نے اِس پر حیرت سے اور متعجب ہو کے کہا ”تم اِسکو راز کہتے ہو!“ مگر اسکے ساتھ ہی اُسے اپنے عشق کا خیال آیا جسے اِس وقت تک وہ خود راز بنائے ہوے تھا۔ ایک بے اختیاری کے عالم مین اُس کی زبان سے اتنا تو نکلا کہ ”بے شک راز ہی“ اور پھر ایسی سوچ مین پڑ گیا کہ دس بارہ منٹ گزر گئے اور وہ اُسی طرح سر جُھکائے ہوے کسی گہری فکر مین پڑا تھا۔

اب شام ہو گئی۔ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور اندھیرا دن کی روشنی پر بہت غالب آگیا۔ بادشاہ اپنے دربار مین سر جُھکائے بیٹھا ہی۔ عمر اور زہیر اور اِنھین کی طرح اور بھی کئی افسرانِ فوج اور مقربین دولت بُت بنے خاموش کھڑے ہین۔ شاہی غلام سہیل نے بڑی سی کافوری شمع لا کے بادشاہ کے سامنے رکھدی۔ اور چارون طرف چار غلام لمبی لمبی برنجی مشعلین ہاتھ مین لیکے کھڑے ہو گئے۔ روشنی مین اِس سکوت نے ایک اور سناٹا پیدا کر دیا۔ لوگ منتظر ہین کہ حارث سر اُٹھا کے کچھ کہے مگر وہ اُسی طرح گردن جُھکائے بیٹھا ہی۔ شمع کی دھیمی شعاعون مین بادشاہ کی داڑھی پر آنسوون کے دو قطرے چمکے۔ قریب تھا کہ عمر اور زہیر دوڑ کے قدمون پر سر رکھدین اور بادشاہ کے صدمے کا حال دریافت کرین۔ کہ ناگاہ کچھ آہٹ آئی۔ اور بادشاہ کے سوا سب کی نگاہین اُس آہٹ کیطرف متوجہ ہوئین۔ شمع کی اُس روشنی مین جس مین بادشاہ کے آنسو نظر آئے تھے کوئی چمکدار چیز جھلکی۔ اور پھر جو غور کیا تو وہ شہزادی حلیمہ کی زرتار نقاب تھی۔ زہیر مبہوت ہو کے حلیمہ کی بانکی وضع اور قیمتی لباس کو دیکھنے لگا۔ اور عمر کا دفور اضطراب مین پاؤن لڑکھڑا گیا۔ قریب تھا کہ گر پڑے مگر سنبھلا۔ اور ایک سکتے کے عالم مین حلیمہ کو دیکھنے لگا۔

حلیمہ نے آتے ہی باپ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور ایک نہایت ہی باریک اور نغمہ خیز آواز اور شرم کے لہجے مین بولی ”یا ابتِ۔ کس بات کا تردد ہی جو آپ یون خاموش اور سر جُھکائے ہین؟“

بیٹی کی آواز سُنتے ہی حارث نے مندیل (رومال) سے آنسو پوچھتے ہوے سر اُٹھایا اور کہا ”مرحبا بیٹی مرحبا“

حلیمہ ”تو اب اندر چلیے۔ جس دربار مین بڑے بڑے متکبرون کا سر آپ کے

سامنے جُھکا کرتا ہو اِس مین آپکا اِس طرح سرنگون بیٹھنا مجھ سے نہین دیکھا جاتا۔ کئی روز سے آپ کو فکرمند دیکھتی تھی مگر اِسوقت سہیل کی زبانی دربار کی یہ خموشی سُن کر نہ رہا گیا۔ اگر اہلِ دربار آپ کا دل نہین بہلا سکتے تو اندر چلیے۔ محل کی عورتین بادشاہ کو خوش کرینگی۔ اور مین کوئی اچھی سی کہانی کہہ کے آپ کا دل بہلاؤن گی۔"

حارث "نہین بیٹی اِن لوگون کا قصور نہین۔ خود مین ہی اِنکی طرف نہ متوجہ ہون تو یہ کیا کرین؟"

زہیر "مین تو بادشاہ کے قدمون پر گر کے اِس فکر و الم کا سبب دریافت کرنیکو تھا۔"

زہیر کی آواز سے حلیمہ کے کان بالکل نا آشنا تھے۔ وہ دربار مین بارہا آئی تھی۔ مگر اِس آواز کو کبھی پہلے نہین سُنا تھا۔ اور اِسی وجہ سے اُس نے نظر اُٹھا کے زہیر پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی۔ مگر وہ نگاہ زہیر کے چہرے سے فوراً عمر کے چہرے پر گئی اور وہان جاتے ہی جم گئی۔ حلیمہ اور عمر سے چار آنکھین ہوئین۔ یہ خیال کرتے ہی حلیمہ چونک اُٹھی کہ یہ وہی نوجوان ہو جسے اُس روز بُرج سے شاہی محل کے نیچے پھیرے کرتے دیکھا تھا۔ یون وہ باہر نکلتی تھی۔ روز مردون سے چار آنکھین ہوا کرتی تھین اور کچھ خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ مگر عمر کی نظر مین کیا بات ہو کہ چار آنکھین ہوتے ہی حلیمہ کے رُوئین کھڑے ہو گئے۔ جسم مین ایک نئے قسم کی کیفیت محسوس ہوئی۔ ذرا جُھرجُھری سی معلوم ہوئی اور چہرہ پسینے پسینے ہو گیا گھبراہٹ مین اور کچھ تو بن نہ پڑا باپ کیطرف دیکھ کے پھر کہا "اب اندر چلیے" اور اِسکے بعد قبل اِسکے کہ وہ بادشاہ کی زبان سے جواب مین کوئی جملہ سنے بھاگ کے اندر ہو رہی۔

حلیمہ کی اِس مضطربانہ حرکت پر بادشاہ کو بھی تعجب سا معلوم ہوا۔ مگر وہ اپنے افکار مین اِسقدر ڈوبا ہوا تھا کہ اسکا خیال بھی نہ کیا اور حرم مین جانے کے لیے اُٹھنے ہی کو تھا کہ طلح حیرہ کے شاعر عُروہ کو لیے ہوے حاضر ہوا۔ عروہ کی صورت دیکھتے ہی بادشاہ اُسکے چہرے اور اُسکے حرکات و سکنات کیطرف اِس جوش سے متوجہ ہوا کہ خون چہرے پر دوڑنے لگا۔ ایک بے اختیاری کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور انتظار کرنے لگا کہ عُروہ کیا کہتا ہو۔ چند لمحے کے بعد طلح نے زمین چُوم کے عرض کیا کہ "عروہ ایک نہایت ہی اہم سفارت لے کے آئے ہین۔ مناسب ہوگا کہ حضور اِسوقت خلوت مین

تشریف لے چلین - اور بالکل تنہائی ہو"

حارث - (جیسے بھولی ہوئی بات کو یاد کرکے) "ہان مجھے خیال نہین رہا" فوراً اُٹھ کھڑا ہُوا - اور عروہ و طلح کو ساتھ لے کے اندر چلا گیا - جہان طلح کی یاد دہانی سے خولہ بھی بلوائی گئی - عروہ نے اندر جا کے بیٹھتے ہی نعمان بن منذر کا خط ادب سے پیش کیا - بادشاہ نے ایک نہایت ہی بیتابانہ شوق و جوش مین آہستہ آہستہ خط پڑھنا شروع کیا - اور بشاش چہرے سے دو ہی چار فقرے پڑھے ہونگے کہ ایک بارگی جوش مین آکے اُچھل پڑا - اِس لیے کہ نعمان نے اپنی بیٹی جبیبہ کی نسبت یہ جملہ لکھا تھا کہ "مین نے اپنی بیٹی تم کو دی"

عرب کے اُس عہد کے رواج کے مطابق باپ کے دے دینے ہی سے بیٹی کسی کے عقد مین آجاتی تھی - اِسوجہ سے شاہ حارث کو پوری طرح اطمینان ہو گیا کہ اب جبیبہ اُسکے قبضے مین آگئی - اور چند ہی روز مین ارض حیرہ کی شاہزادی غسّان کے قصر شاہی کو رونق دے گی - شاہ حارث نے ارادہ کیا کہ اُسی وقت ایک بڑا بھاری جشن کرے مگر خولہ اور طلح اور نیز اُنکے ساتھ عروہ نے اس امر سے روکا - اور رائے دی کہ یہ خوشیان اور جشن اُسی وقت کیے جائین جبکہ جبیبہ کی محمل یہان آکے پہونچ جائے -

حارث - "مین اب اپنے جوش مسرت کو نہین دبا سکتا"

طلح - (ادب سے زمین چوم کے) "شاہون کو زیادہ صابر اور مستقل ہونا چاہیے - نعمان نہایت ہی متلوّن مزاج واقع ہوا ہی - ممکن ہو کہ اپنے وعدے سے بدل جائے"

عُروہ - "میرے نزدیک بھی ابھی ضبط ہی سے کام لینا چاہیے"

حارث - "تو تم شاہزادی کو اپنے ساتھ ہی کیون نہ لیتے آئے؟"

عروہ - "مین لانے کی کوشش کرتا مگر خیال کیا کہ شاہزادی کے لینے کے لیے جبتک یہان سے ایک کافی جلوس اور بہت سے قیمتی ہدایا نہ روانہ کیے جائین اُسوقت تک رخصت کی درخواست کرنا بے موقع اور بے سود ہوگا"

حارث - "تو اِسی وقت تم میری فوج کے ایک ہزار سوار اور دو سو اونٹ لے کے جاؤ اور بہت سے جواہرات اور قیمتی ہدایا بھی ساتھ لے لو"

عُروہ - "اِن چیزون کا بندوبست ہوا اور مین روانہ ہوا"

حارث نے اُسی وقت اپنے خزانے کے داروغہ اور سرداران فوج کو بلا کے

تمام سامان درست کرنے کا حکم دیدیا۔ اور قرار پایا کہ دوسرے ہی دن صبح کو عروہ جیز کو واپس جائے۔ اِن باتون کا انتظام کرکے بادشاہ ایک نہایت ہی اطمینان بخش امید کے ساتھ محل مین گیا۔ اور سب لوگون نے رخصت ہو ہو کے اپنے گھرون کی راہ لی۔

زہیر و عمر بادشاہ کے دربار سے نکل کے چلے تو رات کے اندھیرے مین شاہی قصر کی دیوار کے نیچے ہی نیچے جا کے وہ اپنے گھر مین پہونچ گئے۔ وہان ہنوز اچھی طرح ہتھیار بھی کھولنے نہ پائے تھے کہ دروازہ کھُلا اور روغن زیتون کے چراغ کی دھیمی روشنی مین ایک عورت خوب اوڑھے لپیٹے اور شرمائی ہوئی اندر آئی۔ اور ایک کونے مین ٹھٹھک کے کھڑی ہو گئی۔ اس عورت کی صورت دیکھتے ہی عمر زہیر کی طرف دیکھکے ذرا مُسکرایا۔ پھر اِس عورت کی طرف نگاہ پھیری اور کہا "مرجانہ۔ دن بھر چھوڑ کے اب اِسوقت رات کو آئی ہو! طلح کو خبر ہو جائے تو کیا کہینگے؟"

مرجانہ۔ "مگر اِسکو کیا کرون کہ دن بھر فرصت نہین ملتی۔ آج طلح سارے دن گھر مین بیٹھے رہے۔ اُن کو چھوڑ کے کس طرح آتی؟ ہان اِس وقت وہ دربار مین گئے تو مجھے موقع ملا۔"

عمر۔ "خیر کوئی مضایقہ نہین۔ کہو کیا خبر ہو؟ چٹائی کی طرف اشارہ کرکے" بیٹھو۔"

مرجانہ۔ (بیٹھکے) "روز محل مین جاتی ہون۔ مگر ملکۂ ذات القرطین کو سلام کرکے چلی آتی ہون۔ یا ایک دفعہ گھڑی دو گھڑی کے لیے شاہزادی کے پاس بیٹھ گئی۔"

عمر۔ "مگر اُن سے کچھ تذکرہ نہین آیا؟"

مرجانہ۔ "اِسکا موقع نہین ملتا۔ اور آج کل بادشاہ کچھ ایسے فکرمند ہین کہ سارے محل مین تشویش پھیلی ہوئی ہو۔ کوئی کسی سے اچھی طرح بات ہی نہین کرتا۔"

زہیر۔ "ہان کچھ اِسکا بھی پتا لگا کہ بادشاہ کو کیا فکر ہو؟"

مرجانہ۔ "بالکل نہین۔ محل بھر مین کسی کو خبر نہین۔"

زہیر۔ "اِسکا کسی طرح پتا لگاؤ۔ مین جانتا ہون طلح کو سارا حال معلوم ہو۔ اور تم پوچھو گی تو وہ تمکو ضرور بتا دینگے۔" یہ سُن کے مرجانہ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور ایک درد بھری آواز مین کہا۔ "وہ مجھسے کیون کہنے لگے؟ ہزار محبت سے پیش آؤن جان فدا کرون مگر اُنکو ذرا پروا نہین آخر لونڈی ہون نہ!"

زہیر "تو کیا تم کو گمان ہی کہ اُنھین تم سے محبت نہین ؟"
مرجانہ "ایک ذرہ برابر نہین"
زہیر "مرجانہ تو شریف لڑکی ہی - مین نے نہ کسی بُری نیت سے راہ و رسم پیدا کی ہی اور نہ تجھ سے کوئی نا جائز تعلق کرتا ہی - مگر تجھے مین اپنی بہن سمجھتا ہون اور وعدہ کرتا ہون کہ ہمیشہ تیری ہمدردی کے لیے آمادہ رہونگا - اگر طلح کے تعلقات تیرے ساتھ نہین اچھے ہین تو کچھ فکر نہ کر مین تیرا بھائی ہون - اور ہمیشہ تیرے رنج و راحت مین شریک رہونگا"
عمرو "اور مین بھی - مگر مرجانہ حلیمہ کے دل مین کسی طرح اتنا درد پیدا کر دے کہ اُس کو میرے حال پر ترس آجائے - اب ہجر کی طاقت نہین"
مرجانہ (مُسکرا کے) "اچھا - اچھا - صبر کرو - خدا تمھاری بھی سُن لے گا"
عمرو "مرجانہ کوئی دیوی اور کوئی دیوتا نہین جس کے آگے مین نے التجا نہ کی ہو - بس اب تو ہی پچھلی دیوی ہی جس کے آگے مین سر جھکاتا ہون" اور اتنا کہکے عمرو نے مرجانہ کے برہنہ پاؤن کو جھک کے چُوم لیا -
مرجانہ نے کسی قدر شرم اور کسی قدر جوش سے عمرو کو اُٹھایا - اُس کے ہاتھ چوم لیے - اور بہت کچھ تسلی اور تشفی دے کے بولی "تم گھبراؤ نہین مین اِسکی فکر ہی مین ہون اور جہان تک بس چلے گا تمکو کامیاب کراؤن گی"
عمرو "مرجانہ اِس دلدہی اور وعدے پر جی چاہتا ہی کہ تیرا مُنہ چُوم لون - مگر کیا کہون لوگ بدنیتی سمجھین گے"
مرجانہ (ناز و شرم سے آنکھین نیچی کر کے) "بس اب اُسی کا مُنہ چومنا جسکے لیے حیران ہو" (زہیر کی طرف دیکھکے) "اب دیر ہوتی ہی - مجھے جانا چاہیے"
زہیر "ہان - بس اب جاؤ - ایسا نہ ہو کہ طلح کو کچھ بدگمانی ہو - اگرچہ وہ ہم پر ایسے مہربان ہین کہ شاید زیادہ بُرا نہ مانین - مگر پھر آخر انسان ہین"
عمرو "لیکن دیکھو ذرا مجھے نہ بھول جانا"
مرجانہ "تمکو بھول سکتی ہون ؟ اب تم میرے بھائی ہو - اور تمھاری ساری فکرین میرے سر ہین - مین نے اتنا تو کر لیا ہی کہ شاہزادی حلیمہ کے پاس دو گھڑی بیٹھکے باتین کرون اب عنقریب کسی موقع پر تمھارا ذکر چھیڑا ہی چاہتی ہون" اتنا کہکے مرجانہ نے

اچھی طرح اوڑھ لپیٹ لیا- اور اُٹھکے چلی گئی-

چھٹا باب

نعمان بن منذر کی تلون مزاجی

اب ہم اپنے سب دوستون کو غسان ہی مین چھوڑ کے عرب کے شمالی ومشرقی کونے کی طرف رُخ کرتے ہین- اور خاص شہر حیرہ مین پہونچ کے ناظرین کو اُس قدیم عربی دربار کی تصویر دکھاتے ہین-

یہ چھوٹی سی سلطنت مدتہا سے دراز سے چلی آتی ہی- اور دولت ایران سے اِسکے قدیمی تعلقات سارے عرب مین مشہور ہین- بعض لوگ ضحاک تازی کو بھی جس نے جمشید کے سر سے تاج شاہی اوتارا اِسی خاندان سے بتاتے ہین- لیکن وہ زمانہ تو قدامت کے اشتباہ مین پڑگیا- فی الحال کئی سو سال سے یہان کے تمام حکمران دولت ساسانی کے ماتحت ہین اور دربار کسرٰی کے سامنے ایک والی ملک سے زیادہ وقعت نہین رکھتے- اور اگرچہ اس خاندان نے گذشتہ تاجداران نسل ساسان کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کیے ہین مگر شہنشاہ ایران اِن لوگون کو اپنے ایک ادنی غلام سے زیادہ نہین سمجھتا- وہ زمانہ گذر گیا جب بہرام چوبین ویزدجرد اول کے ایسے شاہزادونکی تعلیم وتربیت تک نعمان اول کی زیر نگرانی تھی- مدائن کا مشہور قصر خورنق خاص فرمانروای حیرہ کی مستعدی سے بنا تھا- اور دولت فارس کے بڑے بڑے دشمنون کو عربی نبرد آزماؤن نے شکستین دی تھین- اب تو یہ حالت ہی کہ منذر کے مرنے پر نعمان بن منذر کو صرف قسمت یا ایک عربی نژاد مصاحب دربار کسروی کی تدبیر سے سلطنت مل گئی ورنہ خسرو پرویز تجویز کرچکا تھا کہ منذر کی جگہ کسی ایرانی الاصل شخص کو فرمان روای حیرہ بنائے-

اور بات یہ ہوئی کہ عدی بن زید نامے ایک عربی نوجوان کسی عجمی مرزبان کے گھر مین پرورش پاکے اور فارسی وعربی دونون زبانون مین کمال حاصل کرکے خسرو پرویز کے دربار مین داخل ہوا تھا- جو ایک مرتبہ قیصر روم کے دربار مین بحیثیت

سفیر جا کے اور واپسی کے وقت بلاد شام و ایشیا مائنر کا سفر کرکے شہنشاہ کے خاص مقربون مین داخل ہوگیا۔ اُس نے ان کارگذاریون سے یہ بات حاصل کرلی کہ تاجدار ایران اُسکی بات کو بہت کم رد کرتا تھا۔ عدی بن زید اصل مین حیرہ کا رہنے والا تھا۔ اور اِس کا باپ زید وہان کے بڑے معزز رئیسون مین تھا۔ عدی سے اور نعمان سے بچپن مین بہت کچھ تعلقات رہ چکے تھے۔ اور اِسی وجہ سے اِسکو نعمان کے ساتھ ہرطرح ہمدردی تھی۔ سابق فرمان روائے حیرہ منذر کے مرنے کا جب وقت آیا تو اُسنے اپنے بارہ بیٹون کو بلا کے کہا۔ "تم جا کے قبیلۂ بنی طی مین رہو اور جب تک دربار شہنشاہی سے یہان کی فرمان روائی کے لیے کوئی مناسب انتظام نہ ہو اضلاع حیرہ کی حکومت سردار قبیلۂ طی قبیصہ کے ہاتھ مین رہے۔ چنانچہ اُسکے مرتے ہی بیٹون نے اِس وصیت پر عمل کیا۔

اِسکی خبر جب خسرو پرویز کو پونہچی تو اُس نے کسی ایرانی الاصل شخص کے مقرر کرنیکا ارادہ کردیا۔ مگر جب عدی بن زید سے مشورہ کیا تو اُس نے یہی راے دی کہ منذر کے بیٹون سے زیادہ اِس خدمت کے لیے کوئی شخص مناسب نہین ہوسکتا۔ اور یہ تجویز قرار پائی کہ منذر کے بیٹے مدائن مین بُلائے جائین اور شہنشاہ جس کو مناسب سمجھے سلطنت حیرہ کے لیے منتخب کرلے۔ جب وہ سب لڑکے آگئے تو عدی نے اُن سب کو الگ الگ لیجا کے دربارداری کے آداب مین ایسی باتین بتا دین اور دوسری طرف خود بادشاہ کو عربون کی شرافت کا اندازہ کرنے کے لیے ایسی نشانیان بتائین کہ منذر کے دس بیٹے جو نہایت خوبصورت اور رودار تھے اور اشاہب + کے لقب سے مشہور تھے تخت سے محروم کردیے گئے اور باقی ماندہ دو مین سے بھی نعمان ہی منتخب ہوا جو سب سے زیادہ بدشکل تھا۔

الغرض نعمان کو یہ حکومت عدی کے طفیل مین نصیب ہوئی تھی۔ اور اِسی وجہ سے عدی زیادہ تر نعمان کا دوست ہوگیا۔ اور اکثر اوقات خسرو پرویز سے رخصت حاصل کرکے حیرہ مین آتا اور نعمان کی صحبت مین بسر کرتا۔ لیکن چند ہی روز مین اُسکے بشرے سے یہ بات ظاہر ہونے لگی کہ نعمان کو اپنے سے کم اور اپنا بندۂ احسان خیال کرتا ہے۔ نعمان کے ایسے ظالم اور درشت مزاج شخص سے غیر ممکن تھا کہ ان باتون کا

+ اشاہب یعنی خوبصورت اور سُرخ و سفید۔

متحمل ہو سکے - اور آخر یہی ہوا کہ ایک مرتبہ برہم ہو کے اُس نے عدی کو قید کر لیا اور پھر قید خانے ہی مین مار ڈالا - اور کچھ ایسی حکمت عملیون اور ریشہ دوانیون سے کام لیا کہ دربار ایران سے بھی چندان بازپرس نہ ہوئی - تاہم نعمان اکثر اوقات عدی کے قتل کرنے پر دل ہی دل مین پچتایا کرتا تھا اور یہ خیال بار بار اُسپر لعنت و ملامت کرتا تھا کہ یہ محسن کشی تھی جسکی مکافات اور اپنے دامن سے اِس خون کے نہ مٹنے والے دھبّے کے مٹانے کی اکثر فکر مین رہا کرتا تھا -

نعمان اصل مین نہایت ہی ظالم شخص تھا - ایرانی شہنشاہون کی شان داری اپنے دربار مین پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا - اور اپنے آپ کو بہت بناتا تھا مگر کسی طرح بن نہ پڑتا تھا - اور بات یہ تھی کہ ایران کے لوگ قدیم زمانے سے وہان کے آداب اور طرز درباداری سے واقف تھے - اور یہان حیرہ مین عرب تھے جو انتہا درجے کے بیباک اور بالکل سادے تھے - یہ لوگ نہ اُس جھوٹی خوشامد کے عادی تھے جسکی ایسے درbarون مین ضرورت تھی - اور نہ ایسے سخن سازی مین مشاق تھے کہ بادشاہ کے سامنے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کر دکھائین - یہ لوگ سیدھے سادے تھے اور ظاہر و باطن مین یکسان - ضرورت کی بنا ڈٰین کرنے کا ارادہ بھی کرتے تو اور بگڑ جاتے - سعد بن مالک کنانی جو جاہلیت کے مشہور فصحا اور جادو بیانون مین تھا اور جسکے برجستہ فقرون کا ہر عربی نژاد معترف تھا - ایک موقع پر نعمان سے ملنے کو آیا تو نعمان نے طفلانہ مزاجی اور محض اپنی ستم شعاری کے سبب چپکے سے اپنے ایک ہم صحبت کو حکم دیدیا کہ چونکہ سعد اپنی فصاحت کے سامنے ہر شخص کو ہیچ سمجھتا ہے لہذا ہر فقرے اور ہر جملے کے جواب مین اِسے زور زور سے تھپڑ مارو - سعد اپنی جادو بیانی کا جو جو اظہار کرتا اُسکے گالون پر طمانچے پڑتے - مگر وہ بھی ایسا دُھن کا پکا تھا کہ بادشاہ کی تعریف ہی مین سہی مگر زبان نہ روکی - غریب سعد تھپڑ کھاتے کھاتے سر دربار مر گیا اور یہ نہ کیا کہ نعمان کی خواہش کے مطابق زبان روکی اور خاموشی اختیار کی ہو -

اِسی طرح نعمان کے مظالم مین ایک یہ بات بھی تھی کہ ایرانی تاجدارون کی تقلید مین اُس نے اپنے یہان بھی ایک دن قہر و غضب کا مقرر کر دیا تھا - اُس دن جو کوئی آجاتا

ہزار اپنی واجب الرحمی ثابت کرتا نہ سنی جاتی اور قتل ہوتا اتفاقاً کسی مرتبہ نعمان شکار کھیلتے کھیلتے ایک ایسے دشت مین جا پڑا تھا جہان کسی طرف مفر نہ نظر آتا تھا اس بیکسی کی حالت مین اُسے ایک بدوی ملا جو احسان کرکے اپنے خیمے مین لے گیا - کھانا کھلایا - شراب پلائی - اور راستہ بتا دیا - نعمان نے چلتے وقت اپنا پتا دیا اور نیز اپنے وہان مدعو کیا - مدت کے بعد جب دشت عرب مین قحط پڑا تو اوس بدوی نے بادشاہ سے ملنے کا ارادہ کیا مگر شامت اعمال سے جس روز حیرہ مین پہنچا ہے وہ نعمان کے قہر و غضب کا دن تھا - لوگون نے بدوی کو روکا مگر اوسنے نہ مانا اور محض سادہ دلی کی وجہ سے اسکے خیال مین بھی یہ بات نہ آئی کہ بادشاہ اتنے بڑے احسان عظیم کو بھول جائیگا - نعمان نے جیسے ہی بدوی کی صورت دیکھی اوس سے باخلاق ملا اور افسوس کرکے کہا کہ آج تو میرا یوم بؤس (قہر کا دن ہے) تمہاری جان نہین بچ سکتی - اور اسکے ساتھ ہی دربار کے سیاف (شمشیر بردار) نے بڑھ کے بدوی کی کہنیون اور کلائیون مین زعفران و خلوق لگا دیا[†] - بدوی نے موت کو آنکھون کے سامنے دیکھ کے خوشامد کرنا شروع کی مگر نعمان نے نہ سننے کی قسم کھالی - آخر بدوی نے درخواست کی کہ اتنی مہلت ملے کہ گھر جاکے اپنے بال بچون کو ایک نظر دیکھ آئے اور جو نصیحت کرنا ہو کر دے - نعمان نے ضامن و کفیل طلب کیا - مگر وہ غریب کہان سے لاتا - تاہم مجمع عام مین کھڑے ہوکے تین دفعہ سوال کیا کہ "میری ضمانت کون کرتا ہے؟" - اس موقع پر قُراد بن اجدع نام ایک کلبی شخص سے نہ رہا گیا آگے بڑھا اور کہا - "بادشاہ مین اسکا کفیل ہون" - الغرض بدوی نے ایک سال بعد ٹھیک اوسی تاریخ واپس آنے کا وعدہ کیا - اور گھر کی راہ لی - جاتے وقت نعمان نے اوسے پانچ سو اونٹ دئے - اور گویا اس انعام کے دامن مین اپنی شرم کو چھپایا - نعمان چاہتا تھا کہ وہ بدوی بچ جائے اور اوسکے بدلے قُراد مار ڈالا جائے - کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ یوم وعدہ پورا ہونے سے پہلے ہی اوسے قتل کر ڈالے مگر اہل دربار نے روکا - آخر وہ دن آگیا - دوپہر ہوگئی اور بدوی کا پتہ نہ تھا - قراد باندھ کے مقتل مین بٹھا دیا گیا - خلوق و زعفران کا اُسکے جسم پر لیپ ہوچکا

[†] خلوق ایک قسم کی خوشبو تھی جو صندل کی طرح جسم پر لگائی جاتی تھی - اور یہ معمول تھا کہ جب کسی کو قتل کرنا ہوتا اوسکی کہنیون اور کلائیون مین خلوق و زعفران لگا دیتے تھے - یہ گویا قتل کی علامت تھی -

نعمان بار بار قتل کی جلدی کر رہا ہے کہ ناگہان بددی آپہونچا۔ جسکی صورت دیکھتے ہی نعمان بہت برہم ہوا اور کہا "تجھے قتل گاہ مین از خود آنے کی کیا ضرورت تھی؟" بددی نے حقارت سے جواب دیا کہ "اہل با و یہ بے وفا نہین"۔ اس جملہ نے نعمان پر بڑا اثر کیا۔ اوس نے دونون کو معاف کر دیا بلکہ اوسدن سے اس یوم بوس کی رسم ہی اوٹھا دی۔

تاہم اوسدن وہ بہتون کو قتل کر چکا تھا۔ عبید بن ابرص شاعر بھی لاعلمی سے اتفاقاً اوسی دن قصیدہ سنانے کو آگیا اور نہایت بے رحمی سے قتل ہوا۔ الغرض نعمان کی درشت مزاجی اور اوسکے مظالم نے اوسے تمام لوگون مین بدنام کر دیا تھا۔ ہان اگر خوش تھے تو چند شعرا جو خوشامد کے اشعار سنا سنا کے انعام پاتے اور اگر ذرا بھی بگڑتی تو بھاگ کے کسی دوسرے دربار مین ہو رہتے۔

نعمان کے اسقدر حالات بیان کر کے اب ہم اصل قصہ کیطرف رجوع کرتے ہین۔ بادشاہ حارث کے دربار مین رضامندی کا خط پہونچنے سے چار ہفتہ بعد کا ذکر ہے کہ نعمان بن منذر شکار کے شوق مین حیرہ کے باہر نکلا۔ پانچ چھہ کوس کے فاصلہ پر ایک سرسبز و شاداب وادی مین جہان ایک کھاری چشمہ ہری ہری گھانس اور کھجورون کے چند جھنڈون کی آبیاری کرتا تھا۔ شاہی خیمے ڈال دیئے گئے۔ خود بادشاہ صبح سویرے ہی اپنے خاص خاص تیراندازون اور مصاحبون کے ساتھ شکار کی غرض سے نکل گیا تھا۔ جسکے جانے کے بعد حرم کی عورتین بادشاہ کی مان اور اوسکی بیٹی حبیبہ الغرض سب کی سب پُرتکلف ہودجون اور محملون مین سوار ہو ہو کے شاہی خیمہ گاہ کو پہونچین تاکہ بادشاہ کی خوشی و عیش پرستی مین خود بھی شریک ہون۔

دوپہر ہونے کو آگئی۔ اور ابھی تک بادشاہ شکار مار کے نہین لایا۔ خاص دربار کا شامیانہ جو ٹونگے اور کوڑیون کی جھالرون سے آراستہ ہے خالی پڑا ہے۔ اور نعمان کی خاص معشوقہ زینب شراب کے مشکیزے اور ایران کے سنارون کا بنایا ہوا طلائی اور مرصع جام ہاتھ مین لیے بیٹھی ہے کہ بادشاہ آئے تو اوسکے ہاتھ سے بادۂ گلرنگ کا جام پی کے اپنی تھکن مٹائے۔ زینب اکیلی ہے اور سوا خدمت کرنے والی حسین و نازنین لونڈیون کے کوئی پاس نہین۔

زینب نہایت ہی حسین عورت ہے اور بادشاہ اوسپر جان و دل سے فدا ہے

زینب کی کرشمہ خیز اداؤن اور جادو بھری نگاہون نے بہت سے اہل دربار کو بادشاہ کا رقیب بنا دیا جو اسی جرم کی پاداش مین نعمان کے ہاتھ سے قتل ہو چکے ہین۔ اِسکا بانکپن ایک ہی جھلک مین لوگون کو از خود رفتہ کر دیتا ہے اُسکے مسکرانے کی بجلی جن آنکھون کے سامنے ایک دفعہ کوندی ہے آج تک کوند رہی ہے۔ اور اُسکی نغمہ خیز باریک آواز جن کانون نے ایک دفعہ سُن لی ہے آج تک سُن رہے ہین۔ عربون کے مذاق کے خلاف ایرانی وضع کے مطابق اوسکے چمکدار اور سیاہ بال شانون اور پیٹھ پر بکھرے رہتے ہین۔ اوسنے خمار کو ذلت سے چھوڑ دیا ہے اور ایک مرقع تاج جڑاؤ بانکپن سے اوسکے سر پر رہتا ہے۔ کانون مین گوشوارے ہین جو اُلجھی ہوئی اور خم در خم زلفون کے اندر سے کبھی جھانکنے لگتے ہین اور کبھی چھپ جاتے ہین۔ ہاتھون مین کنگن اونگلیون مین انگوٹھیان اور پاؤن مین کڑے ہین۔ ایک سنہرا صرف تارون کا بُنا ہوا کرتہ اوسکے گلے مین ہے۔ اور قادسیہ کے قیمتی حریر کا سُرخ پائجامہ پہنے ہوئے ہے جو ایرانی شہزادیون کی وضع پر سیا گیا ہے۔

زینب ایک تمکنت اور خودداری کے ساتھ اپنی لونڈیون سے باتین کر رہی تھی کہ ناگہان ایک سن رسیدہ عورت آگئی جسکے آتے ہی زینب تعظیم کے لئیے اوٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ادب و اخلاق سے کسی قدر آگے بڑھکے بولی۔ ”آئیے بیٹھیے“ یہ نعمان بن منذر کی ماں سلمٰی بنت وائل ہے جو مدنیہ کے قریب فدک کے ایک معزز شخص کی بیٹی ہے۔ اور حیرہ کے دربار مین نہایت ادب و تعظیم سے ہاتھون ہاتھ لی جاتی ہے۔ سلمٰی کے بال سفید ہو گئے۔ گورے چہرے پر جھرّیان پڑگئی ہین۔ مگر چہرے کی بناوٹ پیشانی کی وسعت بھوون کا نہایت ہی مناسب خم۔ چھوٹا دہانہ۔ اور پتلے پتلے ہونٹ آج بھی گذشتہ حسن و جمال کا ثبوت دے رہے ہین۔

سلمٰی آتے ہی زینب سے نہایت خندہ جبینی کے ساتھ ملی۔ اوسکے سر کو سینے سے لگا کر دبایا۔ پیشانی کا بوسہ لیا اور برابر بیٹھ گئی۔

زینب — ”امّی آپ نے کیون تکلیف کی؟ مجھے بلا بھیجا ہوتا۔“

سلمٰی — ”بیٹی مین ایک ضرورت سے آئی ہون۔ کیا کہون ایک مصیبت مین پڑ گئی ہون تمھین کچھ مدد کرو تو مطلب نکلے۔“

زینب — ”مین آپ کی لونڈی ہون۔ جو حکم ہو فوراً بجا لاؤن گی۔“

سلمٰی نے یہ اخلاقی جواب پاکے ایک دفعہ پھر لپٹ کے زینب کی پیشانی چوم لی۔ اور ممنونیت کے

ہنسکے مین کہا۔ "تم جانتی ہو جبیبہ بڑی ضدن ہے۔ میرا تو اسکی ضد کے مارے ناک مین دم آگیا"

زینب۔ "آخر اب کیا کہتی ہے؟"

سلمیٰ۔ "وہ حارث اعرج کے نکاح مین جانے پر کسی طرح نہین راضی ہوتی۔ کہتی ہے اپنے کو ہلاک کر ڈالونگی مگر ارض غستان نہ جاؤنگی"

زینب (تعجب سے) "آخر کیون؟ اب اس سے اچھا شوہر کہان ملیگا! ایک بڑے زبردست ملک کی ملکہ بن کے رہیگی۔ اور کیا چاہتی ہے؟"

سلمیٰ۔ "جو کچھ ہو مگر وہ نہین مانتی۔ کسی طرح تم نعمان کو راضی کر دو کہ زبردستی نکرین"

زینب۔ "لیکن یا امی یہ مشکل ہے۔ تم جانتی ہو کہ نعمان کا مزاج کسقدر سخت ہے۔ اسکا ذرا بھی تذکرہ چھڑ گیا تو برہم ہو جائینگے اور کوئی تدبیر بنائے نہ بنیگی"

سلمیٰ۔ "لیکن کچھ تو کرنا چاہیئے"

زینب "آخر کیا کرون؟ میرے خیال مین تو کہنا بے سود ہے۔ اور یون جان بوجھ کی بادشاہ کو برہم کر دینے سے مطلب نہین نکل سکتا"

سلمیٰ "مین نے ایک تدبیر سوچی ہے۔ اور مین نے کیا خود جبیبہ کی مشاطہ کلثوم نے اُسکو روتے دھوتے اور جان ہلکان کرتے دیکھ کے بتائی۔ اگر تمھاری بھی مدد ہوئی تو امید ہے کہ وہ تدبیر چل جائیگی"

زینب "وہ کیا ہے؟"

سلمیٰ "کلثوم نے ایک ایسا عرق بتایا جسکے لگاتے ہی جسم پر سفید دھبہ پڑ جاتا ہے اور مہینے دو مہینے تک نہین مٹتا۔ جبیبہ نے فوراً وہ عرق تیار کر کے اپنی کلائی مین لگا لیا۔ اور سچ مچ ایک بڑا سا دھبہ پڑ گیا جسکو دیکھ کے برص کا یقین ہو جاتا ہے۔ اب اگر بادشاہ کو یہ بات سوجھائی جائے کہ لڑکی مبروص ہے۔ اور یہ حارث کے محل یا کسی شاہی خاندان مین بھیجی گئی تو نعمان کے خاندان بھر مین داغ لگ جائیگا۔ کیا عجب کہ اس تدبیر سے نعمان لڑکی کو وہان بھیجنے سے شرمائے اور اپنے ارادے سے باز آجائے"

زینب "ہان فقرہ تو چلتا معلوم ہوتا ہے۔ مگر مجھے اب بھی شک ہے۔ اسلیے کہ نعمان قول دے چکے ہین۔ اب کس مُنھ سے انکار کرینگے؟ اور حارث کی درخواست کو کیا کہکے ٹالینگے؟"

سلمیٰ۔ "لیکن اگر تم بھی کہو گی اور مین بھی کہون گی تو امید ہے کہ بات بن جائیگی۔"
زینب۔ "اچھا مین موقع دیکھ کے ضرور کہون گی۔ اور آپ بھی کہیے گا۔ بادشاہ پر جتنا اثر آپ کا ہے میرا نہین۔"
سلمیٰ۔ "ہان اس مین شک نہین کہ نعمان میری سُن لیتا ہے۔ مجھے کسی بات کی شکایت نہین۔ لیکن مین اب بوڑھی ہو ئی۔ اپنے الگ تھلگ پڑی رہتی ہون اور خود ہی کسی معاملہ مین دخل نہین دیتی۔ تم تو دیکھتی رہتی ہو۔"
زینب۔ "ہان مین نے بارہا اسکا تجربہ کیا۔ اور آپ اچھا کرتی ہین۔"
سلمیٰ۔ "وہ تو یہ لڑکی کا معاملہ تھا جو مین تمھارے پاس چلی آئی ورنہ ـــــــ"
ناگہان کوس و قرنا کی آواز آئی اور معلوم ہوا کہ بادشاہ آتے ہین۔ سلمیٰ اوٹھکے اپنے خیمے مین چلی گئی۔ لوگ ہر طرف سے دوڑے اور شاہی شامیانہ کے سامنے غول باندھ کے کھڑے ہو گئے۔ بادشاہ جیسے ہی شامیانہ کے قریب پہنچا سب لوگون نے زمین چوم چوم کے خیر مقدم ادا کیا۔ زینب اوٹھ کھڑی ہوئی۔ نعمان نہایت ہی درشت مزاجی کے ساتھ صرف چشم و ابرو کے اشارے سے لوگون کے سلام کا جواب دیتا ہوا گھوڑے سے اُترا اور سیدھا جاکے زینب کے پہلو مین بیٹھ گیا۔ جسکے ساتھ ہی چارون طرف زور زور سے قرنا پھنکنے لگی۔ اور طبل پر چوبین پڑین۔
نعمان ایک پستہ قد سُرخ رنگ اور بدصورت شخص ہے۔ چہرے پر جا بجا داغ ہین اور چتونون پر ہمیشہ برہمی کے آثار نمایان رہتے ہین۔ سر پر ایرانی وضع کا گول اور آبدار خود ہے۔ لمبی سیاہ داڑھی سوکھے اور پچکے گالون کا عیب چھپانا چاہتی ہے مگر نہین چھپا سکتی۔ ایک ڈھیلا ڈھالا ریشمی کرتا اوسکے بدن مین ہے جس مین جا بجا سُنہرا کام کڑھا ہوا ہے۔ کرتے کے نیچے ایک بھاری زرہ ہے اور سُرخ اطلس کا پائیجامہ پہنے ہوئے ہے۔ پاؤن مین چمڑے کے ایرانی موزے ہین اور کمر مین خنجر و تلوار لگے ہوئے ہین۔
نعمان اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھے لوگون کو کینے اور غضب کے تیورون سے دیکھتا ہوا جاکے زینب کے قریب بیٹھا تو زینب نے فوراً ایرانی شراب سے لبریز جام اوس کی طرف بڑھایا۔ اور ایک ناز و انداز کے ساتھ مزاج پرسی کی۔

نعمان نے ہاتھ کے اشارہ سے جام کے ہٹانے کو کہا۔ اور برہمی و ترش روئی سے ساتھ بولا "مجھے آج بہت غصّہ ہے۔ اس دھوپ اور ریگستان مین پھرتے پھرتے تھک گیا۔ اور کوئی شکار ہاتھ نہ آیا"

اتنا کہکے پھر سامنے کیطرف متوجہ ہوا اور تمام لوگون کو جو فرش کے کنارے کنارے چارون طرف دست بستہ کھڑے تھے گھور گھور کے بہت کڑے تیورون سے دیکھا۔ اور پھر دونون پاؤن پھیلا کے آپ ہی آپ کہا "سوا حیرانی اور پریشانی کے کوئی بات نہین۔ ہلال! (اپنے غلام کو پکار کے) ادہر آ۔ موزے اُتار" اُس کے حکم کے ساتھ ہی ہلال موزے اُتارنے لگا۔ اور زینب نے پھر جام بڑہا کے کہا "تو لو ایک جام شراب پی لو۔ ساری تھکن دور ہو جائے گی"

نعمان "ہان لاؤ پی لون شاید یہ غم و غصّہ کسی قدر دور ہو جائے" اور یہ کہہ کے ایک جام لے کے پی گیا۔

ابھی بادشاہ نے جام ہاتھ سے نہ رکھا تھا کہ ایک شخص نے جو سامنے صف باندھے کھڑا تھا۔ ادب سے سر جھکا کے عرض کی "خداوند۔ کچھ ناچ گانے کا رنگ جمے تو حضور کی کلفت دور ہو جائے"

نعمان "ہان سچ کہتے ہو۔ کیا نام ہے تمھارا؟"

شخص "خداوند۔ غلام کو زید کہتے ہین"

نعمان "ہان زید آج تم سے ملکے مین بہت خوش ہوا۔ تمھین بادشاہون کی صحبت مین رہنا چاہیے۔ تمھاری باتین دلچسپ اور تمھاری صحبت نشاط بخش ہے۔ مگر اسوقت تو ناچنے والیون کے آنے مین دیر ہو گی (زینب کی طرف دیکھ کے) زینب کہتے تو ٹھیک ہین مگر اب اسوقت کون ناچے گا؟" یہ کہہ کے نعمان نے سر جھکا کے ذرا غور کیا پھر آپ ہی آپ کچھ مسکرایا اور سر اوٹھا کے ایک شخص کی طرف دیکھ کے کہا "قرقرہ تم ناچو تو مزا آ جائے"

اس شخص کا نام تو سعد تھا مگر قرقرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ قرقرہ اس دربار کا مسخرا تھا۔ اور نہایت ہی بزدل مشہور تھا۔ نعمان نے اسکی طرف دیکھ کے اور ہنسکے یہ جملہ کہا تو قرقرہ نے دو چار دفعہ مروڑیان لیکے اور بھاؤ بتا کے کہا۔

بشرطیکہ انعام ملے"

زید۔ "ہان ہان۔ بے شک۔ انعام کیون نہ ملے گا۔ ناچو تو سہی"

قرقرہ نے ایک اور شخص کا رومال چھین لیا اور ناچنے لگا۔ جس پر اور لوگ تو خیر ہنسے بعضون نے بنانے کے طریق سے داد دی۔ مگر زینب کی بری حالت ہو گئی۔ وہ قریب تھا کہ مارے ہنسی کے فرش پر گر کے لوٹنے لگے۔ بادشاہ کی معشوقہ کو یون بے اختیاری سے ہنستے دیکھ کے قرقرہ نے بھاؤ بتا کے اور ایک نخرے کے ساتھ کہا۔ "ہنستی کیا ہو مین ناچتا ہی ایسا ہون"

زینب مین تو مارے ہنسی کے بولنے کی تاب تھی مگر بادشاہ نے جواب دیا۔ "کیون نہین" مگر ابھی ذرا کسر ہے۔

قرقرہ۔ (کولے پر ہاتھ رکھکے عورتون کی طرح مٹکتے ہوے آگے بڑھ کے اور ہاتھ جوڑ کے) "وہ کیا ہے"

نعمان "کوئی نچانے والا نہین ہے"

قرقرہ "مجھسمیت سارے دربار کو ایک ایک جام ملے تو ناچنے کا لطف ہے۔ بے اسکے نہ مجھسے ناچا جاتا ہے اور نہ کسی کو نچا آئے گا" (پھر زید کی طرف توجہ کی) "آتے ہو میدان مین؟"

نعمان۔ "تو پہلے شراب پی لو" اور اسکے ساتھ ہی زینب نے اپنی ایک لونڈی کو حکم دیا کہ کل اہل دربار کو ایک ایک جام شراب پلا دے۔ جس پر قرقرہ نے مارے خوشی کے پھول کے سب لوگون کی طرف دیکھ کے کہا "کیون نہ کہو گئے؟" اور پھر زید کو بلایا۔ زید نے بھی بادشاہ کی مرضی دیکھ کے میدان مین قدم رکھا اور ایک لکڑی سے مار مار کے قرقرہ کو دیر تک تگنی کا ناچ نچایا۔ بہت عرصہ تک یہ ہنگامہ رہا جسمین قرقرہ پر بہت مار پڑی۔ آخر قرقرہ نے ایک دفعہ زور سے کہا "بس" اور یکایک سیدھے کھڑے ہو کے بولا "اور انعام؟"

نعمان۔ "کیا انعام چاہتے ہو؟"

زید۔ "حضور ان کی شادی کر دیجئے۔ ان کو اسکی بڑی تمنا ہے"

قرقرہ۔ ”دَہ دَن! دَہ دَن!!“ ۱؎

نعمان۔ ”آخر کیون؟“

قرقرہ۔ ”خداوند۔ بیس سے کم شادیان نہ کی ہونگی۔ مگر ہر دفعہ یہی ہوا کہ زفاف کی صبح کو منتظر بیٹھا ہون کہ بی بی اب آکے ناشتہ حاضر کرے گی۔ مگر ناشتہ واشتہ خیریت ہی۔ بیٹھا ہی تھا کہ کسی لونڈی نے آکے گھر سے نکال دیا ۲؎۔“

زید۔ ”تو خیر۔“ ”انھین سواری کو گھوڑا دلوائیے۔ (قرقرہ کی طرف دیکھ کے) ”کیون ہے نہ؟“

نعمان۔ ”اور انھین گھوڑے پر چڑھنا بھی آتا ہے؟“

زید۔ ”خداوند۔ خوب چڑھتے ہین“۔ اور اسکے ساتھ ہی قرقرہ کا ہاتھ دبا کے اشارہ کیا کہ کہدو ہان۔ قرقرہ نے شرماشرمی قبول کر لیا۔ اور کہا ”جی ہان بڑا شہسوار ہون۔“

نعمان۔ (تعجب سے اور مسکرا کے) ”تو ذرا اس کا امتحان ہو جانا چاہیے۔“

۱؎ ”دہ دن“ ایک کلمہ ہے جو شدید انکار کے محل پر اہل عرب مین مستعمل تھا۔

۲؎ جاہلیت مین اکثر عورتین نکاح کے فسخ وبقا کو اپنے ہاتھ مین رکھتی تھین۔ نکاح کرکے ہم بستر ہوتین اور صبح کو چاہتین تعلق قائم رکھتین اور چاہتین فسخ کر دیتین۔ عمرہ بنت سعد جو ام خارجہ مشہور تھی۔ ماریہ بنت جعید عبدیہ۔ عاتکہ بنت مرہ سلمیہ۔ فاطمہ بنت خرشب انماریہ۔ سواء عنزیہ اور سلمیٰ بنت عمرو بن زید جو بنی نجار سے تھین اور رسول اللہ کے جد بزرگوار عبدالمطلب کی مان تھین۔ ان سب عورتون نے اکثر ایسے نکاح کیے ہین۔ ام خارجہ کا تو یہ حال تھا کہ راہ چلتے باتون باتون مین ایجاب وقبول ہو جاتا۔ ایک دن اسکا بیٹا ہاتھ پکڑے کہین لیے جاتا تھا راستہ مین ایک شخص کو آتے دیکھ کے ام خارجہ نے بیٹے سے پوچھا ”یہ کون آتا ہی؟“ بیٹے نے کہا ”مین تو جانتا ہون کہ کوئی نکاح کا خواستگار ہی۔“ ام خارجہ نے یہ سن کے کہا ”تو ذرا قدم بڑھا کے چلو۔“ کوئی قبیلہ نہ تھا جسمین اس عورت نے نکاح نہ کیا ہو۔ اور ہر قبیلہ کو اسکے بطن نے جیتی جاگتی یادگارین دین۔ ان عورتون کا معمول تھا کہ جس سے نکاح رکھنا ہوتا اُسے صبح کو خود لیجا کے ناشتہ کھلاتین۔ ورنہ بے پروائی سے نکلوا دیتین۔

زید۔ "ان کے لیے حضور خاص شاہی گھوڑا یحموم* منگوایا جائے۔ ان سے اچھی اور کون سواری کر سکے گا؟"

نعمان۔ (ہنس کے) "بے شک! بے شک!" یہ جملہ سنتے ہی قرقرہ کا لہو خشک ہو گیا۔ اسلیے کہ وہ غریب عمر بھر مین کبھی گھوڑے پر سوار نہین ہوا تھا۔ وہ زید کو ترچھی اور غضب آلود نگاہون سے دیکھ ہی رہا تھا کہ نعمان کے حکم کے مطابق یحموم لاکے کھڑا کر دیا گیا۔ اور نعمان نے کہا کہ "انھین سوار کراؤ۔"

زینب۔ (قرقرہ کا مردنی چھایا ہوا چہرہ دیکھ کے) "اسے نہین جانے بھی دو۔ بیچارہ مر جائیگا۔"

زید۔ "نہین حضور یہ خوب سوار ہوتے ہین۔" اور اسکے ساتھ ہی دو آدمیون نے قرقرہ کو پکڑ دھکڑ کے یحموم کی پیٹھ پر بٹھا ہی دیا۔ اُسوقت قرقرہ نے اپنے بیٹون کی طرف جو قریب کھڑے ہوے تھے دیکھ کے نہایت بے کسی کے لہجہ مین کہا "بِأَبِي وجوهُ اليتامى" یعنی باوا جان کی ارواح کی قسم یہ یتیمون کے چہرے ہین۔

اِس جملہ پر سارا دربار مارے ہنسی کے ٹوٹ گیا۔ نعمان اور زینب دونون کی یہ حالت ہوئی کہ ہنستے ہنستے بیتاب ہو گئے۔ اور بڑی مشکل سے ہنسی کو روک کے نعمان نے لوگون کو حکم دیا کہ "قرقرہ کو نیچے اُتار لین۔" قرقرہ جب گھوڑے کی پیٹھ سے اُتر کے نیچے کھڑا ہوا اور زندگی کی طرف سے ذرا اطمینان ہوا تو کسی قدر خودداری کے لہجے مین اہل دربار کی طرف دیکھ کے کہا "ہم شرفائے بادیہ تو اپنی ناقۂ حوشیہ† ہی پر خوب سوار

* یحموم خاص نعمان بن منذر کا گھوڑا تھا۔ جسپر خود نعمان کے سوا کبھی کسی کو سوار ہونے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ اسلیے کہ نہایت شریر تھا۔

† اہل عرب معتقد تھے کہ شام کے عظیم الشان اور ناپیدا کنار ریگزار کے اُس طرف ایک ملک ہے جسکو حوش کہتے ہین۔ عمدہ اور توانا و تندرست اونٹ وہین سے آتے تھے۔ اور اونٹون کی تعریف تھی کہ حوشیہ یعنی حوش کے ہون۔ یہ عام خیال تھا کہ ملک حوش مین آدمی نہین جن رہتے ہین۔ اور وہان سے جو اونٹ آتے ہین وہ جنون کے نطفہ اور اونٹنیون کے بطن سے ہوتے ہین۔ اور اسی لیے معمولی اونٹون سے بڑے قد آور اور عمدہ ہوتے ہین۔ زید نے جو یہ کہا کہ خود قرقرہ بھی وہین سے آئے ہین اسکا یہ مطلب ہے کہ حقیقت مین وہ آدمی نہین بلکہ جن کا نطفہ ہے۔

ہوتے ہین۔"

زینب۔ (تعجب سے) "تو یہ تمھاری اونٹنی جوش کی ہے؟"

قرقرہ (فخر وتمکنت کے ساتھ ذرا یونہین سا جھک کے) "جی حضور۔"

زید۔ "اور یہ بھی تو وہین سے لائے گئے ہین۔"

اتنا کہنا تھا کہ بادشاہ۔ ملکہ اور تمام اہلِ دربار مارے ہنسی کے لوٹ گئے۔ اور قرقرہ بگڑ کے دوڑا کہ زید کو اس گستاخی کی سزا دے۔

نعمان (ہنس کے) "ہے تو کچھ ایسا ہی۔ ورنہ یہ اپنے وطن کا نام نہ بتاتے؟"

زینب۔ "نہین بتائینگے کیون نہین؟ قرقرہ! سچ سچ کہہ دو۔ کہان کے رہنے والے ہو؟"

قرقرہ۔ "مین کہین کا ہون۔ اس سے آپ کو کیا مطلب؟"

ایک درباری۔ "مین خوب جانتا ہون یہ ہجر کے رہنے والے ہین۔"

اس پر پھر ایک قہقہہ اُڑا[1] اور قرقرہ نے شرمندہ ہو کے سر جھکا لیا۔

اس ہنسی مذاق کے بعد نعمان نے ذرا ٹھہر کے زید کو اپنے قریب بلایا۔ اور کہا "مین تم سے بہت خوش ہوا۔ اور چاہتا ہون کہ تم کو اپنی صحبت مین رکھون۔ مگر مجھے اپنا ذرا اور پتہ دو۔ سمجھون تو کہ تم کون نوجوان ہو اور کس قبیلہ سے ہو۔"

زید۔ (زمین چوم کے اور دست بستہ ہو کے) "غلام کو زید بن عدی بن زید کہتے ہین۔"

اتنا سنتے ہی نعمان چونک پڑا اور نہایت ہی استعجاب کے لہجے مین پوچھا۔ "تم عدی بن زید کے بیٹے ہو؟"

زید۔ (ادب سے سر جھکا کے) "حضور۔"

یہ جواب پا کے نعمان نے زید کو سر سے پانون تک کئی دفعہ دیکھا۔ اور پھر کسی قدر ندامت سے آنکھین نیچی کر کے بولا۔ "مین نے تمھارے والد پر ظلم کیا۔ جس کا داغ آج تک میرے سینہ مین ہے۔ اور جب یاد آتا ہے نادم ہوتا اور پچھتاتا ہون۔ جب خود میرا یہ حال ہے تو سچ کہو تم اپنے دل مین مجھے کیا کچھ نہ کہتے ہو گے۔"

زید۔ "سوا اسکے کہ حضور کی جان نثاری کا خیال ہر وقت دل مین چکر مارتا ہوا اور کسی

---

[1] عرب مین ہجر کے بے وقوف مشہور تھے۔ اور اہلِ ہجر اِن وجہ سے اپنا نام بتاتے شرماتے تھے۔ نعمان کی دربار کا مسخرہ قرقرہ حقیقت مین ہجر کا رہنے والا تھا۔ اور اسی واسطے ہمیشہ بنایا جاتا تھا۔

بات کا خیال نہین۔ میرے والد اگر قتل ہوے تو مجرم بھی تھے۔ اور اُنھون نے جیسا کیا ویسا ہی پایا۔"

نعمان۔(خوش ہوکے) "زید۔ جس روز سے عدی مار اگیا اُسی دن سے میرے خیال مین تھا کہ اُسکا کوئی عزیز ملے تو اُسکے ساتھ احسان کرکے اپنی ندامت کو مٹاؤن یقین ہے کہ تم مین بھی اپنے باپ کی سی لیاقتین موجود ہونگی؟"

زید۔ "عربی فارسی اور یونانی زبانون مین اچھی طرح اور بے تکلف گفتگو کرسکتا ہون۔ اور مین نے بھی اس تھوڑی سی عمر مین دور دور کی بہت خاک چھانی ہے۔"

نعمان۔ "تو یہ کہو کہ اپنے باپ سے اچھے ہو۔ اور تمھاری تربیت کہان ہوئی؟"

زید۔ "اُسی مرزبان کے وہان جہان والد کا نشو ونما ہوا تھا۔"

نعمان۔ "تو خوشی کی بات ہے کہ تمھارے لیئے بھی ترقیون کا دروازہ کھلا ہوا ہی۔ سرِ دست تم میرے پاس رہو۔ چند ہی روز بعد تم کو شہنشاہ پرویز کے دربار مین پہنچا دون گا۔ جہان تم اپنے باپ کا درجہ بہت جلد حاصل کرلوگے۔"

زید یہ توجہ و التفات کے وعدے سُن کے جُھکا اور بادشاہ کے سامنے زمین چومی۔ جس پر بادشاہ نے پیٹھ پر ہاتھ رکھ کے اپنے برابر بٹھالیا۔ اور زینب کی طرف مخاطب ہوکے کہا "مجھے بہت سعادت مند نوجوان معلوم ہوتا ہے۔"

زینب۔ "اب اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی کہ بادشاہ کی نظرِ عنایت ———"

زینب نے جملہ ختم نہین کیا تھا کہ سامنے جو لوگ دست بستہ کھڑے تھے اُن کی صف ٹوٹ گئی اور ایک عرض بیگی نے آکے زمین چومی اور عرض کرنے لگا کہ "عروہ طائی ملک غسان کا سفیر بن کے بڑی شان وشوکت سے آیا ہے۔ خاص حیرہ مین آیا تھا۔ مگر حضور کے یہان تشریف لانے کا حال سُن کے آستان بوسی کو یہان حاضر ہوا ہے۔"

نعمان۔ "بلاؤ۔" جس کے ساتھ ہی عروہ طائی اندر آیا۔ جُھک کے زمین چومی۔ اور ایک فصیح و بلیغ قصیدہ نعمان کی تعریف مین پڑھنا شروع کیا۔ جس پر سب طرف سے اور خاص زینب وعدی کی زبان سے بہت داد ملی۔ قصیدے کے ختم ہوتے ہی نعمان نے

پوچھا "عروہ - تم بہت جلدی آئے - وہاں کَے دن ٹھہرے تھے ؟"

عروہ - "خداوند - شاہ حارث کی جلدی نے ایک دن بھی ٹھہرنے نہ دیا وہ بتیاب تھے مین تو اس سے جلدی پہنچ گیا ہوتا مگر راستے مین ایک مرتبہ راہ بھول گیا - نہین معلوم کتنے دن دشت و در مین سرگردان رہا - اور جب ہم سب لوگون نے اُلٹے کپڑے پہن کے مشرق کی راہ لی ہے تو کہین جا کے راستہ ملا - اب اجازت ہو تو وہ تحف وہدایا لا کے پیش کیے جائین جو شاہ حارث کے پاس سے لایا ہون"

نعمان - "تم یہان لیتے آئے ! مین سمجھا تھا کہ حیرہ مین چھوڑ آئے ہو - جلد لاؤ"

اجازت ہوتے ہی قیمتی کپڑون اور جواہرات کی گٹھریان لا کے سامنے رکھ دی گئین - اور ایک سو نوعمر غلام اور ایک سو پری جمال لونڈیان سامنے صف باندھ کے کھڑی کر دی گئین -

نعمان - (ہر چیز کو غور سے دیکھ کر) "سب ہدیے قیمتی اور عمدہ ہین - مین حارث کا شکر گزار ہون کہ اُس نے اپنی ہی طرف سے ایسے دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی ورنہ چند ہی روز مین حیرہ کے بہادر اور بنی طے کے پہلوان وہان پہنچ کے اپنا انتقام لے لیتے"

عروہ - "بیشک - مگر خداوند اب جنگ وجدل کا ذکر ہی نہ ہو تو اچھا - اور لیجیے یہ ملک غسان کا محبت نامہ ہے"

نعمان نے خط کو لے کے اپنے ہاتھ سے چاک کیا - اور خندہ جبینی کے ساتھ پڑھ کے کہا "اتنی جلدی !" اور خط زینب کی طرف بڑھا دیا -

زینب عروہ کے آنے ہی کے وقت سے متردد و متفکر تھی مگر جب نعمان نے خط اُسکے ہاتھ مین دیا - اور اُس نے پڑھا تو کسی قدر ملول ہو کے خاموش رہ گئی -

نعمان - (زینب سے) "کیون ؟ مناسب ہے نہ کہ حبیبہ رخصت کر دیجائے ؟"

زینب - "بادشاہ کے حکم مین کس کو سرتابی کی مجال ہے ؟ لیکن اس مین ایک بہت بڑی دشواری پیدا ہو گئی ہے -"

نعمان - "دشواری ! مین نہین سمجھ سکتا کہ جب مین خود اُسکو دے چکا ہون تو اُسے

ؔ اہل عرب کا خیال تھا کہ دشت و در مین راستہ بھول جاؤ تو کپڑے اُلٹے کر کے پہن لو فوراً منزل کا پتہ لگ جائیگا

کیا عذر ہوسکتا ہی؟ کیا وہان جانے سے انکار کرتی ہی؟"

زینب۔ "ہان کسی قدر یہ بھی ——"

نعمان (برہم ہوکے) "کچھ نہین۔ اُسے آج ہی سوار ہوجانا چاہیے۔ مین ایسے عذرون کو نہین سُنتا۔"

زینب۔ "عرض تو کرتی ہون کہ اُسے جانے مین کوئی عذر نہین۔ مگر ایک ایسی بات ہے جو تنہائی مین عرض کرنی کی ہے۔"

نعمان۔ (آپ ہی آپ) "ایسی کون سی بات ہوسکتی ہے؟ خیر اب اس وقت تو مین حرم مین جاتا ہون۔ عردہ تم سے سہ پہر کو ملاقات ہوگی"۔ یہ کہہ کے نعمان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور زنانے سرادق (خیمون) مین چلا گیا۔ زینب بھی اُٹھ کے اُسکے ساتھ گئی۔ اور سب لوگ اپنی اپنی فرودگاہون اور خیمون کو روانہ ہوے۔

نعمان نے خاص اپنے پرایوٹ خیمے مین پہنچتے ہی لونڈیون کی مدد سے خود زرہ کو اُتارا۔ اور زینب کی طرف دیکھ کے جو اُسکے برابر ہی خاموش کھڑی تھی پوچھا "ہان اب بتاؤ کہ حبیبہ کے رخصت کرنے مین کیا دشواری ہے؟"

زینب۔ "دشواری! مین بڑی تشویش مین ہون۔ اسلیے کہ اس مین حبیبہ کی رضامندی و نارضامندی کو دخل نہین۔ بلکہ شاہی عزت معرض خطر مین ہے۔"

نعمان۔ (چونک کے) "شاہی عزت!"

زینب۔ "ہان۔ شاہی عزت!"

نعمان۔ "آخر سبب؟"

زینب۔ "سبب یہ ہے کہ لڑکی مبروص ہے۔"

نعمان۔ "مبروص! مین نے تو کبھی نہین سُنا!"

زینب۔ "آپ کیا سنتے کسی کو خبر بھی تھی؟ وہ تو یکبارگی ظاہر ہوا۔ اور اب شاہ نعمان سے قول دینے کے بعد انکار کرنے کا خدا جانے کیا نتیجہ ہو۔"

نعمان۔ (برہمی سے) "نتیجہ کیا؟ لڑائی ہوگی! یہ بہت بُری ہوئی۔ مجھ پر بھی تو بدعہدی کا لزام آتا ہے! اور اپنے شاہی گھرانے کا یہ عیب بھی اُس پر ظاہر کرنا خلاف مصلحت ہے۔"

زینب۔ "یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہین۔ آپ چاہین بھی تو مین نہ کرنے دون گی۔ ہماری ذات مین داغ لگ جائیگا۔"

نعمان۔ "اور پھر یون بھی تو نہین بنتی۔ جب حارث حبیبہ مین ایسا داغ دیکھے گا تو بگڑ جائیگا کہ مین نے اُس کی عزت کا بھی پاس نہ کیا۔ اس طرح بھی لڑائی ہوگی۔"

زینب۔ "بے شک۔ پھر جب دونون طرح لڑائی کا یقین ہے تو وہی بات کیون نہ کی جائے جسمین یہ عیب چھپا رہے۔"

نعمان۔ "البتہ! مگر مجھے یقین نہین آتا کہ میری حبیبہ مین ایسا داغ ہے۔"

زینب۔ "اے مین خود اپنی آنکھ سے دیکھ چکی ہون۔ یقین نہ ہو ابھی بلوا کے دیکھ لیجیے۔"

نعمان۔ "یہان بلوانا نہین مناسب ہے۔ مین والدہ سے ملنے جاتا ہون۔ وہین باتون باتون مین بہلا کے اُسے دیکھ لون گا۔ اور خاص کر یہان بُلواؤن گا تو اُسکا دل تھوڑا ہو جائیگا۔"

زینب۔ "تو کیا مین بھی ساتھ چلون؟"

نعمان۔ "نہین۔ اپنے اِن گورے گورے ہاتھون سے ایک جام اور پلا دو۔"

زینب نے اُسکے دل پر زیادہ گہرا جادو ڈالنے کے لیے ایک ہاتھ سے جام لے کے اُس کے مُنھ کو لگا دیا اور دوسرا ہاتھ ایک ناز سے گلے مین ڈال دیا۔ نعمان نے خوشی خوشی جام پیا۔ اور یہ کہہ کے کہ "دسترخوان بچھاؤ۔ مین ابھی آتا ہون" خیمے سے نکل کے چلا گیا۔

نعمان کے جانے کے بعد زینب نے دل مین کہا "فقرہ تو چل گیا۔ مگر حبیبہ بُھول کرتی ہے۔ حارث سے اچھا شوہر اُس کو نصیب ہوگا۔ افسوس وہ شاہی عزت اور ایک بڑی سلطنت کو اپنے ہاتھ سے کھوتی ہے۔ مگر کیون؟ اِن لڑکیون کے دل کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔ اتنا ضرور کہون گی کہ اُس کا دل کسی سے اٹکا ہوا ہے۔ بے اسکے ایسی معزز شادی سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ بڑی بی کی تو عقل ماری گئی ہے۔ وہ اس کاٹ پھانس کو کیا سمجھین۔ کچھ مین ہی خوب سمجھتی ہون۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہونا ہے کہ یہ خُفیہ عاشقی ایک دن آتش فشان پہاڑ کی طرح

ھوٹ نکلے گی۔ اور اُسوقت حبیبہ اور اُسکا آشنا دونون نعمان کی تلوار سے قتل ہونگے
رسب مجھے کیا۔ مجھے حبیبہ سے کوئی ہمدردی نہین۔ آخر سَوت کی لڑکی ہے۔ اور جب تک وہ
ندہ ہے مجھے اُس کی مان پر فوقیت نہین نصیب ہوسکتی۔ اور اگر کہین یہ شادی ہوجاتی
میری عزت اور گھٹ جاتی۔ بہت اچھا ہوا کہ نہ ہوئی۔ اور اب جسقدر جلد حبیبہ کا کام
مام ہو اُسیقدر اچھا ہے۔ اب تو بڑی بات میرے ہاتھ لگ گئی۔ جب چاہونگی
عمان سے کہہ دونگی کہ برص ورص کچھ نہین۔ یہ فقط حبیبہ کا فقرہ تھا۔ اور صرف اسی لیے
دل مین وہ کسی اور کو پیار کرتی ہے۔ بس اس بات کی اور ضرورت ہی کہ اُس کی عاشق کا
ام ہوجائے۔" زینب نے نعمان کی واپسی کے وقت تک اپنے دل سے یہی باتین کین
ونڈیون کو کھانا تیار رکھنے کا حکم دیا اور پھر انھین افکار مین پڑ گئی۔

تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد نعمان ملول صورت بنائے ہوئے اپنی مان کے پاس
واپس آیا۔ اور بیٹھتے ہی بولا۔ "زینب تم سچ کہتی تھین۔ اب مجھے یہ غور کرنا ہے
کہ حارث کے ایلچی کو کیا کہہ کے ٹالون؟ مگر کچھ فکر نہین دیکھا جائے گا۔ کھانا
تیار ہے؟"

لونڈیون نے لاکے چمڑے کا دسترخوان بچھایا۔ گیہون کی موٹی روٹیان شوربے
مین توڑ کے ثرید بنائی گئی اور اُس پر سے تھوڑا سا مسکہ ڈال دیا گیا۔ یہ خاص غذا
تھی جس کو نعمان نہایت رغبت سے کھاتا تھا۔ اونٹ کے دودھ کا پنیر اور
کدو کی کے اُبلے ہوئے قتلے جدا جدا چاندی کی تشتریون مین رکھے تھے جن کو کبھی
کبھی درمیان مین اُٹھا کے کھا لیتا تھا۔ اس کے ساتھ شراب بھی کثرت سے
پی اور ہاتھ دھو کے تھوڑی دیر کے لیے سو رہا۔

تیسرے پہر کو جب ذرا ٹھنڈا ہوا تھا تو پُرتکلف شاہانہ لباس پہن کے اور متکبرانہ تاج سر پر
رکھ کے وہ باہر برآمد ہوا۔ اور جاتے ہی عروہ طائی کو سامنے بلوایا۔ عروہ حاضر ہو کے ابھی
زمین بوسی کی رسم بھی نہین ادا کرنے پایا تھا کہ نعمان نے پوچھا "وہ تحفے اور ہدیے جو تم لائے ہو کہان ہین؟"

عروہ۔ (ادب سے سر جھکا کے) "شاہی خزانے مین بھیج دیے گئے۔"

نعمان۔ "بغیر میرے حکم کے خزانے مین کیون بھیج دیے گئے؟ ابھی میرے
سامنے منگواؤ۔ اس تاکیدی حکم کے ساتھ ہی خزانچی نے سب چیزون کو لا کے حاضر

کر دیا۔

نعمان۔ "عروہ! ان چیزون کو تم واپس لے جاؤ۔ میری بیٹی کسی غریب بدوی کی لڑکی نہین کہ یون حارث کے حکم پر شادی کیئے ساتھ ہی لونڈیون کی طرح اُس کی حوالے کر دیجائے۔ حارث نے اس بے موقع اور عجلت کی طلبی سے میری توہین کی۔ شاید وہ اپنی گزشتہ فتح پر نازان ہے اور حیرہ کو کمزور سمجھ کے مجھ پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ مگر اُس سے کہہ دو کہ ایسا نہ خیال کرے۔ حیرہ کے بہادر خاص اُسکے دار السلطنت پر چڑھائی کر کے اپنے مقتولون کے خون کا قصاص اور فدیہ بزور شمشیر حاصل کرین گے۔"

عروہ۔ "حضور۔ حارث بالکل بر سر پرخاش نہین۔ اُس کی یہ درخواست محض محبت دیکھتی کا ثبوت دینے کے لیے ہی۔"

نعمان۔ "نہین مین خوب سمجھتا ہون۔ وہ اپنی فتح کے گھمنڈ پر مجھے دباتا ہی۔ مگر مین قسم کھاتا ہون کہ حیرہ کسی سے دبنے والا نہین۔"

عروہ۔ "خداوند۔ شاہ حارث کو اس کا خیال بھی نہین۔ وہ شاہزادی پر عاشق ہین۔ اور ادب و عزت سے آپ کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہین۔ خواہ مخواہ کی رنجش سے فائدہ نہین۔ اور قبائل عرب کا باہم کٹ مرنا بہت افسوس کے قابل ہوگا۔"

نعمان۔ "یعنی تم مجھے دھمکاتے ہو کہ حارث فوج کشی کرے گا؟ مجھے اس کی ذرا پروا نہین۔ اور اب میری بیٹی کسی طرح اُسکے گھر مین نہ جائے گی۔ دیکھون وہ کیا کر لیتا ہے۔ عروہ۔ تم میرے دربار کے شخص ہو——"

عروہ۔ "بے شک مین حضور کا غلام ہون۔ مگر ملک غسان بھی میرا محسن ہی۔"

نعمان۔ "تو اب اُسکے احسان کے آگے میرے سب حقوق نسیاً منسیا ہو گئے؟"

عروہ۔ "مجال ہی؟ دونون کی غلامی کو اپنا فخر سمجھتا ہون۔"

نعمان۔ "خیر اس سے مطلب نہین۔ تم کچھ میرے مشیر اور صلاح کار نہین ہو۔ ایک قاصد سے زیادہ تم کو وقعت نہین۔ بس اب مین کچھ نہ سنون گا۔ اسی وقت ان سب چیزون کو لے کے واپس جاؤ۔ اور اُس سے کہدو کہ "اُسکے گھر جانا میری بیٹی

کے لیے باعث ننگ ہی"۔
عروہ۔ "حضور۔ اب نہین تو پھر کب اس عزت کی درخواست کیجائے؟"
نعمان۔ "کبھی نہین۔ زندگی بھر نہین رہے گی۔ اور جب تک ضب (گوہ) آتی٭ ہے کبھی اُدھر کا رُخ کر کے بھی نہ بیٹھے گی۔"
عروہ۔ "مین اس بارہ مین پھر کچھ عرض کرنا ـــــ"
نعمان۔ "ایک لفظ نہین۔" یہ الفاظ کہتا ہوا نعمان نہایت برہمی سے اُٹھا۔ اور حرم سرا مین چلا گیا۔ جسکے جاتے ہی عروہ نے بھی بڑی مایوسی اور شکستہ دلی کے ساتھ ہدایا و تحف کو واپس لے کے ارض غسان کی راہ لی۔

ساتوان باب

اعلان جنگ

ارض غسان مین جب یہ خبر پہنچی۔ اور شاہ حارث اعرج کو معلوم ہوا کہ نعمان نے بیٹی دینے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور وعدہ کر کے مکر گیا۔ تو اُس کی شکستہ دلی و حسرتناکی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ یہ ناکامی کی خبر ایک ایسے پرائیوٹ مقام مین اُسے سُنائی گئی تھی جہان سوا اُسکے عروہ طائی۔ طلح اور نوفل کے کوئی پانچوان شخص نہ تھا۔ مگر ناکامی و نامرادی کی چوٹ اس زور سے دل پر پڑی تھی کہ پہلے تو آہ کی اور دل پکڑ لیا۔ اور پھر یکایک آتش غضب اس درجہ مشتعل ہوئی کہ شمشیر برہنہ کھینچ کے اُٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھین سُرخ ہو گئین چتونون پر بل آگیا۔ داڑھی کے بال کھڑے ہو گئے۔ منھ مین کف بھر آیا۔ اور زور زور سے چلا چلا کے کہنے لگا "کچھ پروا نہین۔ نعمان کو مین پہلے سے جانتا تھا۔ وہ سیدھی طرح کسی بات کو نہین مانتا۔ اب یہ تلوار اُس سے منوائیگی۔ محل مین بیٹھ کے نہین میدان جنگ مین آ کے وہ اپنی بیٹی ـــــ"
طلح (قدمون پر گر کے) "حضور ہر قسم کا جوش ظاہر کرین۔ مگر اس راز کو نہ کھولین کہ آئندہ لڑائی عورت کے لیے ہے۔ اہل عرب کا دامن ایسی شہوت پرستی کی لڑائیون سے پاک رہنا چاہیے۔"

٭ مطلب یہ کہ کبھی نہین۔ عرب کا محاورہ ہے کہ جب تک ضب آتی ہے یا جب تک ضب روتی (چلاتی) ہے یہ کام نہ ہوگا۔ یعنی ہرگز نہ ہوگا۔

حارث (اُسی جوش سے) "خیر تمھارے کہنے سے مین اس امر کو زبان پر نہ لاؤن گا مگر یہ نہین کر سکتا کہ فوج کشی کو کسی اور موقع کے انتظار مین ملتوی رکھون - ابھی باہر نکل کے حکم دیدو کہ ہمارے سب بہادر لڑائی پر تیار ہو جائین - کل ہی صبح کو یہان سے کوچ ہوگا"

بادشاہ نے یہ تقریر اس قدر جوش و خروش سے اور کچھ ایسی مجنونانہ ازخود رفتگی کے لہجے مین کی کہ اگرچہ اصلی وجہ کسی کو نہ معلوم تھی مگر سارے قصر مین خبر ہو گئی کہ بادشاہ کا مزاج نہایت برہم ہے - تمام عورتین اور لونڈیان سر سے پاؤن تک تھر تھر کانپنے لگین شاہزادی حلیمہ ڈر کے اپنے کمرے مین چھپ رہی - نوکر چاکر نہایت ہی بدحواسی اور خوف کے عالم مین اِدھر اُدھر دوڑنے لگے - اور بادشاہ کی مان ماریہ ذات القرطین دوڑی ہوئی آئی اور اس تخلیے کے کمرے کے دروازہ کے پاس ٹھہر کے محبت کے لہجے مین پوچھا "بیٹا کہو تو مین بھی آؤن ؟" حارث نے فوراً اندر بلا لیا -

ماریہ (اندر داخل ہوتے ہی) "بیٹا - کیا ہوا ؟ خیریت تو ہے ؟"

حارث "والدہ سب خیریت ہے - نعمان کا ابھی شکستون اور ذِلتون سے جی نہین بھرا - وہ پھر لڑائی کے میدان مین بلاتا ہی"

ماریہ - (تعجب سے) "اے ابھی کل کی شکست کو بھول گیا ! مگر بیٹا مین اچھی طرح نہین سمجھی - کیا اُس نے کوئی پیام جنگ بھیجا ہے ؟"

حارث - "ہان - بس یہی سمجھیے"

ماریہ نہایت ہی سنجیدہ اور عقلمند ملکہ تھی - اور حارث کے اندرونی معاملات مین پڑنے کی کبھی زیادہ کوشش نہ کرتی تھی - جب اُس نے دیکھا کہ نعمان اصل واقعے کو ٹال رہا ہے تو خود بھی اُسکے راز کے دریافت کرنے سے باز آگئی - اور تسلی دینے کے لہجے مین کہا "تو بیٹا - تم اسقدر پریشان کیون ہوتے ہو ؟ اپنی طرف سے وہ چھیڑ کرتا ہی تو ذلیل بھی ہوگا - غسان کے بہادر ابھی اُسکو میدان سے بھگائے چلے آتے ہین - اور پھر جاتے ہی پہلے سے زیادہ ذلیل شکست دینگے"

حارث - "مگر والدہ - اب جب تک اُس کا سر اپنے قدمون کے نیچے نہ دیکھون چین نہ آئے گا"

ماریہ۔ ”اکیلے تم ہی کو نہین۔ میرا کلیجہ بھی اُس گھڑی تک ٹھنڈا نہ ہوگا۔ اور اِدھر دیکھو بیٹا۔ (اپنے بال جلدی جلدی کھول کے شانون اور پیٹھ پر بکھرا کے) جس دن تک تمھاری مراد نہ پوری ہوگی یہ بال بھی نہ باندھے جائینگے۔ اس مرتبہ مین بھی تمھارے ساتھ میدان جنگ کو چلون گی“

ماریہ کے ان محبت بھرے ارادون نے حارث کے غُصّے کو کسی قدر فرد کیا۔ اُس نے رومال نکال کے پیشانی کا پسینہ پونچھا۔ اور کہا ”تو کل ہی کوچ ہے۔ طلیح تم باہر جا کے خبر کردو کہ آج شام کو ہمارے بہادر محل کے سامنے آکے جمع ہون۔ کل صنایع و ضائع* کو حاضر رہنا چاہیے۔ خود مین اُنھین کوچ کا حکم دون گا۔ اب مین بھی لباس جنگ سے آراستہ ہو لون۔ ذرا اشکار کو جاؤن گا“ یہ کہہ کے اُس نے مان کے سوا سب کو رخصت کر دیا۔ اور جب سب چلے گئے تو کہا ”اماجان! ذرا مجھے یہ زرہ پہنا دیجیے“

ماریہ۔ ”نہین اس وقت نہین۔ مین خاص اُسوقت زرہ پہناؤن گی اور تمھارے سر پہ اپنے ہاتھ سے خود رکھون گی جب میدان جنگ مین اُترو گے۔ اور دشمن کی فوج سامنے صف باندھے کھڑی ہوگی“

حارث۔ ”بے شک ان مبارک ہاتھون سے مین اُسی وقت زرہ پہنون گا“

اتنا کہہ کے حارث خود ہی کپڑے پہننے لگا۔

ماریہ۔ ”تو کسی کو بلا لو۔ آکے کپڑے پہنا دے۔ مین حلیمہ کو بُلاتی ہون۔ وہ ہمیشہ اسکی آرزومند رہتی ہے کہ اُس سے کوئی کام لو۔ مگر تم کبھی خبر بھی نہین ہوتے“ ”حلیمہ! حلیمہ!“ پکارتی ہے۔

حلیمہ۔ دوڑتی ہوئی آئی اور ہنوز کچھ پوچھنے نہ پائی تھی کہ ماریہ نے کہا ”بیٹی۔ باپ کو زرہ پہنا دے۔ اس وقت شکار کو جاتے ہین۔ اور کل لڑائی کے لیے سدھارینگے“

حلیمہ نے خوشی خوشی باپ کو کپڑے پہنانا شروع کیے۔

تھوڑی دیر خاموش رہ کے ماریہ پھر بیٹے کی طرف متوجہ ہوئی اور یہ پوچھا۔

* عرب مین جو لوگ بُت کشتی کا انتظام کرتے صنائع کہلاتے تھے اور جنکے ہاتھ سے مذہبی رسوم اجرا پاتے تھے وضائع کے نام سے یاد کیے جاتے تھے۔

"مگر بیٹا۔ مجھے اتنا بتا دو۔ کیا نعمان نے کوئی سخت کلمہ لکھا ہے جو تم اسقدر غضبناک ہو گئے؟"

حارث (ذرا تامل سے رُک رُک کے) "ہان۔ اُس نے میری توہین کی۔ میری سفارت کو ذلت سے پھیرا۔ میرے ہدیون اور تحفون کو حقارت سے دیکھ کے واپس کر دیا۔ اب اس سے زیادہ کیا توہین ہو سکتی ہر؟ یا اُمّی۔ میرا خون جوش کھا رہا ہے۔ اور جب تک اُس کے خون سے زمین کو نہ رنگ لون گا چین نہ آئیگا۔"

ماریہ۔ "اور مین بھی جب تک اُس کے کلیجے کو ہاتھون سے نہ مل لون گی ان بالونکو نہ باندھون گی؟"

حلیمہ جو باپ کو کپڑے پہنا رہی تھی ماریۂ ذات القرطین کی زبان سے یہ جملہ سن کے کسی قدر متعجب سی ہوئی۔ پھر کے ماریہ کی طرف دیکھا۔ اور پوچھا۔ "تو دادی جان۔ کیا آپ بھی اس لڑائی مین جائین گی؟"

ماریہ۔ "ہان بیٹی۔ اسی لیے مین نے اپنا جُمّہ† کھول دیا ہر کہ وہان نعمان کی لاش دیکھکر اور اُسکے کلیجے کو ہاتھون سے مل کے باندھون گی۔"

حلیمہ۔ "تو پھر دادی جان مین بھی چلون گی۔"

ماریہ۔ (تعجب سے) "ہوش مین آ لڑکی۔ تیرا اس لڑائی مین جانیکا ہے!"

حلیمہ "نہین۔ مین کوئی بودی لڑکی نہین۔ بادشاہ کی بیٹی اور عرب کی شاہزادی ہون ابا جان انکار نہ کرین گے۔"

حارث۔ "حلیمہ۔ تو نازو نعمت مین پلی ہے۔ میدان جنگ کی پریشانیان نہ برداشت کر سکے گی۔"

حلیمہ۔ "ابا جان۔ آپ کے ساتھ ہر تکلیف راحت معلوم ہو گی۔ مجھے اپنے ساتھ لیتے چلیے۔" (قدمون پہ سر رکھ دیتی ہے)

حارث (اُٹھا کے پیار کر کے) مجھے کوئی عذر نہین۔ مگر اس کا اختیار تو تمہاری دادی کو ہے۔"

اتنا سنتے ہی حلیمہ دوڑ کے ماریۂ ذات القرطین کے گلے سے لپٹ گئی اور اصرار کی ساتھ

---

† جُمّہ جوڑے کو کہتے ہین۔

پو پوچھنے لگی۔ "میری دادی جان مجھے لیتی چلو - کہو - لیتی چلوگی ؟"
ماریہ - "اچھا لیتی چلون گی - مگر بیٹی تم وہان چل کے حیران ہوگی۔"
حارث کپڑے پہن کے باہر نکلا - اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہی شکار کے نام سے آبادی کے باہر نکل گیا - ظاہر مین تو وہ شکار ہی کے لیے گیا تھا - مگر حقیقت مین اُس کی غرض کچھ اور تھی - اب وہ لڑائی کے خیال مین ڈوبا ہوا تھا - اور ایک گھڑی کی تاخیر بھی اُسکو تکلیف دیتی تھی - دور دور کے قبائل کو فراہم کرنا اور نعمان کے مقابلے پر کوچ کر دینا ایک دن کا کام نہ تھا - اسکے لیے ہفتون بلکہ مہینون کی ضرورت تھی - اگرچہ عربی قبائل ایک ادنی اشارے پر اُٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر پھر بھی اُن کو خبر کر دینیکے لیے تھوڑا بہت زمانہ چاہیے تھا - اس وقت شکار کے بہانے سے تو اُس نے یہ کیا کہ چُنے ہوے اور خاص خاص افسر اپنے ساتھ لیے اور قریب قریب کے قبائل کو خود ہی جا کے خبر کر آیا - اور خاص اپنے جانے سے اُن مین ایک نہایت ہی جوش و خروش اور مستعدی پیدا کر دی - دوسری طرف اُسی وقت چارون طرف شتر سوار دوڑا دیے - اور دور دور کے قبائل کو بھی حکم بھیجدیا کہ ایک ہفتے کے اندر اُس خاص مشہور وادی مین جو ارض حیرہ کی عین سرحد پر واقع ہے آکے فراہم ہو جائین - جہان بادشاہ اُن سب کو اپنے جھنڈے کے نیچے لے کے آگے بڑھے گا -

شاہ حارث تو اُدھر شہر کے باہر گیا - اور اِدھر خاص قصر کے آس پاس ہر طرف ایک شور برپا ہو گیا کہ کل کوچ ہوگا - کہین لوگ پتھرون سے رگڑ رگڑ کے تلوارون اور خنجرون کا زنگ چھڑا رہے تھے - کہین گھوڑے مل مل کے خوب صاف کیے جاتے تھے کہ کل کے جانے سے مین پورے اُترین - اونٹون کو دانہ کھلایا جاتا تھا کہ اب دیکھیے کہان کھلانیکا موقع ملے - اور اُنھین چھکا چھکا کے پانی پلایا جاتا تھا کہ اگلی منازل مین اگر پانی نہ ملے تو چندان پروا نہ ہو - سرداران فوج کے غلام اپنے آقاؤن کے اور بہت سے غریب سپاہی خود اپنے خود و زرہ کو نکال نکال کے صاف کر رہے تھے کہ خوب چمک اُٹھین - اور عرصۂ کارزار مین اُن کی آب و تاب دشمنون کے دل پر رعب ڈالے - نیزون کی نوکین تیز کی جا رہی تھین - تیرون پر باڑھ رکھی جاتی تھی - اور ترکش تیرون سے بھرے جا رہے تھے - الغرض عربی سپاہی اِدھر اُدھر دوڑ دوڑ کے سامان سفر

وجنگ درست کرنے لگے - جو اپنی محنت کے ساتھ ساتھ رجز اور خودستائی کے اشعار بھی گاتے جاتے تھے - بعض جوان مردون کی عورتین بیچ میدان اور سپاہیون کی عام گزرگاہون پر کھڑی نبشنل اپتھم یا بنی غسان کے قدیم کارنامون کے گیت گانے لگین جنکے ساتھ بعض اوقات جوش مین آکے ناچنے بھی لگتی تھین) - اس تمام ہنگامے نے ایک میلے کا سا سمان پیدا کر دیا تھا کہ ناگہان فحل بن عرفجہ غسانی کی بہن جو ایک نہایت ہی حسین وخوبرو عورت تھی عام لوگون کے درمیان مین کھڑی ہو گئی اور فی البدیہہ تصنیف کر کے فحل جو گزشتہ جنگ مین اہل حیرہ کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اُس کا مرثیہ نہایت ہی جوش وخروش کے ساتھ درد کی آواز اور سوز وگداز کے لہجے مین گانے لگی جس مین یہ مضامین ظاہر کیے گئے تھے کہ "فحل خون آشام شیر تھا - اُس کا نیزہ مریخ کی سی چمک رکھتا تھا اسلیے کہ اُسکی آب وتاب مین دشمن کے خون کی سرخی کا رنگ ہمیشہ نظر آتا تھا - جب سے وہ مرا مُردار خوار طیور بھوکون مرنے لگے - اسلیے کہ اُسی کی تلوار روز اُن کا پیٹ بھر سکتی تھی - جب سے وہ نہین میدان دشمنون کی لاشون سے خالی ہین - اور شیر وجنگ بھوکھون مر رہے ہین - بہادری اسپر ختم ہو گئی - اور پھر اُسی روز سے زندہ ہو گی جس دن اُسکا انتقام لیا جائیگا"

اس مرثیے نے تھوڑی دیر کے لیے سب کو اپنی طرف متوجہ رکھا - جس نے ختم ہونے سے پہلے ہی غسانیون مین انتقام وخونریزی کا سخت جوش پیدا کر دیا -

جس حال مین کہ قصر شاہی کے گرد یہ ہنگامہ بپا تھا طلح زرہ بکتر لگائے اور ہتھیار رون سے اوپچی بنا ہوا اپنے گھر سے نکلا ۔ فحل کا مرثیہ سُن کے اُس نے ہمارے بہادر اور عاشق تن نوجوانون عمرو زہیر کے گھر کی راہ لی - جنکی صورت دیکھتے ہی مُسکرا کے کہنے لگا "کیون! اب تو تمھین میری کارگزاری کا یقین آیا؟"

عمرو - "بیشک - اور کب یقین نہ تھا - فی الحقیقت آپ نے یہ کام اس خوبصورتی سے کیا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی - اور یکایک بادشاہ لڑائی پر اُٹھ کھڑا ہوا"

طلح - (کیبادی کی ہنسی سے) "پوشیدہ اسلیے رکھا کہ نعمان کو خبر بھی نہ ہو - اور غسانی فوج خاص شہر حیرہ پر جا پہنچے - میدان جنگ مین ممکن تھا کہ اپنی بیٹی کو نہ لاتا - اور اب حیرہ مین کیا کرے گا؟ زہیر - تمھاری خوش نصیبی وکامیابی کا زمانہ آگیا - بس

جاتے ہی شہر مین گھُس کے اپنی معشوقہ کو نکال لانا۔"

زہیر۔" آپ دیکھین گے کہ مین کس جانبازی سے حیرہ کے محل مین گھُس پڑتا ہون اور کس صفائی سے حبیبہ کو نکال لاتا ہون۔ مگر آپ نے عمرو کے لیے تو ابھی کچھ کیا ہی نہین؟ اِن کے بغیر مین کامیاب بھی ہوا تو بیکار ہے۔"

طلح۔" جلدی نہ کرو۔ یہ بھی ہو رہیگا۔ خود حلیمہ اِن کو دیکھ چکی۔ اور مین سمجھتا ہون کہ انکو پسند بھی کرتی ہے۔ کیون عمرو۔ ہے نہ؟"

عمرو (مسکرا کے) " ہان۔ معلوم تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی ہوتا ہے۔"

طلح۔" بس پھر کیا ہے؟ حبیبہ کا ہاتھ آنا دشوار تھا۔ اور یہ کام تو جب چاہین گے پورا کر لین گے۔"

عمرو۔" مگر اس کو بھی آپ آسان نہ سمجھیے۔ مین سمجھتا ہون کہ حلیمہ کا ملنا حبیبہ سے زیادہ دشوار ہے۔ حبیبہ تو خیر شاہ حارث کی فتحمندی اور بنی غسان کے طفیل مین مل جائے گی۔ مگر حلیمہ کا ملنا محض شاہ غسان کی عنایت و رضامندی پر منحصر ہے۔ اور یہ کسی طرح ممکن نہین کہ مجھ سے ذلیل شخص کو وہ اپنی بیٹی دیدے۔ زہیر۔ تم میرے لیے کیون خراب ہوتے ہو؟ اب بھی کہتا ہون کہ اپنے قدیم عہد کو توڑ دو۔ اپنی حبیبہ کو لے کے لُطف زندگی اُٹھاؤ۔ اور مجھے اُسی حسرت و اندوہ مین رہنے دو جسکی پیشین گوئی کر چکا ہون۔ مین نے عکاظ ہی مین کہہ دیا تھا کہ تم کامیاب ہوگے۔ اور مین زندگی بھر حسرت وصل مین تڑپون گا۔"

زہیر۔" ممکن نہین کہ اپنے قول سے پھر جاؤن۔ جب تک تم کو حلیمہ نہ ملے گی مین حبیبہ کو اپنے اوپر حرام سمجھون گا۔"

طلح۔" تو اب اس بحث سے کیا فائدہ؟ مین جو کہتا ہون کہ تم دونون کامیاب ہوگے اور مین کامیاب کرا دُن گا۔ یقین سمجھو کہ تم دونون کا مطلب ایک ساتھ بر آئے گا۔ زہیر جب تک حبیبہ کو حیرہ کے محل سے نکال کے لائین لامین حلیمہ عمرو کی ہو جائیگی۔"

عمرو۔" مجھے تو یقین نہین آتا۔ مگر گستاخی کے خیال سے زیادہ انکار بھی نہین کر سکتا۔"

طلح۔" نہین آپ مطمئن رہیے۔ مگر آپ کے لیے بھی یہ امتحان کا محل ہے۔ لڑائی مین ایسے جوہر دکھائیے کہ یہ فتح آپ ہی کے ہاتھ پر سمجھی جائے۔ اور مجھے بادشاہ سے

کہنے کا موقع ملے۔" ایسے جواب مین عمرو نے صرف اتنا کہا کہ "آپ خود دیکھ لین گے"
اور خاموش ہو رہا۔

طلح مغرب تک کے وقت تک انھین نوجوانون مین بیٹھا رہا۔ شام ہوتے دیکھ کے وہ اٹھا اور کہا "اب چلنا چاہیے۔ بادشاہ کے دربار کا وقت قریب آگیا۔ اور آج اس وقت کے دربار مین ہر شخص کو حاضر رہنا چاہیے۔ ورنہ سمجھا جائے گا کہ لڑائی سے مُنھ چُراتے ہین۔"

زہیر۔ "تو کیا ہم بھی آپ کے ساتھ ہی چلین؟"

طلح۔ "نہین۔ اطمینان سے ٹھہر کے آنا۔ اور مین تو اس لیے جلدی کرتا ہون کہ پہلے گھر جانا ہے۔ علاوہ برین بادشاہ کے پاس بھی مجھے ذرا جلدی پہنچنا چاہیے"
یہ کہہ کے طلح رخصت ہوا اور اپنے گھر کی راہ لی۔

ان دنون ربیع کا موسم اور بہار کا زمانہ ہے۔ دو تین ہفتے سے کئی بار بارش ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے گرد کی کئی وادیان* آیا تھوڑی دیر کے لیے بہی تھین کہ پیاسی ریتلی زمین پانی کو پی گئی۔ قصر شاہی کے گرد کے میدان مین ابر بہار کی فیاضی سے جابجا ہری ہری دوب اُگ آئی ہے۔ جس پر ہمیشہ شاہی گلے چرتے نظر آتے ہین۔ اور خاص حارث کے گھوڑون کے لیے بعض بعض اوقات گھسیارے گھاس چھیلتے دکھائی دیتے ہین۔ پہاڑ جن پر بادسموم کے جھونکون نے برابر آٹھ نو مہینے تک گرد و غبار کی تہین جما دی تھین فی الحال مینھ کے دونگڑون مین نہا دھو کے خوب پاک صاف ہو گئے ہین۔ اور اس بھدّے پن پر بھی کسی قدر بن سنور کے آراستہ ہوے ہین۔ اور رہ نورد مسافرون کے ساتھ شوخیان کرتے ہین۔

اب اسوقت شام ہو گئی ہے۔ آفتاب غروب ہوا۔ سیّاحان فضا یعنی اُڑنیوالے طیور مین ایک عجیب تغیر اور انقلاب ہو رہا ہے۔ جو دن بھر بلندی پر پَر پھیلائے

---

* وادی عربی مین اُس سیل کو کہتے ہین جو برسات مین ریگزارون یا کوہسارون مین بہ نکلتی ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ لوگ نہرون کو بھی وادی کہتے ہین۔ ہمارے یہان اکثر لوگ وادی کے معنی گھاٹی کے سمجھے ہوے ہین۔

اُڑتے رہتے تھے اور بہت اونچے ہو گئے تھے نیچے اُتر آئے جن مین سے اکثر شاہی قصر کے کنگرون اور سنہرے کلسون پر بیٹھے شور کر رہے ہین - اور وہ جو دن کی تیز روشنی مین باہر نکلنے کی جراُت نہ کر سکتے تھے اپنے خلوت کدون اور کوہستان کی کھوہون سے نکل نکل کے بلند ہوئے ہین اور ہوا مین فراٹے بھر رہے ہین - مردار خوار کرگس کی دوربین آنکھون کی روشنی کم ہوئی - اور گوشہ نشین اُلو جس پر بادیہ نشینانِ عرب کو اپنے مظلوم بزرگون کی روح کا دھوکا ہوتا ہو اپنی شب بیدار آنکھین کھول کے شام کے دھندلکے مین چھپتا ہوا نکلا اور فاقہ شکنی کے لیے شکار کی تلاش مین ہو - کوّے[1] جو ہجر کی علامت خیال کیے گئے ہین - اور عاشق مزاج ابنائے بادیہ کو کسی کی زلف شبگون کی تصویر دکھاتے ہین لیلائے شب کو اپنی زلفین پھیلاتے دیکھکے ہنگامۂ مرحبا بلند کر رہے ہین - اور صحرائی گرہ باز کبوتر کے جوڑے[2] جن سے نوجوانانِ عرب کو عشق بازی کا سبق ملتا ہو ارک[3] کے درختون پر بیٹھے باہم اظہارِ عشق و محبت کر رہے ہین - اور گو آج یہان لڑائی کی تیاریان ہو رہی ہین اور کسی کو موسمِ بہار کی اِن دلچسپیون کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہین لیکن جب کسی عاشق مزاج کی نظر اِن کبوترون پر جا پڑتی ہو تو ایک ٹھنڈی سانس بھر کے بے اختیار کہہ اُٹھتا ہو:-

"حمامۃ جرعیٰ حَومَۃ الجندلِ اسجعی فَاَنتِ بمرأیٰ مِن سُعادِ و مَسمَعِ"[4]

---

[1] کوّا اہلِ عرب کے مذاق مین منحوس اور فراق کی علامت خیال کیا جاتا تھا - مگر باوجود اِس کے وہ لوگ اپنی معشوقہ کی زلفون کو ہمیشہ اِسی کے رنگ سے تشبیہ دیتے تھے - بعض اوقات اِس سے نیک شگون بھی لیے جاتے تھے -

[2] کبوتر عربون کا بُلبل ہو - جو وقعت ہندوستان مین پپیہے اور کوئل کو ہو - وہی عرب مین کبوتر کو حاصل ہو - اُنکے مذاق مین کبوتر عشق بازی کی مجسم تصویر ہو -

[3] ارک یعنی پیلو کا درخت - عرب مین چونکہ یہ درخت کثرت سے ہو اور وہانکے سب درختون سے زیادہ گھنا ہوتا ہو - اِس لیے اِسکو بھی اُنکے شعرا نے بڑی وقعت دی ہو - جسپر کبوترون کا بیٹھکے باہم اختلاط کرنا اُن کا نہایت ہی دلچسپ اور جوشِ دل پیدا کرنے والا تماشا ہو -

[4] یعنی اے شہر حومۃ الجندل کے مقام جرعیٰ کے کبوتر تو اپنا نغمہ گانے جا (غٹر غون کیے جا) اس لیے کہ تو ہمیشہ سُعاد (معشوقہ کا نام) کی نگاہ کے سامنے رہتا ہو اور تیرا نغمہ وہ ہمیشہ سُنا کرتی ہو -

تاریکی کا پردہ فضا پر زیادہ پھیل گیا۔ تارون نے چُپکے ہی چُپکے اپنی آنکھین نیمباز کین۔ جن کے جواب مین زمین پر بھی چارون طرف چراغ روشن ہوے۔ اور صحرا کے دور دراز کونون پر بدویون نے آگ جلائی کہ رات کے بھُولے بھٹکے اِسی روشنی کی سیدھ[ھ] باندھ کے چادرون کی پھٹی پُرانی خباؤن[لہ] تک چلے آئین اور اُنکی غربت کی میزبانی پر رات بسر کرین۔

شاہ حارث اعرج کے قصر کے سامنے ایک بڑا سا شامیانہ تنا ہوا ہی۔ لوگ ہر طرف ہجوم کیے کھڑے ہین۔ اور گرد کی گھاٹیون سے قبائل عرب جوق کے جوق چلے آتے ہین روغن زیتون کے چراغ جابجا مناسب موقعون پر رکھے ہوے ہین اور اندھیری رات مین ٹمٹما رہے ہین۔ ہر جانب لوگ شاہی جھنڈے لیے کھڑے ہین جن کے پھریرے چراغون کی لوون کے ساتھ حرکت کرتے اور لوگون مین جوش پیدا کر رہے ہین۔ دو طرف دو بڑی بڑی مرصع صلیبین بلند ہین۔ اور اُنکے جواہر نورانی حرفون مین اعتقادات کا کلمہ سُنا رہے ہین۔ ناگہان وہ بڑا پھاٹک جس سے ہوکے محل کی آمد و رفت ہی کھُلا۔ صدہا غلام بڑی بڑی مشعلین ہاتھون مین لیے ہوے اندر سے نکلے۔ اور اُن کے بعد خود بادشاہ اپنے گھوڑے پر سوار برآمد ہوا۔ حارث اعرج ایک نہایت ہی چمکدار خود سر پر رکھے ہوئے ہی۔ اور اسی طرح اُس کی زرہ بھی خوب صاف ہی جس پر چارون طرف سے مشعلون کی شعاعین پڑتی ہین اور ایسی آب و تاب سے چمکتی ہین کہ حارث کے تمام جسم پر کسی کی نگاہ نہین ٹھہر سکتی۔ بادشاہ نے اِس مجمع مین آتے ہی تلوار میان سے نکال کے کھینچ لی۔ جو ہر چہار طرف کی روشنی مین ایک بجلی کی طرح کوند گئی۔ اور اِسکے ساتھ ہی تمام حاضرین نے بڑے زور و شور اور جوش و خروش سے یہ نعرہ بلند کیا کہ "یال بنی غسان!"

ھ مطلب یہ کہ میری معشوقہ سُعاد جو مقام جرعیٰ مین رہتی ہو چونکہ تو ہمیشہ اُسکے سامنے اپنا نغمہ گاتا رہتا ہو لہذا گائے جا۔ اِس لیے کہ تیری آواز سے سُعاد کی تصویر میری آنکھون کے سامنے پھرنے لگتی ہی۔

لہ غریب عرب اور بدوی جو چادرین اور کملیان تان کے بسر کرتے تھے وہ اپنی اِن کم حیثیت چھولداریون کو خبا کہتے تھے۔ اور خیمے وہ ہوتے تھے جو بڑے ہوتے اور سردارون کے لیے نصب ہوتے۔

جس کا ترجمہ ہو سکتا ہی کہ "بنی غسان کی جی!"

اس قومی جوش کو دیکھکے بادشاہ کی پیشانی بھی اُسکے خود و زرہ اور اُس کی تلوار کی طرح چمک اُٹھی - وہ تھوڑی دیر تک گویا قوم کے دبدبے اور سطوت سے ڈر کے خاموش کھڑا ہوگیا - اور جب لوگون مین ہر طرف سکوت پیدا ہوا تو اُس نے چلّا کے کہا "یا معاشر الغسان! تمھارے صنائع و وضائع کہان ہین؟ میرے پاس آئین" اس حکم کے ساتھہ ہی یہ دونون گروہ یعنی وہ لوگ جو لڑائی کا انصرام کرتے تھے اور وہ لوگ جو مذہبی رسوم کو بجا لاتے تھے آگے بڑھے - پہلے حارث وضائع کی طرف متوجہ ہوا جنمین سب کے آگے نسطوری پادری و راہب اور اُنکے پیچھے بُت پرست غسانیونکے مقتدا یعنی بنی کنانہ کے بُت عُزّیٰ[1] کے پوجاری تھے - اور جو خاص بنی شیبان سے تھے - بادشاہ نے اِن مذہبی پیشواؤن کو بُلا کے حکم دیا کہ سب کے پہلے تیمناً و تبرکاً اپنے مذہبی رسوم کو ادا کرین - اِس حکم کے ساتھہ ہی راہبون نے انگیٹھیان منگوائین - اُن مین عود و لوبان ڈال کے جلایا - اور جب دھوان بلند ہوا تو انجیل مقدس کی چند آیتین پڑھین - گلے کی صلیبون کو اُٹھا کے چوما - پھر اُن مرصع بڑی صلیبون کو بلند کر کے تیز مشعلون کی روشنی مین چمکایا - اور ماے معمودیہ کا پیالہ ہاتھہ مین لے کے چارون طرف لوگون پر چھڑکا - اور تارک الدنیائی و بے نفسی کی شان سے لوگون کو یقین دلایا کہ اُنکی ذمہ داری اور اس پانی کی برکت سے وہ پاک وصاف ہوگئے - اور اب جو لڑائی مین مارے گئے خصوص زرتشتیون کے مقابلے مین تو سیدھے جنت کو جائینگے -

راہب اور قسّیس جب اِن رسوم کو بجا لا چکے تو بنی شیبان کے پوجاریون نے سامنے ایک فرضی درخت کی تصویر قائم کی - اُسکی طرف ہاتھہ جوڑ کے عزی کی الوہیت کے بھجن گائے - اور پھر اُس فرضی عزی کے سامنے جُھک کے سجدے کیے جس مین

---

[1] عزی کا مندر مکے سے تھوڑی دور شمال کی طرف تھا - بنی غسان کے بُت پرست اور نیز وہ قبائل جو اُن کے قرب و جوار مین رہتے اس بُت کی پرستش کرتے تھے - اور ہبل کے بعد اسی کا مرتبہ سمجھتے تھے - اِس بت کی صورت آدمی کی نہین بلکہ ایک درخت کی تھی - اور بعض کا تو یہ خیال ہو کہ یہ ایک درخت ہی تھا جسکی پرستش ہوتی تھی - اِس کے پوجاری ہونے کا حق خاص بنی شیبان کو حاصل تھا -

تمام بُت پرست حاضرین نے اُن کا ساتھ دیا۔

اِن رسمون کی بجا آوری کے بعد یہ دونون مذہبی مقتدا بادشاہ کے داہنی جانب خاموش کھڑے ہو گئے اور صنائع یعنی سرداران لشکر نے بڑھکے بادشاہ کے سامنے سجدہ کیا۔ اب بادشاہ نے آزادی زبان کھولی۔ اور اپنے ارادے یا اعلان جنگ کو اِن الفاظ مین بیان کرنا شروع کیا:۔

"یامعاشر الغسان! اہل حیرہ کو تم نے شکستون پر شکستین دین۔ لیکن نعمان بن منذر کا ابھی جی نہین بھرا۔ وہ پھر اپنی شامت اعمال کو بُلاتا ہی۔ بنی غسان کی تلوار کا نشان اُسکے دل پر سے مٹ گیا۔ جسکا وہ پھر خواستگار ہی۔ شاید اُس کے افسرون نے بہکا بہکا کے اور فریب دے دے کے پھر مرد بنایا ہی۔ یا بنی الاحمر† کی مدد پر دعوے بڑھ گئے ہین۔ کہ پھر آمادۂ کارزار ہی۔ حال آنکہ سب جانتے ہین کہ 'شوف النحاس لیظہر النحاسا'‡ وہ شرفاے غسان کی برابری کرنا چاہتا ہی اور یہ نہین دیکھتا کہ خود کون ہی؟ کیا وہ اپنی دادی ماویہ بنت عفزر کو* بھول گیا جس سے زیادہ فاحشہ عورت آج تک عرب مین نہین سُنی گئی۔ اُسے خود نہین معلوم کہ کس کس کا خون ماویہ نے اُسکے جسم مین ملا دیا۔ اور اُس قوم کا مقابلہ کرتا ہی جو آج تک ابًا عن جدٍ شریف و خالص چلی آتی ہی؟ مین تمام کنیسون اور کل ولیون کی قسم کھا کے اور صلیب ہاتھ مین لے کے (یہ کہتے وقت وہ اُس مرصع صلیب کو جو گلے مین پڑی تھی، ہاتھ مین اُٹھا لیتا ہی) کہتا ہون کہ کبھی نہین۔

† اہل عرب ایرانیون کو بنی الاحمر اور رومیونکو بنی الاصفر کہتے تھے۔ اِس لیے کہ ایرانیون کا رنگ اُن کی نظر مین سُرخ ہوتا ہی۔ اور رومیون کا مذہبی بانی یعنی ماے معمودیہ چونکہ زرد ہوتا تھا غالبًا اس لیے یا بقول بعض اپنے چہرون کی رنگت کے اعتبار سے وہ بنی الاصفر کہلاتے تھے۔

‡ یہ مثل جاہلیت مین مشہور تھی کہ تانبے پر جتنی جِلا دو اُتنا ہی تانبا زیادہ ظاہر ہوتا جاتا ہی یعنی پاجی کو جس قدر بڑھاؤ اُسی قدر زیادہ پاجی پن دکھاتا ہی۔

* ماویہ بنت عفزر حیرہ کی ملکہ تھی جو اتنی بڑی فاحشہ تھی کہ روز ایک نئے شخص کو اپنے آغوش مین لیتی۔ اُس کے غلام حسین و خوبرو جوانون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ اور روز کوئی نیا جوان لا کھڑا کرتے۔ ایک مرتبہ اتفاقًا حاتم طائی آپھنسا لیکن حاتم نے فراش پر قدم رکھنے کے بعد خوف خدا کیا۔ اور اُسکے پنجے سے جان چھڑا کے بھاگا۔

اُسکی نسل کو مادیہ بنت عشنرز نے خراب کیا - اُسکی عقل کو اہل ہجر کی صحبت نے کھویا - اُسکے دین وایمان کو مجوسیون نے لیا - اور اُسکی راست بازی اور نیز زبان عجمیون‡ کے میل جول سے گئی گزری ہوئی - شرافت کے یہ تمام جوہر کھو کے وہ بنی غسان سے چار آنکھین کرتا ہی - اور اپنی ذلت پر نادم نہین ہوتا - اُس نے میری مراسلت وسفارت کے ساتھ نہایت ہی بُرا برتاؤ کیا - میرے قاصدون کو سردربار ذلیل کیا - اور صرف میری ہی شان نہین بنی غسان کے قومی فخر وناز کو صدمہ پونہچایا - مگر مسیح کی قسم کسری کے غلام کے سامنے غسان کا بادشاہ اور قیصر کا دوست - اور فدک کے یہودیون کی لونڈی سلمی‡ کے بیٹے کے سامنے شریف وفخر قوم شاہزادی ذات القرطین کے بیٹے کی آنکھین نیچی نہین ہوسکتین - انھین امور کی وجہ سے ای شرفاے غسان مین نے فوج کشی کا ارادہ کر دیا - اور ای صنائع غسان تم فوج کشی کی تیاری کرو - اپنے جھنڈے بلند کرو - اپنے گروہون کو فراہم کرو - اور فوراً کوچ کا حکم دو - کل تڑکے کوچ ہی - اور ہم کو اِس طرح اچانک جا پہونچنا چاہیے کہ نعمان کو خبر بھی نہ ہو اور ہمارے نیزے شہر حیرہ کو گھیر لین اور غسان کے گدھ اور تمام مردار خوار طیور نعمان کے محل پر منڈلانے لگین - اور اگر یہ طیور نہ بھی ہون تو کیا مضایقہ ہی - ہمارے بہادر سوار ضیع (چرغ) کی طرح شہر کے پھاٹکون سے گھُسینگے اور قرلی* کی طرح اوپر سے جھپٹین گے اور ہر دشمن کو اُسکے گھر سے نکال لائین گے - لیکن اتنی جلدی فوجون کا فراہم ہونا دشوار ہی لہذا مین نے ارادہ کیا ہی کہ اپنے لوگون کو لے جاکے اُس تنگ اور محفوظ وادی مین ٹھہر جاؤن جو خاص حیرہ کی سرحد پر واقع ہی اور جہان سے آگے بڑھتے ہی ہم شمشیر زنی ونیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگین گے - اس وادی مین ایک ہفتہ میرا قیام رہے گا اور ای صنائع غسان تمھارا فرض ہی کہ اتنی مدت مین تم تمام

‡ اہل عرب کے خیال مین تھا کہ عجمی یعنی ایرانی عموماً مکار اور فسادی ہوتے ہین - جو موتیون کی تجارت کی غرض سے عرب مین آتے تھے اور عربی مین عجمی الفاظ ملا ملا کے بولتے تھے - جنکی وجہ سے اُن سے ملنے والے عربون کی زبان بھی خراب ہوتی تھی -

‡ نعمان کی ماں سلمی کی نسبت بعض لوگ تو کہتے تھے کہ عمرو بن ثعلبہ کلبی کی بیٹی تھی - اور بعض مین مشہور تھا کہ نہین وہ ایک کم حیثیت سُنار دائل کی بیٹی تھی اور عمرو بن ثعلبہ کی لونڈی تھی - * قرلی ایک شکاری چڑیا ہی جو پانی مین غوطہ مار کے مچھلیون کو نکال لیتی ہی - اہل عرب اختطاف یعنی جھپٹا مارنے مین اُسکی مثال دیا کرتے ہین -

بطون٭ غسان اور اُن قبائل کو جو ہمارے حلیف ہین وہان لا کے فراہم کر دو۔ اِس دفعہ میرا ارادہ ہی کہ ہمیشہ سے زیادہ فوج لے جاؤن اور اہل حیرہ کو ایسا سبق نہ دون کہ وہ کبھی بھول سکین۔ اب کی مین اُنکے آتشکدون کو اُکھاڑ کے پھینک دون گا۔ اور اُن کے ہر گھر کو دخمہ‡ بنا دون گا۔ بنی حیرہ کے بُت پرست تہ تیغ ہونگے۔ اور سُبد٭٭ کی مورت غسانی تیرون سے پاش پاش ہوگی۔

بادشاہ کی یہ تقریر ختم ہوئی۔ صنائع نے سینون پر ہاتھ رکھ کے اور سر جھکا جھکا کے ظاہر کیا کہ وہ تمام قبائل کو اسلحہ سے خوب آراستہ کر کے ایک ہفتے کے اندر شاہی جھنڈے کے نیچے لا کے کھڑا کر دین گے۔ ناگہان دو خوبصورت نوجوان لمبے لمبے نیزے ہاتھون مین لیے ہوئے آگے بڑھے۔ اور جھک کے بادشاہ کی رکاب چوم لی۔ حارث اعرج نے اُن کی طرف دیکھا اور حیرت و استعجاب کی آواز مین کہا "ابن زہیر اور عمرو! کیون؟" بادشاہ کے متوجہ ہوتے ہی پھر دونون نے اُس کا پاؤن چوما اور سر اُٹھا کے کہا "حضور الدّم الدّم والہدم الہدم‡‡"

حارث" ہان۔ ہان۔ مجھے ایسی ہی امید ہی۔ یہی تو تمھاری جانبازی اور اظہارِ جوانمردی کا وقت ہی۔"

٭ بطن قبیلے کی اندرونی تقسیم کو کہتے ہین۔ یعنی قبائل کے اندر جو شاخین ہوتی ہین وہ بطون کہلاتی ہین۔

‡ دخمہ جہان مجوسیون کے مُردے رکھے جاتے ہین اور اُنکو مردار خوار طیور نوچ نوچ کے کھاتے ہین۔ مطلب یہ کہ ہر گھر مین یہی تماشا نظر آئے گا کہ گدھ لاشون کو نوچ رہے ہونگے۔

٭٭ اہل حیرہ مین ابھی کثرت سے بُت پرست باقی تھے۔ اُن کے بت کا نام سُبد تھا۔ حیرہ مین سُبد کا مندر تھا۔ اور پورے اہتمام سے اُسکی پرستش ہوتی تھی۔

‡‡ یہ جملہ معاہدے اور بیعت کے طریقے پر استعمال کیا جاتا ہی۔ یعنی آپ کے خون کے ساتھ میرا خون اور آپ کے زوال کے ساتھ میرا زوال ہی۔ عرب کے لوگ جان نثاری اور قربان ہونے کے ایسے الفاظ نہین کہتے تھے۔ جن کا رواج کسریٰ و قیصر کے دربارون مین تھا۔ اور جن کا یہ مفہوم ہوتا تھا کہ مین اپنی جان آپ پر فدا کر دونگا۔ وہ لوگ صرف معاہدہ کرتے تھے کہ اگر آپ زندہ و سلامت ہین تو مین بھی ہون ورنہ نہین۔ اِس سے عربون کی کمال راستبازی و سادہ مزاجی کا پتا چلتا ہی۔

عروۂ طائی اور طلح عمرو زہیر کے برابر ہی کھڑے ہوئے تھے - عروہ کے دل مین خدا جانے کیا خیال گزرا کہ اُس نے کھڑے ہی کھڑے ایک آہ سرد کھینچی - اور آنکھین کسی قدر نم تھین جھکالین - اتفاقًا بادشاہ کی نظر پڑگئی - اور اُس نے نہایت ہی حیرت سے بلکہ کسی قدر برانگیختہ ہوکے پوچھا " عروہ! ملال کس بات کا ہی؟ "

عروہ " خداوند - نعمان کبھی میرا مربی تھا - میرے سر پر اُسکے احسان ہین - مگر اُس نے ایسا ظالمانہ مزاج پایا ہی اور اُس کے ہاتھ سے ایسے ایسے ظلم ہو چکے ہین کہ مین اس دن کا بہت دنون سے امیدوار تھا - عبید بن ابرص شاعر کو جب اُس نے بیوجہ و بےسبب صرف یوم غضب مین نادانستہ آجانے کی وجہ سے قتل کیا ہی اُس وقت مین کھڑا اپنی آنکھون سے دیکھ رہا تھا - اور عبید کا یہ جملہ مجھے کبھی نہ بھولے گا جو اُس نے مرتے وقت کہا تھا کہ" الذئب یکنّی ابا جعدہ٭ اُس کی فوجین ابھی شکست کھا چکی ہین - اور اُس کا ہر سپاہی ہمت ہارے ہوے ہی - وہ کیا لڑ سکے گا؟ مین نے اِس مرتبہ اُسے بہت سمجھایا مگر اُس کی شامت اعمال نے کسی طرح نہ ماننے دیا - ساعت بساعت برہم ہی ہوتا گیا - خود مجھے اُس کے ہاتھ سے قتل ہو جانے کا اندیشہ تھا - اب یہ عظیم الشان فوج اور یہ خونخوار بہادر جائینگے اور اُسکے غرور و تمکنت کو خاک مین ملا دینگے "

حارث " بے شک - مگر کیا تم کو اِس کا افسوس ہی؟ "

عروہ " افسوس نہین - حضور اپنے ایک محسن کی حماقت پر ترس آتا ہی "

حارث " وہ اِس کا مستحق نہین کہ اُس پر کوئی ترس کھائے "

طلح " بے شک - اُسے گستاخی کی پوری سزا ملنی چاہیے "

اتنے مین ایک عورت معمولی کپڑے پہنے ہوئے سپاہیون کی صفون کو چیرتی آگے بڑھی اور بادشاہ کے پاس پہونچ کے قریب تھا کہ اُس کے پانون پکڑلے کہ یکایک عمرو بن لبید نے اُسے جھپٹ کے روکا اور پوچھا " کون ہی؟ "

عورت " مین ایک شیبانیہ عورت ہون - عاتکہ بنت وائل "

حارث " تو یا اخت الشیبانیہ بتا کیا چاہتی ہی؟ "

عورت " مجھے دو مہینے ہوے اہل حیرہ کے ایک کُتے نے کاٹ کھایا تھا بہت

٭ بھیڑیے کی کنیت یا اُس کا لقب بھیڑی کا باپ ہی - یعنی نعمان جنکا مربی ہی اُنھین پر ظلم کرتا ہی -

علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا- اب چاہتی ہون کہ اس کا علاج بھی وہین کے بادشاہ کے خون سے کرون ٭- اگر اجازت ہو تو مین حضور کے گھوڑے کے برابر ہی رہون تاکہ موقع پاتے ہی اپنی بیماری کا علاج کرون "

حارث- (ہنس کے) "بے شک تمھارے علاج کا یہ بہت اچھا موقع ہی- مگر دل بھی اتنا مضبوط ہی کہ یہ زنانہ لباس پہنے میرے گھوڑے کے برابر رہو؟"

اتنا سنتے ہی عورت نے بالکل مردانہ ٹھاٹھ سے اپنا دوپٹہ اُتار کے جلدی جلدی کمر مین لپیٹنا شروع کیا- اور چلا کے بڑے جوش و خروش سے کہا "واللہ انی لشدیدۃ الحجزۃ ٭٭"

حارث "ہان اگر تو ایسی مستعد ہی تو تجھے اجازت ہی" یہ اجازت پاتے ہی عورت نے زمین پر گر کے بادشاہ کے گھوڑے کا پانؤن چوم لیا- اور دعا ے دولت دے کے واپس چلی گئی-

اب حارث نے عام لوگون کی طرف توجہ کر کے کہا "سب کچھ ہو چکا- اور مین خوش ہون کہ ہمارے سب بہادر لڑنے اور اپنی قومی عزت قائم رکھنے پر تیار ہین- مگر انکے دل بڑھانے اور سپاہیون مین تازہ جوش پیدا کرنے کے لیے منشم ٭٭٭ کے عطر کی سخت ضرورت ہی مین چاہتا ہون کہ جس وقت یہ لوگ میدان جنگ مین اُترین ہر بہادر کے جسم سے اُس خوشبو کی لپٹین آتی ہون- اور سارا میدان مہک اُٹھے- کون بہادر اِس کا ذمہ دار ہی کہ ایک ہفتہ یا زیادہ سے زیادہ پندرہ روز کے اندر وہ عطر لا کے اُس وادی مین پہونچ جائے جہان ہماری فوجین جمع ہونگی؟ مگر اتنی کافی مقدار مین ہونا چاہیے کہ ہر شخص کے جسم مین لگایا جا سکے "

اِسوقت طلح نے آگے بڑھکے اور زمین چوم کے عرض کیا کہ "حضور منشم کا عطر میرے پاس

٭ اہل عرب معتقد تھے کہ کُتّے کے کاٹنے کا زہر کسی بادشاہ کا خون پینے سے جاتا رہتا ہی-

٭٭ خدا کی قسم مین مضبوط کمر باندھے ہون- یعنی لڑائی کے ہچکولے برداشت کرنیکے لیے بخوبی تیار ہون یہ عربون کا محاورہ اور قاعدہ تھا کہ اپنی مستعدی کو اِسی طریقے اور انھین الفاظ مین ظاہر کیا کرتے تھے-

٭٭٭ منشم کا ذکر اوپر آچکا کہ وہ مکے کی ایک عطر والی تھی- جس کا عطر لگا کے لوگ میدان جنگ مین جاتے اور جس کا لگا لینا گویا اس امر کا عہد تھا کہ یا تو فتح ہی حاصل کرینگے- اور یا جان دے دینگے- یہ امر تاریخ سے ثابت ہے کہ اِس لڑائی مین منشم کا عطر عموماً لگایا گیا تھا-

موجود ہی - اور اتنا کہ ڈیڑھ دو لاکھ آدمیون کے لگایا جا سکے - گزشتہ سفر مین جب مین عکاظ سے پلٹا ہون اور یہ سُن کے پلٹا ہون کہ غسانی فوجین اہل حیرہ کے مقابلے کو روانہ ہوئین تو مین نے ہیثم کے پاس جتنا عطر تھا سب مول لے لیا - لیکن یہان آ کے جب معلوم ہوا کہ حضور فتحمند اور کامیاب تشریف لائے تو مین نے اُسکو گھر ہی مین رہنے دیا - اب چونکہ ضرورت کا وقت ہی لہذا حاضر ہی" یہ جملہ سُنتے وقت عمرو زہیر نے طلح کو پلٹ کے حیرت سے دیکھا - مگر اُسکے کسی اشارے پر خاموش رہ گئے -

حارث - (خوش ہو کے) "بڑا کام کیا - بے شک ایسے ہی پیش بین اور مستعد لوگ میری صحبت اور وزارت کے لیے چاہیے - تو اب کسی بات کی فکر نہین - طلح اُس تمام عطر کو تم ساتھ لیتے چلو - وہان وادی مین پہونچ کے کام آئے گا" یہ کہکے بادشاہ نے محل مین واپس جانے کے لیے گھوڑے کی باگ موڑی - اور یکایک تمام لوگون نے پھر ایک دفعہ بڑے زور و شور سے یہ نعرہ بلند کیا کہ "یال بنی الغسان" جسکے سُنتے ہی بادشاہ فوراً ٹھہر گیا قومی نعرے کی تعظیم کے لیے ذرا سر جھکا دیا اور پھر روانہ ہوا - تمام مشعلون کے جُھرمٹ مین وہ قصر کے پھاٹک کے اندر داخل ہوا - اور لوگون کی نظر سے غائب ہو گیا -

بادشاہ کے جانیکے بعد عمرو زہیر نے طلح کے پاس آ کے استعجاب سے پوچھا "یہ عطر ہیثم آپ نے کب منگوایا؟" عکاظ سے واپس آتے وقت تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے اور خوب یاد ہی کہ کوئی ایسا بہت اسباب بھی آپ کے ہمراہ نہ تھا"

طلح - "تم ابھی بالکل بچے ہو - شاید ۲۰ - ۲۱ سے زیادہ عمر نہ ہوگی - بس پورے باغی نسیین ہو*

---

* عرب کا یہ عمرون کا حساب یاد رکھنے کے قابل ہی - وہ دس سال کے لڑکے کو "لعّاب بالقلین" یعنی گلی ڈنڈا کھیلنے والا - ۲۰ سال والے کو "باغی نسیین" یعنی عورتون کے وصال کا طالب - ۳۰ سال والے کو "اَسعیَ السَّاعِین" یعنی بڑا مستعد اور کوشش کرنے والا - ۴۰ سال والے کو "اَبطش اَلبَاطِشِین" یعنی اُسکی گرفت قیامت کی ہوتی ہی - ۵۰ سال والے کو "لیث عِفرِین" یعنی شیر حملہ آور ۶۰ سال والے کو "مونس الجلیسین" یعنی انیس صحبت - ۷۰ سال والے کو "احکم الحاکمین" یعنی بہت اچھا جج - "۸۰ برس والے کو" اسرع الحاسبین" یعنی بڑا فطین - ۹۰ سال والے کو احد الارذلین" یعنی لغو و بیہودہ لوگون سے ایک - اور ۱۰۰ سال والے کو "لاحاد و لا ساد" یعنی نہ مرد اور نہ عورت کہتے تھے -

بادشاہونکی صحبت مین ایسا شخص چاہیے کہ فوری مطلب برآری کرے۔"

عمرو۔" تو یہی تو مین بھی دریافت کرتا ہون کہ آپ مطلب برآری کیونکر کرینگے؟ شاید بادشاہ سے زیادہ آپ کے لیے یہ آسان نہ ہوگا کہ پندرہ دن کے اندر اتنا عطر مکے سے منگوائیے"

طلح۔" تو کیا یہان عطر نہین ملتا؟ جتنا کہو اسی وقت منگوا دون - باقی رہا میشم کا عطر وہ نہ ہوا نہ سہی- ہان بادشاہ سے یہی کہدیا جائیگا کہ یہ میشم کا عطر ہی"

اِس جملے پر ہمارے دونون راست باز نوجوانون نے طلح کو ایک حیرت کی نگاہ سے دیکھا اور اپنے گھر کی راہ لی-

آٹھوان باب
رنگ مین بھنگ

عروۂ طائی نے جب ناکامی ونامرادی کے ساتھ نعمان بن منذر کے دربار کو چھوڑا ہی اُسکے ایک مہینے کے بعد ہم پھر اُسکے دربار کی طرف توجہ کرتے ہین - نعمان عیش وعشرت مین مشغول ہی- بنی غسان مین اُسکے لیے جو کارروائیان ہو رہی ہین اُن کی اُسے بالکل خبر نہین - بہار کا موسم اور وہ زمانہ ہی جبکہ ہر سال وہ بہت بڑا جشن کیا کرتا ہی- اِس جشن کی ضرورت اور حالت دکھانے کے لیے ہمین مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اُسکی شان وشوکت اور اُسکی فوجون کا مختصر حال اِس موقع پر بیان کردین-

نعمان کی فوجون کے پانچ گروہ تھے- اور یہی گروہ تھے جن کی وجہ سے قبائل عرب مین اُسکی وقعت تھی- اور وہ اپنے کو کسریٰ کے ایک معمولی والی ملک کی حیثیت سے زیادہ بلکہ ایک مستقل بادشاہ خیال کرتا تھا- اِن پانچ گروہون مین سے ایک رہائن ایک صنائع - ایک وضائع - ایک اشاہب - اور ایک دَوسر کہلاتا تھا- رہائن کا شمار پانچسو تھا- لیکن اِن کی وجہ سے وہ لاکھون فوج ایک دم مین فراہم کرسکتا تھا- اِس لیے کہ اصل مین یہ وہ لوگ تھے جو مختلف قبائل عرب کی طرف سے بطور کفیل نعمان کے دربار مین ہر وقت حاضر رہتے تھے- اور ضرورت کے اوقات مین وہ قبائل جنکے یہ کفیل تھے ہزارہا سپاہیون کو شاہی جھنڈے کے نیچے لا کے کھڑا کردیتے تھے اِن پانچ سو جوانان رہائن کی ہر سال بدلی ہوتی تھی یعنے نئے کفیل آکے

دربارداری کرتے تھے اور بُرانے اپنے گھرون کو چلے جاتے تھے - یہ لوگ ہر وقت
نعمان کے درِ دولت پر حاضر اور شاہی احکام کے منتظر رہتے تھے - دوسرا گروہ صنائع
کا تھا - اِس دربار مین صنائع سے صرف بنی قیس اور بنی تیم اللات یعنی بنی ثعلبہ کے
دونون بطن مراد تھے - جن کا شمار نامور اور معزز قبائل عرب مین تھا - یہ لوگ بادشاہ کے
خاص اہلِ دربار اور مخصوصین بارگاہ سے تھے - اور اِسی لیے صنائع کا خطاب دیا
گیا تھا جس سے سرداری کا مفہوم نکلتا ہی - یہ لوگ بھی ہمیشہ شاہی محل کے سامنے
صف باندھے کھڑے رہتے - تیسرا گروہ وضائع کا تھا جس سے حیرہ مین وہ ایک ہزار
ایرانی فوج مراد لی جاتی تھی جسکو شاہنشاہ ایران اپنی سطوت بٹھانے کے لیے ہمیشہ حیرہ
مین رکھتا تھا - اِس فوج مین ایک بھی عربی نژاد نہ تھا - بلکہ خاص ایرانی کابل و قندھار کے
افغان - مرو و ہرات کے تُرک اور سیستان و مکران کے سرحدی جاٹ اکثر ملے
ہوتے تھے - یہ ہزار عجمی سپاہی بھی اُسکے دربار کو رونق دیتے اور صحراے عرب کی
مھمون مین حیرہ کے عربی قبائل کے ساتھ شمشیر زنی کرتے - اور چونکہ بادشاہ کے ہم مذہب
تھے لہذا وضائع کے مقدس نام سے نامزد کیے جاتے تھے - اِن لوگون کا بھی ہر سال
مبادلہ ہوتا تھا - چوتھا گروہ اشاہب کا تھا - یہ خاص نعمان کے بھائی بند عزیز و اقارب تھے
اشاہب کا لفظ اگرچہ خاص اُسکے بیٹون کے لیے مخصوص تھا - مگر فوج اشاہب مین
تمام شاہی اعزہ شامل سمجھے جاتے تھے - پانچوان گروہ دَوسر تمام گزشتہ فوجون سے
سخت اور بہادر تھا - اور خاص یہی گروہ تھا جسکے خیال سے دشمن کانپتے اور لرزتے
تھے - اِس گروہ مین عرب کے ہر قبیلے کے آدمی تھے اور کسی خاص قبیلے کے لوگونکا
شمار زیادہ نہ ہونے پاتا تھا تاکہ قومی طرفداری اور عصبیت کے جوش مین ہم قوم مخالف کا
پاس و لحاظ نہ کر بیٹھین - اگر ایک ہی قبیلے کے آدمی ہوتے تو بیشک اپنے ہم قومون سے
نہ لڑتے - اور جب سب قبیلون کے لوگ ملے جُلے تھے تو پوری جماعت کو کسی کے ساتھ
ہمدردی نہ ہو سکتی تھی - یہ بڑے جری اور جانباز لوگ تھے - عربی مین دسیر کے معنی ہین
زور دے کے نیزہ مارنے کے - اور چونکہ اِن کی شمشیر زنی و نیزہ بازی مشہور تھی
لہذا دَوسر کہلاتے تھے - الغرض یہ پانچ گروہ تھے جو ہمیشہ اُسکے جلو مین رہتے
اور جن کی شان و شوکت پر وہ ہمیشہ فخر کرتا -

رہائن اور صنائع کا مبادلہ ہر سال موسم بہار مین ہوتا تھا- ایک طرف مدائن سے نئے ایک ہزار جوان آتے- اور دوسری طرف قبائل عرب اپنے جلوس اور اپنی فوجون کے ساتھ آکے نئے کفیل پیش کرتے- اور خاص فرمانروا ے حیرہ کے مہمان ہوتے- جنکے آتے ہی نعمان ایک بڑا بھاری جشن کرتا- پورے مہینے بھر تک یہ جشن ہتا جسکے بعد پُرانے ایرانی سپاہی ایران کی راہ لیتے اور سرداران عرب اپنے پہلے کفیلونکو لے کے اپنے گھرون کو روانہ ہوتے- لہذا اس ایک مہینے مین جب تک کہ جشن رہتا رہائن و صنائع کی تعداد دونی رہتی- اور قبائل عرب کا ایک بڑا گروہ حیرہ کے گرد خیمے ڈالے پڑا ہوتا تھا[1]- یہی جشن تھا جسمین نعمان فی الحال مصروف ہی-

اِس سال ایک اور خاص سبب تھا جس نے نعمان کی خوشی کو دوبالا کر دیا تھا اور جشن کی رونق دوچند تھی- وہ یہ کہ قبیلۂ بنی تمیم کے لوگ جو سالانہ خراج ادا کیا کرتے اِس سال اُنکی طرف سے خراج ادا ہونے مین دیر ہوئی- اور دربار شاہی مین اُنکا نذرانہ نہین پیش ہوا- جس پر برہم ہو کے نعمان نے اپنے بھائی ریّان کو فوج دوسر پر سردار مقرر کے روانہ کیا- ریّان نے جاتے ہی بنی تمیم کو شکست دی- اُنکی عورتون کو گرفتار کر لیا- اِنکے مویشیون کو اپنے قبضے مین کیا- اور عین جشن کے زمانے مین اس تمام غنیمت کے ساتھ کامران اور بامراد داخل حیرہ ہوا-

ریّان کے ورود کے چار ہی روز بعد کا ذکر ہی کہ ایک بڑی بارگاہ قائم ہی پانچون فوجون کے آدمی ہر طرف صفین باندھے کھڑے ہین- نعمان کے خاص گھوڑے جن کی تمام سرزمین عرب مین دھوم تھی اور جنکے قدیم کے لکھے اور مُہری پشت نامے موجود تھے مرصع زیورون سے آراستہ کسے کھڑے ہین- جابجا شاہی جھنڈے نصب ہین- اور اُنکے پھریرے ہوا مین لہرارہے ہین- بارگاہ کے اندر ایران کی ارغوانی مخمل کا فرش ہی- جس پر صدر مقام مین خود نعمان ایرانی بانکپن کے ساتھ تاج شاہی سر پر رکھے بیٹھا ہی- اُس کے داہنے جانب شرفاے فارس اور فوج و صنائع کے سردار ہین- بائین جانب سرداران قبائل عرب- اور پُشت پر اُس کے خاص اعزا اور بیٹے ہین جو اشاہب کہلاتے ہین- اور جن کے جھرمٹ مین

[1] اِن فوجون کی تفصیل اُنکے مبادلے اور اِس جشن کا حال کتب تواریخ مین موجود ہی-

خود وہ ہی - سامنے عرب کی قینات† پرا باندھے کھڑی بربط و عود پر مضرابین مار مار کے
عاشقانہ اشعار اپنی سُریلی آوازون اور دلکش نغمون سے گا رہی ہین - اور اُنکے آگے
چار پانچ کم سن جادو نگاہین اپنے ریشمی رومال ہلا ہلا کے ناچتی جاتی ہین - پریوش اور
حور شمائل لونڈیان رنگ برنگ ریشمی خمار سر پر ڈالے اور ارمنی اطلس کے کُرتے
اور ازارین پہنے ناز و انداز سے اِدھر اُدھر آتی جاتی ہین - جن کی رفتار ناچنے والیونکی
دلفریب حرکات سے زیادہ دلستان ہی - سونے چاندی کے جام اِن پری جمال اور
نازک ادا لونڈیون کے ہاتھون مین ہین - اور دوڑ دوڑ کے اور مُسکرا مُسکرا کے شاہی
مہمانون کو شراب پلا رہی ہین - بادشاہ اور اُسکے ساتھ ساتھ تمام ہم صحبتون کا سرور
بڑھتا جاتا ہی - نگاہون مین حُسن شناسی کے جذبات ترقی کر رہے ہین - اور پری جمال
آہو نگاہون کے چہرے جتنے پہلے تھے اب اُس سے دونے حسین نظر آنے لگے ہین -
مستی و خود فراموشی کا سمان بندھ چلا ہی کہ ناگہان بنی تمیم کے کئی سردار جرأت و بے اختیاری
کے ساتھ دوڑتے ہوے آئے - اور ناچنے والیون کے آگے بادشاہ کے سامنے
سجدے مین گر پڑے - اور غُل مچایا کہ "ایہا السلطان اغثنا!"‡

نعمان - (برافروختہ ہوکر) "کون؟ ثکلتک اُمک!"*

ایک شخص - "مظلومان بنی تمیم"

نعمان - "ایسی گستاخی! یہ بھی نہین خیال کہ کیسی صحبت ہی؟ اور اِس وقت کی خلل اندازی لوگون کو کس قدر بد مزہ کر دے گی!"

دوسرا شخص - "عابدان فِلس کی قسم جب تک ہم خان ومان برباد ہین بادشاہ کو عیش و عشرت مین مزہ نہین آسکتا"

---

† قینہ عربی مین اُن بازاری عورتون کو کہتے ہین جن کا پیشہ بدکاری اور گانا ناچنا ہوتا ہی - اِن بدکار عورتون کا رواج عرب مین بہت قدیم زمانے سے چلا آتا ہی - اور دُنیا کی تاریخ مین ہر جگہ ایسی ناپاک پیشہ والیان قدیم سے قدیم زمانے مین موجود ثابت ہوئی ہین -

‡ یعنی اے بادشاہ ہماری فریاد رسی کر -

* یہ عرب کی عام گالی ہی - یعنی "تیری مان تجھ پر روئے" یہ جملہ قریب قریب عربون کی زبان پر بہت چڑھا ہوتا تھا -

یہ جملہ سُنتے ہی نعمان آگ بگولا ہو گیا۔ غضب آلود نگاہوں سے اُن لوگوں کو دیکھا۔ اور اپنے سیاف (جلاد) معتب کو بُلا کے حکم دیا کہ عین بارگاہ شاہی کے سامنے لیجا کے اِن کی گردن مارو۔ معتب کے اشارے کے ساتھ ہی شاہی غلاموں نے اِن سب کو گھیر کے باندھ لیا اور گھسیٹتے ہوے لے چلے۔ اہلِ دربار کو اِن مظلوم ابنائے بادیہ کی سادہ لوحی و بےکسی پر ترس آیا۔ اور سب نے بادشاہ سے سفارش کی کہ اگر قتل کا مستحق ہی تو وہ ایک شخص جس نے بادشاہ کا عیش منغص کرنے کا دعوی کیا۔ باقی اور لوگوں کی کیا خطا؟ یہ بےادب اور بےتمیز بدوی ہین جو اپنی دادخواہی کے لیے موقع و محل کا انتظار کرنا جانتے ہی نہین"

نعمان "تو خیر مین تمھاری شفاعت کو مانتا ہون۔ معتب! اِس ایک بدتمیز کے سوا جس نے گستاخی کی اور سب کو ہمارے سامنے لے آ۔ فقط اُس بےادب کو لیجا کے قتل کر"

بنی تمیم کے لوگ جو دوبارہ لا کے بادشاہ کے روبرو کھڑے کیے گئے تو اُنھون نے نہایت التجا سے عرض کیا کہ ہمارے ساتھی کی خطا بھی معاف کیجائے۔ جسکے بغیر ہم حضور مین کوئی فریاد نہین کر سکتے۔ آخر نعمان نے لوگون کے کہنے سُننے سے اپنی مرضی کے بالکل خلاف اُس شخص کی بھی جان بخشی کی۔ اور پوچھا کہ "کہو کیا فریاد لائے ہو؟"

بادشاہ کی طرف سے اجازت پاتے ہی سردار بنی تمیم قیس بن عاصم آگے بڑھا اور درد کے لہجے مین بیان کیا کہ "ہمارے قبیلے پر شاہی فوج آپڑی۔ ہماری عورتین اور بچے گرفتار کر لیے گئے۔ ہمارے مویشی یہان ہنکا لائے گئے۔ جن کے بغیر ہمارے گھر اُجڑے پڑے ہین۔ اور ہمارے لوگ بھوکون مر رہے ہین۔ بادشاہ سے رحم کی التجا ہی۔ ورنہ اِس خانہ مان بربادی سے اچھا ہی کہ ہم سب قتل کر ڈالے جائین"

نعمان ۔ (جیسے کسی قدر ہوش مین آ کے) "آہا! تم لوگ ہو؟ پھر اِس مین تمھاری ہی خطا ہی"

قیس "بےشک ہماری خطا ہی۔ مگر ہمارا غریب قبیلہ کبھی اِسقدر مفلس و نادار ہوتا ہی کہ سرکاری نذرانے کا بندوبست نہین ہو سکتا۔ تاہم ہم وعدہ کرنے کو تیار ہین کہ آیندہ سال اکٹھا دونون برس کا نذرانہ پیشکش کر دین گے"

نعمان ۔ "ہان اِس صورت مین تمھارا قصور معاف کیا جاتا ہو" یہ کہکے نعمان نے اپنے بھائی ریّان کو سامنے بُلایا۔ اور حکم دیدیا کہ "بنی تمیم کے قیدی اور مویشی لا کے حاضر کرو"۔ ریّان تو اِس حکم کی تعمیل کو روانہ ہوا۔ اور بادشاہ نے اُن سب تمیمیون کی طرف دیکھکے کہا "مین یہ تو نہ کرون گا کہ اُن عورتون کو تمھارے حوالے کردون۔ ہان اتنا البتہ ہو سکتا ہی کہ اُن کو اختیار دیا جائے چاہین تمھارے ساتھ واپس چلی جائین۔ اور چاہین یہان اپنے اسیر کرنے والون کے پاس رہین۔ کیون تم لوگ اِس فیصلے پر راضی ہو؟"

قیس ۔ (سر جھکا کے) "بسر و چشم"

اتنے مین ریّان نے آ کے تمام اہل فوج کو جو سامنے صفین باندھے کھڑے تھے ہٹا دیا۔ اور سبایاے بنی تمیم لا کے پیش کیے۔ جن مین اکثر عورتون نے رو رو کے آنکھین سوجالی تھین۔ ننھے ننھے بچّے ماؤن کے سینون سے لپٹے ہوے تھے۔ اور بادشاہ کے خوف سے کسی کی آواز تک نہ نکلتی تھی۔

ریّان نے بادشاہ کے اشارے کے مطابق اِن سب عورتون کو بتایا کہ "تاجدار حیرہ کی فیاضی سے تم کو آزادی دی گئی۔ اب تمھین اختیار ہی چاہو اپنے گھر جاؤ اور چاہو یہین رہو"۔ اِس مژدے کے سُنتے ہی تمام عورتون نے خوش ہو کے بادشاہ کو دعاے دولت دی۔ اور سب اپنے اپنے شوہرون کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئین۔ مگر خاص سردار قبیلۂ بنی تمیم قیس بن عاصم کی بیٹی رباب نے جو بادشاہ نعمان کے بھتیجے حمران کو دل دے چکی تھی باپ کی آنکھون کے سامنے گھر جانے سے انکار کر دیا۔ آگے بڑھکے نعمان کے سامنے زمین چومی۔ اور سر جُھکا کے ادب و ناز سے کہا "حیرہ مین لونڈی بن کے رہنا مجھے گوارا ہی اور یہ نہین پسند کہ بنی تمیم مین امیر زادی بنکے رہون"

قیس نے بیٹی کی اِس بے وفائی کو حیرت و استعجاب کی نگاہ سے دیکھا۔ اور ہنوز وہ مبہوت کھڑا تھا کہ نعمان نے اُسکی طرف متوجہ ہو کے کہا "قیس۔ بس اب تم اپنے اہل قبیلہ کو لے کے واپس جاؤ۔ ہماری شرط کے مطابق تمھاری بیٹی یہین رہے گی۔ تم اُس کو ساتھ لیجانے پر مجبور نہین کر سکتے"

قیس ۔ (بادشاہ کے پاؤن چُوم کے) "حضور مجھے ایسی عار سے بچا لیجیے کہ میری بیٹی میرے مُنہ پر بیوفائی کا اظہار کرے۔ رباب کو میرے حوالے کر دیجیے"

نعمان - (برہم ہوکے) "جو کچھ ہونا تھا ہوچکا - بالکل رحم و انصاف سے فیصلہ کیا گیا ہی بس جاؤ - اور میرے عیش مین زیادہ خلل نہ ڈالو"

قیس "افسوس! بیٹی کی ذات بڑی بے وفا ہی - رباب! تیری یہ ناپاک طینت مجھے اپنے وطن مین معلوم ہوئی ہوتی! آہ! مین نے تجھے دیگر شرفاے عرب کی طرح زندہ کیون نہ دفن کر دیا؟ اور اب گو تجھ پر زور نہین چلتا مگر تیرے سامنے قسم کھاتا ہون کہ تیری سب بہنین زندہ ہی آغوش لحد کے سپرد ہونگی"‡ باپ کی زبان سے یہ جملے سُنکے رباب دل ہی دل مین کانپ گئی - اِس لیے کہ اِسکی کئی بہنین تھین - جنسے اُسے بے انتہا محبت تھی - باپ کی پُرجوش مستقل مزاجی اور ضدی طبیعت سے بھی خوب واقف تھی تقین ہوگیا کہ اُسکے گھر پہونچتے ہی تمام بہنون کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوجائیگا - اس خیال نے اُسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ گو اپنی آزادی پر خوش تھی مگر دل بھر آیا - بے اختیار آنسو ڈبڈبا آئے اور نگاہین نیچی کرکے دربار سے نکلی - اور بارگاہ سے باہر ہوتے ہی حمران کے آغوش محبت مین تھی۔

قیس نے جب بیٹی کو جاتے دیکھا اور اُس پر دسترس پانے سے مایوس ہوا تو نعمان کی طرف نہایت ہی غضب و نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اور قریب تھا کہ حملہ کر بیٹھے مگر شاہی غلامون نے تیور پہچان کے چارون طرف سے گھیر کے گرفتار کر لیا - اور نعمان کے حکم کے مطابق اُس قیدخانے کی طرف لے چلے جسمین ہزارہا مظلومون نے جان دی تھی اور

‡ جاہلیت مین لڑکیون کے زندہ دفن کر دینے کا رواج تمام قبائل عرب مین تھا - مگر اسلام سے پہلے ہی خود بخود کم بھی ہوتا جاتا تھا - ایسے لوگ کثرت سے پیدا ہو گئے تھے جو اسکو ظلم اور بُرا سمجھتے تھے آخر یہانتک کمی ہوگئی کہ شاید دس مین ایک آدمی اس سنگدلی کی رسم کا مرتکب ہوتا ہو - لیکن قبیلہ بنی تمیم مین اِسکو بہت زیادہ ترقی ہوتی جاتی تھی - اُن مین کمی کے بعد پھر رواج ہونے لگا تھا - اور وجہ یہی مذکورۂ بالا واقعہ تھا کہ نعمان بن منذر کے سامنے جب قیس بن عاصم کی بیٹی نے باپ سے بیوفائی کی تو قیس نے تمام بیٹیونکے زندہ دفن کرنے کی قسم کھالی - حیرہ سے واپس آتے ہی کل بیٹیونکو زندہ گاڑ دیا - اور اُسکے بعد بھی جو بیٹی ہوئی وہ بھی زندہ دفن کر دی گئی - الغرض قیس نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی دس بیٹیون کو زندہ دفن کیا - جسکی پیروی مین کل بنی تمیم لڑکیون کو دفن کرنے لگے - اُن مین یہ رسم بڑھتی جاتی تھی کہ قرآن پاک نازل ہوا - اور اِس مؤثر اور دلگیر کلمۂ الٰہی "وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" نے تمام سرد مہریون کے رونگٹے کھڑے کر دیے۔

اور حبس کی چار دیواری کے اندر عدی بن زید سا نامور شخص بڑی بے رحمی سے مارا گیا تھا
قیس نے جب دیکھا کہ اب مفر کی کوئی صورت نہین - اور ایسے قید خانہ مین جاتا ہے
جہان سے زندہ نکلنا خواب و خیال ہے تو بادشاہ کی طرف پھر متوجہ ہوا اور اپنی اُسی عربی
آزاد مشربی سے دھمکانے کے لہجے مین کہا "سُن او بادشاہ! یہ تیری شان و شوکت
چند ہی ساعت کی مہمان ہے ــــــ" لوگون نے ارادہ کیا کہ ایسے گستاخی کے الفاظ زبان سے
نکالنے کے قبل اُس کا مُنھ بند کر دین - مگر خود نعمان نے نہایت ہی غضب آلود چشم و ابرو سے
اور اپنی تلوار میان سے کھینچ کے کہا "نہین - رد کو نہین - دیکھون تو یہ کیا کہتا ہے!"
قیس - "مین وہ کہتا ہون جو تیری قسمت مین ہے - اور کوئی دم مین پیش آیا چاہتا ہے
تو نشۂ دولت مین اپنے تئین بھول گیا ہے - تو نے عربی شرافت و شریف پروری مین
دھبہ لگا دیا - اور عجمی نفس پرستون کی طرح اپنے خوشامدی مصاحبون مین خدائی کا دعوٰی
کرتا ہے - مگر قبل اسکے کہ میرے گلے پر تلوار رکھی جائے اپنی قسمت کی تباہی کا حال سُن"-
ان جملون نے نعمان کو بالکل از خود رفتہ کر دیا - وہ تلوار کھینچ کے اُٹھ کھڑا ہوا - اور قریب تھا
کہ جھپٹ کے اپنے دست بستہ قیدی کا سر تن سے جدا کر دے - مگر قیس نے اس کی
ذرا پروا نہ کی - اُسی طرح استقلال کے لہجے مین کہا "نہین بے شک تجھے سُننا چاہیے
میری زندگی کے ساتھ تیری زندگی کا جام بھی چھلک رہا ہے - ہان سُن کہ ملکِ غسان
اپنی بے شمار فوجون کو لے کے آ پہنچا - اور تیری سرحد مین داخل ہونے کو ہے"
اس جملے نے یکایک تمام صحبت مین ایک سناٹا پیدا کر دیا - بادشاہ کی مُٹھی جو تلوار کے
قبضہ کو مضبوط پکڑے ہوئے تھی سُست ہو گئی - اُس کا سر جھک گیا - اہلِ دربار نے
آنکھون ہی آنکھون مین کچھ کہہ سُن لیا - اور ہر شخص کے دل پر ایک اچانک چوٹ
سی پڑی -

مگر قیس کی تقریر کا سلسلہ بدستور جاری تھا - وہ کہہ رہا تھا "غسانی فوجین شمالی
وادی مین جمع ہو چکین - اور اس ارادے مین ہین کہ تجھے خبر بھی نہ ہو اور یکایک
آ پڑین - ایک ہفتہ بھی شاید نہ گزرے کہ شام والون کی تلوارین حیرہ کو گھیر لین گی مین نے
ایک کاہن کی زبان سے سُنا ہے کہ اسی موسم بہار کے ماہ تری ؎ مین حیرہ والے ایک

؎ بہار کے تین مہینون مین سے عرب پہلے کو ثری (کینچٹا) دوسرے کو تری (دیکھیے نوٹ) اور

ایک لاش کو بڑی دھوم دھام سے لیجا کے دخمہ مین رکھین گے۔ جس پر غسان کے گِد و نکا ہجوم ہوگا۔ مجھے ڈر ہے کہ اے بادشاہ وہ تیری ہی لاش نہ ہو۔ اور اُس وقت تو اُسی داغ کو سینہ پر لے کے جان دے جس داغ کو اسوقت مین ——"

قیس یہین تک کہنے پایا تھا کہ نعمان نے ایک چیخ ماری۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ کے ایک طرف گری۔ اور دوسری طرف خود غش کھا کے گر پڑا۔ ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا لوگ اُٹھ اُٹھ کے دوڑے۔ دو چار غلامون نے جلدی جلدی قیس کو قیدخانہ مین پہنچایا اور بادشاہ کی معشوقہ زینب اور رمان سلمیٰ آ کے اُس پر خوشبو چھڑک چھڑک کے ہوش مین لانے کی کوشش کرنے لگین۔

گھنٹہ بھر کے بعد نعمان نے ناتوانی کے ساتھ آنکھ کھولی۔ اور آنکھ کھولتے ہی دریافت کیا "قیس کہان ہے؟" لوگون نے بتایا کہ "وہ حسب الحکم قیدخانے مین بھیج دیا گیا" اس جواب سے اُسے گونہ اطمینان اور کچھ تسکین سی ہوئی۔ مگر قیس کے جُملے تیر دن کی طرح اُسکے دل و جگر مین پیوست ہو گئے تھے۔ اور سردار بنی تمیم کی خیالی تصویر ایک عذاب کے فرشتہ کی طرح اس پر ہر وقت مسلّط رہتی تھی۔ ہوش مین آنے کے بعد وہ جدہر دیکھتا یہی نظر آتا کہ قیس کھڑا کہہ رہا ہے کہ "تو اُسی داغ کو سینے پر لے کے جان دیگا جس داغ کو مین لیے جاتا ہون؟" وہ بار بار دل مین کہتا "اس کا کیا مطلب ہوا؟ یہی کہ جس طرح اُس کی بیٹی اُس سے چھینی گئی اُسی طرح حارث میری بیٹی کو مجھ سے چھینے گا۔ اور یہ بھی کہ اُسی کی طرح مین بھی قتل کیا جاؤن گا؟" اس خیال کو وہ دل سے ہٹاتا تھا اور نہ ہٹتا تھا۔ آخر لوگون کے زیادہ متوجہ کرنے سے اُس نے اپنے آپ کو ذرا سنبھالا۔ اُٹھ کے بیٹھا۔ اور اپنے بھائی ریّان کو بُلا کے ناتوان آواز مین کہا "ذرا دریافت کرو۔ کیا یہ صحیح ہے کہ حارث فوج لیے ہوے چلا آتا ہے؟"

ریّان۔ "مین نے حضور کے فرمانے سے پہلے ہی دریافت کر لیا۔ اور معلوم ہوا اسمین فرق نہین۔ حارث کی فوجین ہماری سرحد پر جمع ہو رہی ہین۔ اور آج ہی کل مین وہ بڑھا چاہتا ہے۔"

تیسرے کو مرعی (چراگاہ) کہتے تھے۔ اور وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پہلے مہینے مین انسان کو صرف کینچڑ نظر آتی ہے [illegible] نکلتے دیکھتا ہے۔ اور تیسرے مین گھانس اتنی ہو جاتی ہے کہ گلے چرنے لگتے ہین

یہ سُن کے نعمان پر پھر ایک غنودگی سی طاری ہو گئی۔ مگر نہیں یہ غنودگی نہ تھی بلکہ وہ آنکھین بند کر کے سوچ رہا تھا کہ اب کیا تدبیر کرے۔ لیکن زینب کی کوششون نے اُسے دیر تک اس مصنوعی غنودگی مین نہین رہنے دیا۔ زبردستی آنکھین کھلوائین۔ اور سلمیٰ نے ایک بھرائی ہوئی رقت آمیز آواز مین کہا۔ "بیٹا اپنے آپ کو سنبھالو۔ یہ وقت اس غفلت کا نہین بلکہ اس بات کا ہی کہ اُٹھ کے فوج کشی کا سامان کرو۔ دشمن سر پر آگیا۔ اور ہم سب کی جان تمھارے ہی دم تک ہی۔"

نعمان۔ (ناتوانی کی آواز مین) "ریان۔ تم جا کے لوگون کو حکم دے دو کہ کوچ کا سامان کرین۔ ہر چہار طرف سانڈنی سوارون کو دوڑا دو کہ ہمارے ماتحت قبائل اپنی جمعیت سی آ کے سرحد تک پہنچتے پہنچتے ہمارے لشکر سے آملین۔"

ریان۔ "آپ گھبرائیے نہین۔ اس وقت ہم بہت آسانی سے فوج کی ایک بڑی تعداد فراہم کر سکتے ہین۔ خوش قسمتی سے آج کل رہائن اور وضائع کی تعداد دونی ہے شہنشاہی فوج ایک ہزار کی جگہ دو ہزار ہے۔ اسی طرح رہائن کو بھی سرداران قبائل لا کے حاضر ہوے ہین۔ لہذا اُن کا شمار پانچسو کی جگہ ایکہزار ہے۔ علاوہ برین تمام ماتحت قبائل کی سردار خود حاضر ہین جو فوراً آدمی دوڑا کے اپنے قبیلون کو بلا سکتے ہین۔ میرے خیال مین آجکل ہم ہمیشہ سے زیادہ قوت رکھتے ہین۔ اور مجھے یقین ہے کہ پہلے ہی حملہ مین حیرہ کی فوجین حارث کے لوگون کو منتشر کر دین گی۔"

نعمان کے دل مین اگرچہ قیس کا جملہ اسوقت تک نقش تھا مگر ریان کی اس تقریر سے اُسے تھوڑی بہت تسکین ہوئی۔ وہ ریان کے ہاتھ پر زور دے کے اُٹھا۔ اور ماسی کی سہارے سے بارگاہ سے باہر نکلا۔ نعمان کے بیہوش ہو جانے کا حال سُن کے سارا دربار اور ساری محفل نشاط درہم و برہم ہو گئی تھی۔ اور لوگ چند ساعت اِدھر اُدھر حیران پھر کے اپنے خیمون اور گھرون کو چلے گئے تھے۔ بادشاہ کے برآمد ہوتے ہی لوگ پھر بُلائے گئے۔ اور اُسی جگہ جہان ابھی بربط و رباب بج رہے تھے طبل جنگ بجا۔ اور قرنا کی آواز سے لوگ بُلائے گئے۔

جب سب لوگ آ کے فراہم ہو گئے تو بادشاہ نے تمام افسرون کو بلا کے تیاری کا حکم دیا۔ اُسوقت اس مین زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کی طاقت نہ تھی۔ سرداران

قبائل اور افسران فوج کے ذریعہ سے سب کو بتا دیا گیا کہ کل کوچ ہے - ہر قبیلہ والے نے اپنے تیز اونٹ اپنے اپنے قبیلہ کی طرف دوڑا دیے کہ لوگ خبر پہنچتے ہی اُٹھ کھڑے ہون اور جسقدر جلد ممکن ہو شاہ نعمان کی فوجون مین آملین - نعمان اپنے سامنے لوگون کو مطلع کر کے محل مین گیا - اور حیرہ کی سڑکون اور گلیون مین ایک ہنگامہ بپا ہو گیا - اسلیے کہ ہر شخص کوچ کی تیاریان کر رہا تھا - اور ہر حلقہ مین سرگرمی و مستعدی کے آثار نمایان تھے -

یہ رات ایک نہایت ہی جوش و خروش مین بسر ہوئی - اور صبح ہوتے ہی بادشاہ زرہ بکتر پہن کے محل سے برآمد ہوا - اُسکی معشوقہ زینب اور دیگر حرم کی عورتین جو ہمیشہ سفر مین اُسکے ساتھ رہا کرتی تھین محملون مین سوار ہوئین جن مین سُرخ ریشمی پردے پڑے ہوے تھے - اور تھوڑی ہی دیر کے بعد طبلِ جنگ بجا - اور لوگون کو شاہی کوچ کی خبر دی گئی -

روانہ ہوتے وقت اُس نے قیس تمیمی کو بُلا کے بہت ہی غصہ کی نگاہون سے دیکھ کے کہا "تو بھی فوج کے ساتھ چل - تاکہ ہماری فتحمندی و جوانمردی کا تماشا دیکھے - اور اپنی اُمید کے خلاف مجھے کامران و بامراد دیکھ کے نہایت ہی ذلت سے جان دے"

قیس نے اسوقت کچھ نہین کہا - اور بادشاہ کے سامنے ایک اونٹ کی پیٹھ سے باندھ دیا گیا - جس کے بعد نعمان طبل جنگ اور بوق و قرنا بجاتا ہوا مغرب کی طرف روانہ ہوا - ہر ہر مقام اور ہر ہر منزل مین قبائل عرب آ آ کے اُسکی فوج مین ملتے تھے - اور جمعیت زیادہ ہوتی جاتی تھی - خوش قسمتی سے حارث ابھی حیرہ کی سرحد مین نہین داخل ہونے پایا تھا - اور روانگی سے دسوین روز اُس وادی کے نیچے جہان حارث کی فوجین جمع ہو رہی تھین جا پہنچا - اور مشرق کی طرف تین فرسخ ادھر ایک وسیع میدان مین خیمہ زن ہو گیا - نعمان جب وہان پہنچا ہے تو اسّی ہزار عربون اور ایرانیون کا گروہ اُسکے جھنڈے کے نیچے تھا - نعمان کا مقدمۃ الجیش جسمین زیادہ گروہ ایرانی فوجون کا تھا فارسی جھنڈے اُڑاتا ہوا آگے بڑھا جس نے عین حارث کی فوج سامنے پہنچ کے نائے فارسی بجا کے اپنے آ پہنچنے کی خبر دی -

نوان باب

وادی حلیمہ

حارث اعرج کی طرف فوجون کے جمع ہونے مین پندرہ دن سے زیادہ دیر ہوگئی۔ گرچہ اس مدت مین کافی لشکر فراہم ہوگیا تھا مگر قبائل کے آنے کا سلسلہ ہنوز نہین موقوف ہوا تھا۔ اور چارون طرف سے بدویون کے غول لمبے لمبے نیزے لیے چلے ہی آتے تھے۔ خاص محل سے روانہ ہونیکے بیسوین دن اُسکے گرد ایک لاکھ فوج جمع ہوگئی۔ اور کل ارادہ ہے کہ فوج وادی سے کوچ کرکے نیچے کے میدان مین اُترے۔ اور وہان سے تاخت وتاراج کرتی ہوئی حیرہ کی طرف روانہ ہو۔

یہ رات نہایت ہی جوش وخروش مین بسر ہوئی۔ صبح ہوتے ہی حارث اپنے خیمہ سے نکل کے ایک اونچے ٹیلے پر چڑھا اور اپنی فوج کو چارون طرف گھاٹیون اور میدانون مین پھیلا ہوا دیکھ کے بہت خوش ہوا۔ چہرہ صبح کے آفتاب کی طرح چمکنے لگا۔ پھر ٹیلے سے اُترکے اُس خاص تنگ وادی یا گھاٹی مین جاکے ایک بلندی پر کھڑا ہوا جس مین سے گزرکے فوج کو جانا تھا۔ اور جہان سے نکلتے ہی اُسکے سپاہی حیرہ کی سرحد مین داخل ہوجائینگے۔ یہان ٹھہرکے نعمان نے اپنی مان ماریہ ذات القرطین اور بیٹی حلیمہ کو بلوا بھیجا کہ اُسکے برابر کھڑی ہوکے فوج کے گزرنے کی سیر کرین۔ اور غسان کی عظمت و شوکت کی تصویر دیکھ لین۔ پیشتر سے انتظام اور سامان ہوچکا تھا کہ جتنے سپاہی اس گھاٹی سے گزرین گے اُنکے بدن مین شاہزادی حلیمہ خاص اپنے ہاتھ سے عطر میشم لگاکے گلے مین پھولون کا ہار ڈالے گی۔ اب فوج کی اسقدر تعداد دیکھکے یہ امر دشوار نظر آیا لہذا تجویز ہوئی کہ دیگر قبائل کے جتنے گروہ گزرین اُنکے افسرون کو اور بنی غسان اور شاہی درباردارون مین سے ہر شخص کو یہ عزت دیجائے۔ طلح نے حسب وعدہ عطر کے چرمی ظروف لاکے رکھ دیے۔ اور ہارون سے لدے ہوے اونٹ بھی آکے کھڑے ہوگئے۔ فوجین بھی گزرنے کے لیے صف باندھ کے تیار ہوگئین اور منتظر کھڑی ہین کہ شاہزادی آکے گزرنے کا حکم دے اور آگے بڑھین۔

اسوقت یہان کی بہار اور یہان کا سمان دیکھنے کے قابل ہے۔ آفتاب طلوع ہورہا ہے

اُسکی کرنین مشرقی پہاڑیون کی گھاٹی سے نکلی ہین۔ سربکف بہادرون کو حلیمہ تو بعد
اُسکے پھولون کے ہار پہنائے گی یہ پہلے ہی سے سونے کا زیور پہنائے دیتی ہین۔
گھاٹی کے نشیب و فراز مین جہان جہان روئیدگی ہے شقائق نعمان* کھل رہی ہین۔
اور اُن کی خوشبو نے تمام وادی کو مہکا دیا ہے۔ عربی خانہ بدوشس جان بازون کے
پرے مشرق کی طرف رخ کیے کھڑے ہین۔ اور حد نظر سے زیادہ فاصلہ تک تہ در تہ
پھیلتے چلے گئے ہین۔ اِنکے سرون پر نیزون کے پھل آگ کی چنگاریون کی طرح چمک
رہے ہین جو آگے چل کے لڑائی کے گرد و غبار مین آسمان کے تارے بن جائینگے
اور کیا عجب کہ یہی وہ تارے ہون جن کا حال اس معرکہ کے مورخ بیان کرتے ہین+
آفتاب کی شعاعون نے سپاہیون کی نظر مین اور سپاہیون کے نیزون نے بادشاہ اور
اُسکے اسٹاف کی نظر مین چکا چوندھ کا عالم پیدا کر دیا ہے۔ آفتاب کسی قدر اونچا ہو گیا۔
اور ان مشتاقان مرگ کو زیادہ سر اُٹھا کے اور زیادہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ
رہا ہے کہ "مین تو بر آمد ہو گیا اب یہ لوگ کس کے منتظر ہین جو قدم نہین بڑھاتے؟"

ہان دیکھو جس آفتاب کے طلوع کے یہ سب لوگ منتظر تھے وہ بھی بر آمد ہوا۔ وہ
دیکھو شاہزادی حلیمہ اپنے خیمہ سے جو ایک بلند پہاڑی پر نصب ہے نکلی۔ اور اپنی دادی
اور چند ہم صحبت لڑکیون کے ساتھ اسی گھاٹی کی طرف آ رہی ہے۔ ہماری ہیروئن کی
صورت دیکھتے ہی تمام سپاہیون نے نہایت ہی جوش و خروش اور زور و شور سے
نعرہ "یال بنی غسان" بلند کیا۔ اور اس نعرے کے ساتھ ہی ہر شخص کی نظر
شاہزادی کی طرف اُٹھ گئی۔

حلیمہ۔ ذات القرطین۔ اور تمام ساتھ والیان اس وقت نہایت ہی چست و چالاک
اور خوبصورت گھوڑون پر سوار ہین۔ اور سب کی سب ایک نئی آن بان سے آ رہی
ہین۔ حلیمہ کے سر پر تاج کی وضع سے ایک سونے کا مرصع حلقہ نہایت ہی بانکی

---

* شقائق نعمان ایک عربی پھول کی کلیون کو کہتے ہین۔ جو دراصل عربون کے مذاق مین نسرین و نسترن کا کام دیتے ہین۔

+ اس لڑائی کے راویون کا بیان ہے کہ گرد و غبار اسقدر بلند ہوا کہ دن کو رات ہو گئی۔ اور آسمان پر تارے نظر آنے لگے۔

اداسے رکھا ہوا ہے جس مین پیشانی کے سامنے ایک ایسا ہیرا لگا ہے کہ آفتاب سے مقابلہ اور فوج کے نیزون سے چشمک زنی کر رہا ہے۔ اُسکی آبدار زلفین جنھین اس وقت کے آفتاب نے اپنے رنگ مین رنگ کے گویا اپنی ہی کرنین بنا لیا ہے پیٹھ شانون اور سینے پر بکھری ہوئی ہین۔ جن کے اندر سے دونون طرف دونون گوشوارے اگر غسانیون کے کوکب اقبال بن کے چمکتے ہین تو بیچ مین اُس کا بیضاوی چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح گھنے بادل کے اندر سے جھانک رہا ہے۔ باپ کے جاہ وجلال کی جلوے اور اپنی فوج کے جوش وخروش نے اُسکے چہرے پر ایک بشاشت اور مسکراہٹ پیدا کر دی ہے۔ مرجان کے سے لال لال ہونٹھ کسی قدر جدا ہو گئے ہین اور تبسم نازنین دندان کی ایک ہلکی سی جھلک کو نمودار کیے ہوے ہے۔ اُس کا لڑکپن چلبلاپن اور اُسکی ذاتی شوخیان جس بجلی کو تماشائیون کے خرمن جان پر گرانا چاہتی ہین۔ اُسکو متانت اور اس وقت کا نازک سمان جس مین بیم ورجا کے کرشمہ نظر آ رہے ہین روکے ہوے ہین۔ الغرض وہ اپنی ہنسی کو روکے ہوے اور گھوڑے کو سنبھال سنبھال کے بڑھاتی ہوئی پہاڑی سے اُتر رہی ہے۔

اُس کا لباس اس وقت صورت سے زیادہ دلفریبیان کر رہا ہے۔ دیبائے رومی کا زرنگار اور ارغوانی کرتہ بدن مین ہے جس پر موتیون کا ہار گلے مین پڑا ہے اور ہار کے درمیان مین جگنو کی طرح ایک مرصع صلیب ہے جو ہماری نازنین کے جوش جوانی سے بھرے اور اُبھرے ہوے سینہ پر آتش حسن کی تابان سوزن چنگاری بن کے چمک رہی ہے۔ اگرچہ اس ہار اور صلیب کو اُس کا زرد ریشمی وصیلہ (دوپٹہ) اپنی شکنون مین چھپانے کی بہت کوشش کرتا ہے مگر کسی کے جوش دل کی طرح چھپانے نہین چھپتے۔ کرتے کے نیچے ایک دھانی رنگ کی ریشمی ازار قدیم یونانی وضع سے کمر مین لپٹی ہوئی ہے۔ اور گھوڑے کی سواری کی غرض سے اُسکے کنارے اگرچہ کس کس کے رانون مین لپیٹ لیے ہین۔ مگر پھر بھی دونون طرف کے آنچل کسی قدر نکلے ہوے ہین جو اس وقت کی گستاخ ہوا مین غسانی جھنڈے کی طرح اُڑتے جاتے ہین۔ بار بار ان کنارون کو وہ ران کے نیچے دباتی ہے اور بار بار وہ کھل کے اُسکے بالون کی طرح ہوا مین لہرانے لگتے ہین۔

اس ناز فروشی کی شان سے ہماری ہیروئن پہاڑ سے اُتر کے گھاٹی مین آئی - اور اپنے باپ حارث اعرج کے برابر عین سرراہ کھڑی ہو گئی - ماریہ ذات القرطین بھی اُس کے برابر ہے اور چند اور عورتین جو ہمراہ ہین اُن کی نسبت نہین کہا جا سکتا کہ کون ہین - لیکن کوئی تعجب نہین اگر انھین نقابون کے اندر ہماری بعض شناسا بھی نکل آئین - ہان اس مین شک نہین کہ یہ عورتین عام نگاہون سے بچنے کی کوشش کرتی ہین - اور شائد یہی عذر ہے کہ شاہزادی کے ساتھ منھ پر نقاب ڈال کے آئی ہین -

شاہزادی حلیمہ یہان پہنچتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑی - جسکے ساتھ ہی ماریہ اور سب ساتھ والیان پا پیادہ ہو گئین - حارث اعرج بھی اپنے گھوڑے سے اُترا اور حلیمہ کی پیشانی کا بوسہ لے کے کہا "بیٹی اب دیر ہوتی ہے - تم اپنا کام شروع کرو - عطر میثم بھی موجود ہے اور پھولون کے ہار بھی آفتاب کی حدت سے کمھلائے جاتے ہین" یہ سُن کے حلیمہ نے مغرب کی طرف رخ کر کے اپنی فوجون کو دیکھا جو صفین باندھے تیار کھڑی تھین - اور ہر سپاہی کان لگائے ہوے تھا کہ حکم ہو اور بڑھے - شاہزادی کے چہرے پر ایک شرم آلود مسکراہٹ نمودار ہوئی - بہادرون کی نوکون کا عکس اُسکے رخسارون پر پڑا - اور وہ پیارا چہرہ جو ابھی تک ماہتاب تھا آفتاب بن گیا - اب بادشاہ نے اپنی تلوار سے فوجون کو بڑھنے کا اشارہ کیا - اور شاہزادی کی ساتھ والی عورتین ہاتھون مین ہار اور سونے کے پیالون مین عطر لے لے کے کھڑی ہو گئین -

یہ ترتیب پہلے سے قائم کر دی گئی تھی کہ تمام دیگر قبائل کے گروہ پہلے نکل جائین جن کے افسرون کو شاہزادی عطر اور پھول سے سرفراز کرے گی - اور خاص غسانی لوگ اور شاہی دربار دار لوگ آخر مین آئین گے - جن مین سے ہر ایک کو یہ فخر حاصل ہوگا -

مشرقی حصۂ عرب کے قبائل اپنا طبل بجاتے اپنے قبیلے کے فضائل اور اُس کی بہادریان جتاتے اور اشعار رجز پڑھتے ہوے گزرنے لگے - ہر گروہ کا سردار شہزادی کے قریب پہنچ کے پا پیادہ ہو جاتا - شاہزادی اُسکے عطر لگاتی گلے مین ہار ڈالتی اور وہ اپنی جماعت کے ساتھ گزر جاتا -

اب فوجین گزر رہی ہین اور شاہزادی اپنے دلربا کام مین سرگرمی سے مشغول ہے

چار ہی پانچ قبائل گزرے ہونگے کہ حارث اعرج کے دل میں بھی ایک جوش پیدا ہوا۔ اُس نے اپنے بہادروں کا دل بڑھایا اور ایک دفعہ جوش میں آ کے خود بھی یہ نعرہ بلند کر دیا کہ "یا لَبَنی غسان!" اسکے ساتھ ہی تمام سپاہیوں اور کل قبائل نے بھی اسی جملہ کو بار بار دُھرایا۔ اور دوسری طرف بنات جبال * دیر تک یہی ترانہ گاتی رہیں۔

جب اس نعرے کا جوش کم ہو لیا تو بادشاہ نے اپنی ماں کی طرف دیکھ کے کہا "یا اُمّی۔ اب زیادہ صبر کی تاب نہیں۔ میرا دل ہجوم جوش سے بے اختیار ہو رہا ہے۔ چاہتا ہوں کہ اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہو کے خود بھی انھیں لوگوں میں شریک ہو جاؤں۔ اور میں بھی حلیمہ کے ہاتھ کے عطر اور ہار سے آراستہ ہو کے میدان جنگ میں اُتروں۔ چل کے اپنا وعدہ پورا کیجیے اور مجھے لباس جنگ پہنائیے"۔

ماریہ۔ "ہاں بیٹا چلو۔ میں بھی اسی کی منتظر تھی"۔

اسکے بعد حارث اعرج ماں کو ساتھ لے کے اپنے خیمہ میں گیا۔ مگر شاہزادی اُسی طرح اپنے نازک ہاتھوں کے عطر اور ہار سے جوان مردوں کا دل بڑھا رہی ہے۔ فوجوں پر فوجیں گزرتی جاتی ہیں۔ اور اُن کا سلسلہ کسی طرح موقوف ہونے کو نہیں آتا۔ ٹھیک دوپہر ہو گئی۔ آفتاب کی حدت سے ساری وادی تپ اُٹھی۔ شاہزادی عطر لگاتے لگاتے اور ہار پہناتے پہناتے تھک گئی۔ سارا بدن تربتر ہو رہا ہے جبین ناز پر پسینے کے قطرے برابر زمین پر ٹپک رہے ہیں۔ اور وہ اُسی سرگرمی اور اُسی جوش سے فوجوں کی عزت افزائی و دلربائی میں مشغول ہے۔ آخر تمام بیرونی قبائل کے سردار گزر گئے۔ اور زیادہ مشکل اور زیادہ محنت کا وقت آگیا۔ اس لیے کہ اب صرف قبیلۂ غسان کے لوگ اور خاص ارکان دولت رہ گئے ہیں جن میں سے ہر شخص کے عطر لگاتا ہے۔ اور ہر ایک کے گلے میں ہار ڈالنا ہے۔ لیکن یہ ایسی قومی خدمت تھی کہ اگرچہ نازک ہاتھ دُکھ گئے تھے۔ دھان پان سا جسم نڈھال ہو گیا تھا۔ اور تر و تازہ رخسارے دھوپ میں کُمھلائے جاتے تھے۔ مگر اُس نے ذرا پروا نہ کی۔ اور ہر شخص کے عطر لگا لگا کے اور گلے میں ہار ڈال ڈال کے بڑھانا شروع کیا۔

اس مخصوص و معزز گروہ کا بھی زیادہ حصہ گزر گیا۔ اور دیکھو اسی جماعت میں سے ہو

* بنت جبل یہ لوگ اس آواز کو کہتے تھے جو پہاڑوں میں گونجتی ہے۔ اور ہر بات کو دُھرا دیتی ہے۔

ہمارے بہادر علادی نوجوان زہیر و عمرو بھی آرہے ہین۔ چونکہ جان بازی یا دوسرے الفاظ مین یون کہا جائے کہ عشق کا امتحان دینے کا پہلا موقع ہے لہذا آج وہ بھی نئے ٹھاٹھ اور عجیب آن بان سے ہین۔ دونون کا ایک ہی لباس ہے۔ اور ایک ہی قسم کے اسلحہ دونون کے جسم پر آراستہ ہین۔ آہنی خود دونون کے سرون پر ہین جنکے گرد سفید عمامے لپٹے ہوے ہین۔ درمیان مین خود دن کا تھوڑا سا حصہ کھلا ہے اور دھوپ مین اس تیزی سے چمک رہا ہے کہ نگاہین خیرہ ہوئی جاتی ہین۔ سرون سے دو گز اوپر نیزون کے پھل روشن تارون کی طرح چارون طرف کرنین ڈال رہے ہین۔ دونون کی زرہین ایک طرح کی ہین۔ جن پر دونون دمشقی حریر کے سُرخ کرتے پہنے ہوے ہین۔ تلوارین اور خنجر دونون کی کمرین ہین۔ کمانین شانون پر پڑی ہین اور ترکش پیٹھ پر ہین۔

ہمارے نوجوانون نے جیسے ہی دور سے حلیمہ کو اس ناز آفرین خدمت مین سرگرم دیکھا تو اگرچہ پہلے سے جانتے تھے مگر دونون کے دل کی عجیب حالت ہوگئی۔ خصوص عمرو تو بالکل از خود رفتہ تھا۔ اُس کی نگاہین حلیمہ کے چہرے پر جمی ہوئی تھین۔ فوج کی قطار مین تھا اور سلسلہ دار لوگون کے ساتھ بڑھتا آتا تھا۔ مگر یہ حالت تھی کہ جہان ٹھہرا پھر جب تک کوئی ڈھیل کے نہ بڑھائے نہ بڑھتا۔ اور جہان چلا پھر جب تک آگے والے شخص سے ٹکرا نہ جائے نہ ٹھہرتا۔ ایک بیخودی و محویت اس حالت سے بڑھائے لیے چلی آتی تھی کہ اُسے تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ زہیر بار بار کہنیان مار مار کے ہوشیار کرتا مگر اُسے خبر بھی نہ ہوتی۔ اب یہ دونون نوجوان اور قریب پہنچ گئے۔ وہ پہلا شوق تو کم ہوگیا مگر اب اُس کی جگہ رعب حسن اسقدر غالب آگیا ہے کہ عمرو کی ساری بہادری تشریف لے گئی۔ وہ ہتھیار لگائے ہے دل کا اتنا بڑا جری ہے کہ مضبوط سے مضبوط دشمن کو خطرے مین نہین لاتا۔ مگر اس وقت بزدل بنا جاتا ہے۔ اور اسقدر بودا کہ شائد زندگی بھر کبھی اتنا خوف اُسکے دل پر نہین طاری ہوا ہوگا۔ رہ رہ کے اپنے آپکو سنبھالتا ہے مگر دل اندر سے کانپا ہی جاتا ہے۔ ہزار کوشش کرتا ہے مگر قدم آگے نہین بڑھتا۔ لیکن فوجی ترتیب ایسی تھی کہ پیچھے والے برابر بڑھاتے اور ڈھکیلتے ہوے لیے ہی چلے آئے۔ اور عین شاہزادی کے قریب لاکے کھڑا کر دیا۔

زہیر و عمرو دونون ایک صف مین تھے۔ مگر زہیر اُس جانب تھا جدھر شاہزادی تھی

اور عمرو دوسری طرف۔ شاہزادی نے پہلے زہیر کو دیکھا۔ اور چونکہ باپ کے دربار
مین دیکھ چکی تھی لہذا پہچان کے کسی قدر مُسکرائی۔ اُسکے بدن مین عطر لگایا۔ گلے مین
ہار ڈالا۔ اور پھر دوبارہ ہاتھ مین عطر لے کے بڑھی کہ اُسکے برابر والے سپاہی کے لگائی
جسم تک ہاتھ پہنچا ہی تھا کہ چہرے پر نظر جا پڑی دیکھا تو وہی نوجوان ہے جو اُس روز
محل کے نیچے چکر لگا رہا تھا۔ کسی فوری خیال سے شاہزادی کا ہاتھ رُک گیا۔ کچھ شرما سی
گئی۔ اور اِسکے ساتھ چہرے پر ایک نیا پسینہ آگیا۔ جو محنت اور تھکن کے پسینے سے
بالکل جداگانہ تھا۔ اور ایک خاص قسم کی دل فریبی رکھتا تھا۔ شہزادی کے ہاتھ کا رُکنا تھا
کہ عمرو کے دل مین ضعیف سی فوری جرأت پیدا ہوئی۔ اور ذرا آگے بڑھ کے وہ خود شہزادی
کی طرف جھک گیا۔ تاکہ نازنین حلیمہ کو عطر لگانے مین سہولت ہو۔ شاہزادی نے پہلے تو
ہاتھ روک لیا تھا مگر پھر خود ہی دل مین کچھ سوچ کے جلدی جلدی عطر لگایا۔ اور پیچھے کر
ہار لے کے دیکھا تو عمرو کو اس حال مین پایا کہ سر آگے بڑھائے کھڑا ہے جس کا یہ مطلب
ہوا کہ لائیے ہار پہنا دیجیے۔ اُس کی یہ حرکت دیکھ کے شاہزادی کو بے اختیار ہنسی آگئی
مگر اُس نے ہنسی کو دل ہی مین روکا۔ اور جلدی سے ہار اُسکے گلے مین ڈال دیا کہ
کسی طرح پیچھا چھوٹے۔ اب شاہزادی کسی اور شخص کی طرف متوجہ ہونے کو تھی کہ عمرو کی
دل مین بے خودی نے ایک تازہ جرأت پیدا کی اور وہ آگے بڑھا۔ زہیر اپنی طرف
کھینچنے ہی کو تھا کہ اُس نے بڑھ کے حلیمہ کو اپنے آغوشِ شوق مین لے لیا۔ ایک
بے اختیاری کی چیخ شاہزادی کے مُنھ سے نکلی۔ لوگون نے پھر پھر کے دیکھا۔ فوج کی
قطار درہم برہم ہوگئی۔ اور حلیمہ کی ساتھ والیان دوڑین کہ اُسے عمرو کے ہاتھ سے
چھڑائین۔ مگر جب تک پہنچین پہنچین ہمارے از خود رفتہ نوجوان نے اُسکے لبِ لعلین کا
ایک بوسہ لے ہی لیا۔ اِدھر اُس نے یہ جرأت کی اور اُدھر شاہزادی کی دو پیش
خدمتین آکے لپٹ گئین جنھون نے اُسے مارنا اور کوسنا شروع کیا۔ اب عمرو
لپٹنے کو تھا مگر وہ عورتین اُسکو برابر مارتی اور ہٹاتی جاتی تھین۔ اتنے مین ایک عورت نے
جو سب کے اُدھر کھڑی تھی اور بار بار اپنی نقاب کو سنبھالتی جاتی تھی اُن دونون پیش
خدمتون کے کُرتے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔ مگر اتفاقاً اسی کشاکش مین اُسکی نقاب کھُل گئی۔ جس کے
کھُلتے ہی عمرو غور سے اُسکی طرف دیکھ کے جھپٹا اور اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہا "خولہ!" مگر اُسکا ہاتھ پکڑنا

تھا کہ عورت کی زبان سے چیخ کے ساتھ "عمرو" کا لفظ نکلا۔ اور زمین پہ بیہوش گر پڑی۔ لیکن یہ حیرت انگیز سین اتنے ہی میں نہیں ختم ہوا۔ انھیں نقاب والیوں میں سے ایک اور عورت آگے بڑھی جسنے آتے ہی عمرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا "بھائی عمرو۔ یہ تمنے کیا کیا؟"

عمرو۔ "کون؟ مرجانہ! میں نے تو کچھ نہیں کیا؟ مگر بتاؤ یہ خولہ یہاں کیونکر آ گئی۔؟"

مرجانہ۔ "طلیحہ کی بی بی ہے۔ آجکل یعنی شاہی محل میں رہتی ہے۔"

اب لوگ چاروں طرف سے دوڑ پڑے تھے۔ اور قبل اسکے کہ عمرو کی زبان سے کوئی اور جملہ نکلے اُنکے ہاتھ میں عمرو گرفتار ہو گیا۔ شاہزادی پر ایسی ندامت طاری تھی کہ عمرو کی ہاتھ چھوٹ کے اُس نے جو گردن جھکائی تو کسی طرح آنکھیں اُٹھتی ہی نہ تھیں۔ خولہ بیہوش ہو کے گر پڑی۔ عمرو سپاہیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا۔ اور اُسے کسی بات کی خبر نہیں۔ اُسکی آنکھیں زمین پر گڑی ہوئی ہیں۔ اور دل میں کہہ رہی ہے کہ "بڑی بے عزتی ہوئی۔ اور یوں بیچ میدان میں۔ ہزاروں آدمیوں کے سامنے! انھوں نے دیکھا ہو دل میں کیا کہتے ہوں گے؟"

فوجوں کے گزرنے کا سلسلہ رک گیا تھا۔ سپاہی آگے پیچھے ٹھٹ باندھے رکے کھڑے تھے۔ اور حلیمہ اسی حال میں ایک طرف سر جھکائے کھڑی تھی کہ بادشاہ لباس جنگ سے آراستہ ہو کے برآمد ہوا۔ اُس کی ماں ذات القرطین بھی اپنے بال کھولے ہوئے اُسکے ساتھ باہر آئی۔ یہاں کا یہ رنگ دیکھ کے بادشاہ نے حیرت سے پوچھا "کیا ہو گیا! فوجیں کیوں رکی کھڑی ہیں؟" حلیمہ تو اُسی طرح آنکھیں نیچی کیے کھڑی رہی۔ مگر ساتھ والیوں میں سے ایک عورت نے قریب جا کے سارا ماجرا بیان کیا جسکے سنتے ہی بادشاہ کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ اور چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا۔ ماریہ نے بھی غضبناک چشم و ابرو سے کہا "خود اپنے سپاہیوں کے ہاتھ سے یہ توہین!" لوگ حکم پاتے ہی عمرو کو حارث کے سامنے لے گئے جسکی صورت دیکھ کے حارث کو اور تعجب ہوا۔ اسلیے کہ زہیر و عمرو کو وہ اپنی صحبت کے شریف ترین نوجوانوں میں خیال کرتا تھا اُسنے اپنے غصہ کو بہت ضبط کر کے کہا "عمرو! تم سے اسکی امید نہ تھی!"

عمرو نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ اور نہایت ہی آہستہ سے گویا خود اپنے دل سے کہا "اس دلِ بیتاب کی ساری خطا تھی میں نہ تھا۔"

اب حلیمہ بھی ذرا جی کڑا کر کے بادشاہ کے سامنے آ کے کھڑی ہوئی اور کہا "یا ابت! اگرچہ اس

نوجوان کی شکل وصورت دلیری وشجاعت ہر چیز سفارش کرتی ہے۔ اور اسکی نوعمری پر ترس آتا ہے
مگر اس نے بڑی جرأت کی ہے۔ میری سخت توہین ہوئی"

حارث۔ "ہاں۔ ہاں۔ میں خود سمجھتا ہوں" (عمرو کی طرف دیکھ کے) "تم نے بڑی نالائقی کی۔ یہ شاہزادی کی نہیں میری توہین تھی۔ میں فکر میں ہوں کہ تم کو کیا سزا دوں۔ مگر اس کی سزا قتل کے سوا اور کیا ہوسکتی ہے؟"

حلیمہ۔ "نہیں ابا جان۔ یہ بہت سخت سزا ہے۔ بس اتنی تعزیر کافی ہو کہ پھر اس کو ایسی جرأت نہ ہو"

ماریہ۔ "نہیں اسے قتل ہی ہونا چاہیے۔ اپنے آقا اور اپنے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ ایسی گستاخی کوئی معمولی بات نہیں"

حارث۔ "نہیں ابا جان۔ حلیمہ سچ کہتی ہے۔ میری بیٹی حسن وجمال کے ساتھ دل میں رحم وانصاف بھی رکھتی ہے" اس نوجوان کی اس حرکت سے مجھے اور یقین ہو گیا کہ بیشک شُرفائے عرب میں سے ہے۔ کسی معمولی آدمی سے ایسی جرأت ہرگز نہ ہوسکتی۔ یہ اسی کا کام تھا۔ اور اب اس وقت سزا کا محل نہیں۔ سب ہی قتل گاہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اور کسے خبر کہ کل کون زندہ ہوگا۔ اور کون خاک وخون میں لتھڑا پڑا ہوگا۔ ایسی حالت میں قتل کرنا حقیقت میں کوئی سزا ہی نہیں۔ مجھے دیکھنا ہے کہ اس جرأت ودلیری کا آدمی میدان جنگ میں کیا جوہر دکھاتا ہے۔ (اُن سپاہیوں کی طرف متوجہ ہو کے جن کے ہاتھ میں عمرو گرفتار تھا) تم نے جو فوراً اس کو گرفتار کر لیا۔ اس پر میں نہایت خوش ہوا تم انعام کے مستحق ہو۔ مگر اب میری خوشی اس میں ہے کہ اسے چھوڑ دو"

عمرو نے رہائی پاتے ہی جھک کے بادشاہ کے قدم چوم لیے اور ممنونیت کی شان سے سر جھکا کے سامنے دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

حارث۔ "عمرو! تم سمجھ سکتے ہو کہ اس گستاخی کی سزا تمہیں کسی اور کے ہاتھ سے کیا ملتی۔ مگر چونکہ خود حلیمہ تمہارے قتل کے خلاف ہے۔ لہذا میں بھی معاف کرتا ہوں مگر نہیں یہ نہ سمجھو کہ تم معاف کیے گئے۔ اب یہ تمہارے ہاتھ ہے کہ میدان جنگ میں اتر کے ثابت کردو کہ کس بات کے مستحق ہو۔ اگر تم اس معرکہ میں مارے گئے تو سمجھا جائیگا کہ تم قتل کے مستحق تھے۔ اور خود ہی سزا مل گئی۔ اور اگر عقلمندی کے ساتھ دشمنوں کو خاک وخون میں ملا کے اور نام پیدا کر کے زندہ واپس آئے تو میں قسم

کہا کے کہتا ہون کہ حلیمہ تمہاری ہے۔"

اتنا سُنتے ہی عمرو دوڑ کے بادشاہ کے قدمون پہ گر پڑا۔ تمام حاضرین سناٹے مین آ گئے۔ ماریہ کی پیشانی پر اور شکنین پڑ گئین۔ اور خود حلیمہ نے شرم سے زیادہ سر جھکا لیا۔ زہیر نے بھی بڑھ کے بادشاہ کے آگے زمین چومی اور ادب سے عرض کیا کہ "معشوق یہی عشق ہے جس کو اُس روز عمرو ظاہر نہ کر سکا تھا" اور اسکے ساتھ ہی اُس نے عمرو کو مبارکباد دی۔

حارث۔ "بس مین نے فیصلہ کر دیا۔ اب انکی کامیابی انھین کی جرأت اور قسمت پر منحصر ہے۔"

اس کے بعد عمرو زہیر اجازت پا کے آگے کو روانہ ہوے۔ مگر بادشاہ کے سامنے سے ہٹے ہی تھے کہ مرجانہ نے دوڑ کے اُن کو کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور کچھ ایسی باتین لگائین کہ ہمارے دونون بہادر نوجوانون کو فوج کے سلسلہ سے علٰحدہ تھوڑی دیر تک اُسی کی باتون مین مصروف رہنا پڑا۔

عمرو کو رہائی دے کے اور اُسکے دل مین امید کی روشنی پیدا کر کے شاہ حارث اعرج اپنی ناز آفرین بیٹی کی طرف متوجہ ہوا۔ جو اب تک ندامت سے سر جھکائے کھڑی تھی۔ اور کہا "حلیمہ! اب یہ شرمانے کا محل نہین۔ دن ختم ہوا جاتا ہی زیادہ دیر ہوئی تو رات کو اس وادی سے گزرنا دشوار ہوگا۔ جو لوگ باقی رہ گئے ہین اُنکے بھی عطر لگا دے۔ تاکہ اس خوش بو سے سب لوگ دل مین جوش و ولولہ پیدا کر کے آگے بڑھین۔"

حلیمہ۔ (نیچی آواز سے) "یا ابت! آپ کے حکم مین مجھے عذر نہین" مگر دل مین کہا "کیا کرون؟ اب تو مجھے مردون کے جسم مین خوشبو لگاتے اور اُن کو ہار پہنانے شرم معلوم ہوتی ہے۔" بہرحال حلیمہ پھر اُسی پہلے مقام پر جا کے کھڑی ہو گئی۔ اور طوعاً وکرہاً سُست و ناتوان ہاتھون سے سپاہیون کے عطر لگانے لگی۔ تھوڑے ہی لوگ باقی رہ گئے تھے۔ جو عصر کے وقت تک گزر گئے۔ اور سب کے آخر مین خود بادشاہ اُسی راستہ سے گزرا اور حلیمہ کے قریب پہنچ کے کہا "بیٹی! میرے بدن مین بھی عطر لگا دے۔ اور اپنے معصوم ہاتھون سے مجھے بھی ہار پہنا" حلیمہ نے نہایت ہی

مستعدی اور جوش دل سے باپ کے عطر لگایا۔ اُس کے گلے مین ہار ڈالا۔ اور وہی عطر بھرے ہاتھ اپنے کپڑون پر پھیر لیے۔

حارث۔ (استعجاب سے) "این! حلیمہ یہ عطر تیرے کپڑون مین لگانے کا نہین۔ یون تو خود ہی تیرے جسم سے شقائق نعمان کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی ہے تاہم اگر شوق ہی تو تیرے قمیص و دوپٹے سے قرنفل کی لپٹون کا آنا اور تیری زلفون مین خلوق و زعفران کے سنہرے رنگ کا چمکنا ہی کافی ہے۔ اور یہ عطر تو خاص اُن لوگون کے لیے ہے جو سر ہاتھون پر لے کے دشمن کے سامنے جاتے ہون۔ یہ عطر نہین ناموری کی موت کا کفن ہے۔"

حلیمہ۔ "تو ابا جان کیا مین اس قابل نہین کہ آپ کے دشمنون کو خاک و خون مین ملا دون؟ جو کفن لاکھون آدمیون کو اپنے ہاتھ سے پہنا چکی۔ وہی کفن پہن لینے مین مجھے کیا تامل ہو سکتا ہے؟"

حارث۔ (تعجب سے بیٹی کی طرف دیکھ کے) "تو کیا بیٹی تو بھی دشمنون کے مقابلے کو چلتی ہے!"

حلیمہ۔ "بے شک۔ جس میدان مین میرے والد خود اُترتے ہین۔ میری وادی سر کھولے ہوے ساتھ ہین کہ دشمن کے خون سے ہاتھ رنگین۔ اور جس جگہ ـــــ" حلیمہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھی مگر دل نے یاری نہ دی اور زبان رُک گئی۔

حارث۔ "ہان۔ ہان بتا۔ اور جس جگہ کیا؟"

حلیمہ۔ (شرم سے سر جھکا کے) "آپ نے خود مجھے عمرو کو دے دیا۔" اتنا کہا اور رو دی گئی۔

حارث۔ نہین بیٹی۔ مین نے ابھی دیا نہین۔ ہان دون گا۔ بشرطیکہ اُس سے اعلی شجاعت ظاہر ہوئی۔"

حلیمہ۔ "نہین ابا جان۔ آپ نے دیا اور مین اُسکی ہو چکی۔ اور اسی شرط سے کہ وہ خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہو جائے۔ اور مین بھی کہتی ہون کہ جس جگہ میرا شوہر موت کا آرزو مند ہو وہان مین خیمے کے سرا پردہ مین نہین بیٹھ سکتی۔ تلوار میرے ہاتھ مین ہو گی اور مین بھی اپنے شوہر کے برابر جان دونگی۔"

حارث نے یہ باتین سُن کے حلیمہ کو اور زیادہ حیرت سے دیکھا جو فرط شرم سے چار آنکھین نہ کرسکتی تھی - اور نظر نیچی کیے کھڑی تھی - لیکن ان باتون کا ایسا اثر ہوا تھا کہ حارث تھوڑی دیر کے لیے ایک گو مگو کے عالم مین رہا - اور آخر بیٹی کی محبت کچھ ایسی غالب آئی کہ بولا "حلیمہ اگر تو چاہتی ہے کہ عمرو کا اتنا امتحان بھی نہ لیا جائے تو صاف کہہ دے - مین باز آجاؤن گا - اور اُس سے بُلا کے کہہ دون گا کہ میدان جنگ مین نہ اُترے"

حلیمہ - "نہین - ابا جان - مین یہ نہین چاہتی - اُس نے اتنی بڑی جرأت کی ہے تو اب اُسے ضرور ایسا موقع ملنا چاہیے کہ اپنے آپ کو میرے پانے کا مستحق ثابت کر دے - مگر اُسکے ساتھ مجھے بھی اجازت دیجیے کہ میدان جنگ مین اُتر کے اُس کی جان کی حفاظت کرون"

حارث - "بیٹی! یہ میرا کام ہے - تیرے ہی لیے مین خود اُسکی حفاظت کرون گا"

حلیمہ - "نہین - جو کچھ ہو مین تو ضرور چلون گی - اور نہین تو اُسکی شجاعت و سپہ گری کا تماشا اپنی آنکھ سے دیکھ لون گی"

حارث - "اچھا - تو مین اجازت دیتا ہون - مگر دیکھ حلیمہ اپنی دادی کے ساتھ گھوڑے پر سوار میرے گھوڑے کے برابر رہنا"

الغرض حارث نے حلیمہ کو میدان جنگ مین جانے کی اجازت دی - اور گھاٹی سے نکل کے پیچھے کے لق و دق میدان مین آیا - جہان اسکی تمام فوجین اُس وادی سے جو اسکے بعد سے وادی حلیمہ‡ مشہور ہو گئی گزر کے صفین باندھے کھڑی تھین - اور آگے بڑھنے کیلیے آخری حکم کی منتظر تھین -

بادشاہ تو اِدھر آیا - اور اُدھر حلیمہ فوجی لباس سے آراستہ ہونے کے لیے اپنے خیمہ مین گئی - جہان ماریہ ذات القرطین بھی موجود تھی اور خولہ کو بھی لوگ اٹھا کے لائے تھے - جو اب اپنے ہوش مین تھی - اور نہایت ناتوان آواز مین ماریہ سے باتین کر رہی تھی - اور باتین بھی وہ جنکو ہمارے اس قصہ سے پورا تعلق ہے -

ماریہ نے سر پر ایک خود رکھ کے اور اُس پر عمامہ لپیٹتے ہوئے کہا "خولہ! یہ تو معلوم ہوا کہ وہ شخص بڑا بدمعاش ہے - مگر اس مقام پر جبکہ بادشاہ کی امان مین تمھین

‡ اسی دن سے اس وادی کا نام وادی حلیمہ مشہور ہو گیا - اور غالباً آجتک اسی نام سے یاد کی جاتی ہے -

کیون غش آگیا؟"
خولہ" ملکہ! اس شخص نے مجھپر ایسے ایسے ظلم کیے ہین اور مجھے ایسی ایسی تکلیفین دی ہین کہ میرا دل دہل گیا ہے۔ ہزار اطمینان ہو مگر جہان اُس کی صورت دیکھتی ہون ہوش وحواس نہین بجا رہتے"
ماریہ" پھر ایسے ظلم کیے تھے تو تم نے کبھی بادشاہ سے کیون نہ کہا کہ وہ اس گستاخی کے لیے آج زندہ ہی نہ رہا ہوتا"
خولہ" مین دل مین کہتی تھی کہ وہ زمانہ گزر گیا۔ اور دیوتاؤن نے مجھے اُسکے پنجے سے رہائی دی پھر اب کیون اُس کی جان کی دشمن بنون؟"
ماریہ" حقیقت مین تم بڑی نیک عورت ہو کہ اتنے ظلم ہوئے اور کبھی میرے سامنے نام بھی نہ لیا!"
خولہ" ملکہ۔ کچھ ایک مین ہی اِس کے ہاتھ کی ستائی نہین ہون۔ اس نے صدہا عورتون کو یونہین اپنے بس مین کر کے دغا دی۔ بس میری تو دعا ہے کہ خدا اس کے بس مین نہ ڈالے"
حلیمہ ایک طرف کھڑی اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہو رہی تھی۔ یہ جملہ سُن کے نہ رہا گیا۔ ذرا متجسّس صورت بنا کے پوچھا" خولہ! تو کیا تم بھی عمرو کی بی بی رہ چکی ہو؟"
خولہ" ہان شاہزادی۔ میری کم بختی تھی جو اُس سے نکاح کیا۔ کیا عرض کرون کہ کیسے کیسے ظلم اُٹھائے ہین!"
حلیمہ" اور عمرو سے پہلے تم کس کے نکاح مین تھین؟"
خولہ (ذرا سوچ کے)" عمرو سے میرا پہلا ہی نکاح تھا"
حلیمہ" اور پھر اُس کے بعد کس سے نکاح ہوا؟"
خولہ" طلیح سے؟"
حلیمہ" اور طلیح سے تم سے کیونکر شناسائی ہوئی؟ اور ہان یہ بھی بتاؤ کہ عمرو کے نکاح سے تم آزاد کس طرح ہوئین؟"
خولہ" شاہزادی! یہ بڑی داستان ہے۔ مگر خلاصہ یہ کہ عمرو نے مجھے بازار عکاظ مین لا کے بے کس و بے بس چھوڑ دیا۔ مین وہان اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرتی تھی کہ طلیح سے ملی۔ اُنھون نے مجھے اپنے خیمہ مین پناہ دی۔ اور پھر نکاح کر لیا"

یہ جواب سُن کے حلیمہ نہایت برہم ہوئی۔ خوبصورت جبین ناز پر شکنین پڑ گئین۔ چہرہ مارے غصّہ کے سرخ ہو گیا۔ اور کہا "خولہ۔ تیری باتون سے دغا اور فریب کی بُو آتی ہے۔ مین سارا حال جانتی ہون۔ اور خوب پہچانتی ہون کہ تو کتنی ہے۔ تو عمرو سے پہلے اُس کے باپ کی جورو نہ تھی؟ اور اگر تجھے اس سے انکار ہے تو مین آدمی بھیج کے قبیلۂ بنی عذرہ کے سردار سے دریافت کراؤن؟ مجھے یہ خوب معلوم ہے کہ عمرو نے تیری بڑی خاطرداشت کی۔ تجھے بڑے آرام سے رکھا۔ مگر تو خود بدکاری اور دغابازی کے شوق مین اُسے چھوڑ کے بھاگ آئی۔ اور اب طلح کو اپنا شوہر بتاتی ہے۔ تجھے اس قدر جھوٹ بولتے اور اپنے محسن پر تہمت باندھتے شرم نہین آتی؟"

خولہ "شاہزادی۔ آپ کو کسی نے میری طرف سے بدظن کر دیا ہے۔" کہنے کو تو خولہ نے یہ کہدیا مگر چہرے کی یہ حالت تھی کہ رنگ اُڑا جاتا تھا۔ زور دے دے کے آنکھون کو اُٹھاتی تھی۔ مگر خود بخود نیچی ہوئی جاتی تھین۔

حلیمہ "وہ تیری صورت ہی سے سارا حال کھُلا جاتا ہے۔"

یہ کہہ کے حلیمہ پھر اپنے کپڑے پہننے مین مشغول ہوئی۔ مرجانہ کی مدد سے جلدی جلدی خود و زرہ پہنے۔ اور ہتھیار لگائے ہوے خیمہ کے باہر نکل آئی۔ مرجانہ اور وہ دونون گھوڑون پر سوار ہوئین۔ اور اُس میدان کی راہ لی جہان تمام فوجون کا مجمع تھا۔ کچھ دور تک تو دونون خاموش چلی گئین۔ مگر تھوڑی دور نکل کے حلیمہ نے کہا "مرجانہ! خولہ کی صورت کہے دیتی ہے کہ یہ سب باتین سچ ہین۔ تجھے کیونکر پتہ لگا؟"

مرجانہ "عمرو کے اچانک خولہ کا نام لینے اور خولہ کے اُس کی صورت دیکھتے ہی غش کھا جانے پر مجھے بڑی حیرت تھی۔ آپ نے شاید دیکھا ہوگا کہ مین نے اُسی وقت اس کا سبب دریافت کیا تھا۔ مگر عمرو جواب نہین دینے پایا تھا کہ لوگون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ پھر جب بادشاہ نے اُسے آزادی بخشی تو مین پھر مبارکباد دینے کے بہانے سے اُس کے پاس گئی اور سارا حال دریافت کر لیا۔ اور شاہزادی۔ میرے نزدیک اس مین سر مُو فرق نہین۔ عمرو زہیر نہایت ہی شریف نوجوان ہین۔ ان چند دنون کے تجربہ مین وہ میری نظر مین ایسے ثابت ہوے کہ تعریف نہین کر سکتی۔ اب وہ دونون میرے بھائی ہین اور مین اُن کی بہن ہون۔ ہم نے باہم عہد کر لیا ہے کہ ایک دوسرے کے کام مین پوری کوشش کرینگے۔"

حلیمہ "مجھے نہین خبر تھی کہ تم اُن کو جانتی ہو۔"

مرجانہ "اور شاہزادی سچ کہون؟ مجھ سے آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کو اُنھین نے کہا اور اسی سبب سے مین نے آمد و رفت بڑھا کے اتنی عزت حاصل کی کہ آپ مجھے اپنے ہمراہ یہان لے آئین۔"

یہ سُن کے حلیمہ نے مرجانہ کو ذرا گھور کے اور بدگمانی کی نگاہ سے دیکھا۔ جس پر مرجانہ سہم گئی اور کہا "مین جھوٹ نہ بولون گی۔ مین فریب و دغا سے بالکل دور رہتی ہون۔ آپ چاہے مار ڈالیے۔ مگر اتنا کہے بغیر نہ رہون گی کہ عمرو نہایت ہی شریف النفس پاکباز اور بہادر ہے اور آپ کی زلف گرہ گیر کا اسیر۔ آپ کے بغیر اُس کی زندگی تلخ ہے۔ آپ کا خیال کرتے کرتے اکثر وہ مجنون ہو جاتا ہے۔ اور اپنے ہوش مین نہین رہتا۔ وطن کے ساتھ اُس نے دُنیا کی تمام لذتون کو چھوڑ دیا ہے۔ بنی عذرہ اور بنی طے اُس کے تمام ہم وطن اور ہم قبیلہ نعمان کی جھنڈے کے نیچے ہین۔ مگر وہ صرف ایک آپ کے لیے سب کو چھوڑ کے بنی غسان کے ساتھ ہے۔ خود اپنے عزیزون اور قبیلہ والون کا خون گرانے کو تیار ہے۔ اور آمادہ ہے کہ آپ کے عشق مین ـــــــ۔"

مرجانہ کا سلسلۂ کلام قطع ہونے ہی کو نہ آتا تھا۔ مگر اِن باتون نے شاہزادی کے دل پر مختلف قسم کا اثر ڈالا۔ پہلے وہ غضب آلود تھی اور مرجانہ کی طرف سے بدگمان۔ پھر اُس کی جُرات و صاف گوئی پر کسی قدر متحیر ہوئی۔ پھر آپ ہی آپ دل مین شرمائی۔ اور آخر مین کوئی ایسا خاص جذبہ دل پر غالب آگیا کہ یکایک بات کاٹ کے بولی "بس مرجانہ۔ بس۔ اپنے بھائی کی بہت وکالت کر چکی۔ اب کچھ کہنے کی ضرورت نہین۔ تو جانتی ہے کہ تیرے کہنے سے پہلے ہی مین عمرو کی ہو چکی۔ لیکن ہان ابھی اُس کی شجاعت و دلیری کا امتحان باقی ہے۔"

مرجانہ "اِس امتحان مین تو اکیلا وہی نہین۔ زہیر اور وہ دونون ایسے ثابت ہون گے کہ کسی کو شک کرنے کی جُرات بھی نہ ہو سکے گی۔"

مرجانہ سے یہ باتین کرتی ہوئی حلیمہ فوج مین پہونچ گئی۔ اور دیکھا کہ حارث ایک بلند مقام پر کھڑا فوج کو دیکھ دیکھ کے خوش ہو رہا ہے اور روانگی کا حکم دینے ہی کو ہے کہ ناگہان مشرق کی طرف سے ایرانی بوق و قرنا کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا کہ نعمان بھی اپنے لشکر کو لے کے آ پہونچا۔ اور یہ اُسکے طلیعہ کی فوج ہے جس مین وضائع یعنی عجمی سپاہی ہین اور ا[illegible]

آ پہونچنے کی خبر دے رہے ہین۔ مگر ہماری فوج کا سامان دیکھنے کے لیے خود نعمان بھی اُن لوگون کے ساتھ آگے بڑھ آیا ہے۔

شام ہونے کو تھی۔ آفتاب اُفق مغرب مین تھا بنی غسان کے پیچھے کی پہاڑیان سورج کے لینے کے لیے گود پھیلائے ہوے تھین۔ اور حارث اعرج کی نظر ایک تمکنت و غرور کی شان سے حریف کی فوجون کو اُن پیچیدہ گھاٹیون مین ڈھونڈھتی پھرتی تھی کہ زہیر نے حاضر ہو کے رکاب چومی۔ اور اہل حیرہ کے طلیعہ پر حملہ کرنے کی اجازت مانگی۔ حارث نے پہلے تو ٹالا اور کہا "یہ لڑائی کل سے شروع ہوگی"۔ مگر زہیر کے اصرار پر راضی ہوا۔ اور تاکید کی کہ سوارون کا ایک کافی گروہ اپنے ہمراہ لے لو۔ اجازت پاتے ہی زہیر خوش خوش واپس گیا۔ اور بادشاہ کے شوق مین ایک بے تابی پیدا ہو گئی۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد تمام فوج والون نے حیرت سے دیکھا کہ بنی غسان کی صفون مین سے دو سوار نکلے اور اپنے نیزون کو آگے کی طرف جھکائے اور آفتاب کی آڑی کرنون کے نورانی خطوط مستقیم سے ملائے ہوے بڑھے۔ حریف کی فوجین ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر تھین جہان تک پہونچتے پہونچتے آفتاب غروب ہو گیا۔ تارون نے نیمباز آنکھین کھولنا شروع کر دین۔ اور فضا کے اُڑنے والے طیور کا تبادلہ ہونے لگا۔ رات کی چادر اوڑھ کے شکار کرنیوالی چڑیان جاہلیت عرب کے ضعیف الاعتقادون کو ڈراتی ہوئی اپنے ون کے عزلت کدون سے نکل پڑین۔ اور دن کے تھکے ہوے طائرون نے اپنے اپنے آشیانون مین جا کے دم لیا۔ اجرام فلکی کے چمکنے کے ساتھ ہی دشت عرب کے غول اپنے شعلے بھڑکاتے ہوتے دوڑے اور بنی غسان کی فوجون مین اور خاصتہً شاہ حارث اعرج کے چارون طرف مشعلین روشن ہوئین۔

بنی حیرہ کو ایرانیون کے اثر نے زیادہ پُر تکلف اور عشرت پسند بنا دیا تھا۔ اگرچہ اُن کی طرف بھی جا بجا مشعلون کی روشنی کی گئی۔ مگر خاص وادی صفرہ[1] کے دہانے پر زیادہ روشنی تھی۔ اس لیے کہ یہان خود بادشاہ نعمان بن منذر موجود تھا اور اُس کے آگے ایک بڑی سی کافوری شمع روشن تھی جس کو ایک عجمی مرزبان ہاتھ مین اُٹھائے ہوے تھا اور چارون طرف لوگون کے ہاتھون مین انگیٹھیان تھین۔ اور اُن مین عود و لوبان

---

[1] وہ مقام جہان نعمان کی فوج نے قیام کیا ہے وادی صفرہی کے نام سے مشہور تھا۔

ٹمٹما رہا تھا۔ غسانی سوارون کے نیزے جو آفتاب کی شعاعون مین چمکتے چمکتے تاریکی مین چھپ گئے تھے یکایک اس کا فوری شمع کی روشنی مین چمکے۔ اور چمکتے ہی ایک شمع بردار کے سینے مین اور دوسرا بادشاہ کے مصاحب کے پہلو مین غائب تھا۔ شمع زمین پر گر کے خاموش ہو گئی۔ اور عجمی مرزبان کی چیخ نے تمام فوج مین ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اضطراب بدحواسی مین انگیٹھیان اُلٹ گئین۔ آگ کی چنگاریان اُڑ اُڑ کے حواس باختہ سپاہیون پر گرین۔ نعمان کھاگا۔ اور آپس مین تلوار چلنا شروع ہوئی۔ اسی حالت مین موقع پا کے غسان کے دونون سوارون نے کئی اور کو قتل کیا۔ اور شمع بردار مرزبان کا سر کاٹ کے تیرہ والون کو باہم لڑتا چھوڑا اور اپنی فوج کی راہ لی۔

یہ دونون سوار آناً فاناً واپس آئے۔ اور مرزبان کا سر حارث اعرج کے سامنے ڈال دیا۔ حارث نے دونون کو حیرت کی نظر سے دیکھا۔ اور عمرو زہیر کی صورت پہچان کے زور سے کہہ اُٹھا "حلیمہ! تو بے شک خوش نصیب ہے" خود حلیمہ بھی بادشاہ کے برابر ہی کھڑی تھی۔ دونون کی یہ بے مثل جرأت دیکھ کے بے اختیار دوڑی اور عمرو سے لپٹ کے رونے لگی۔ ماریہ ذات القرطین نے قبل اس کے کہ کسی اور کی نظر پڑے حلیمہ کو عمرو سے جدا کیا۔ اور بادشاہ اور تمام لوگ عمرو زہیر کی تعریفین کرتے ہوئے اپنے خیمون مین گئے۔

دسوان باب

یوم حلیمہ

یون تو ایام عرب مین سے ہر معرکہ ایک خاص شان اور خاص قسم کی شجاعت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ مگر مورخین کے نزدیک مسلّم ہے کہ قبائل عرب اس معرکہ یعنے یوم حلیمہ سے زیادہ فوجین کبھی کسی موقع پر نہین لا سکے تھے۔ آفتاب کے برآمد ہونے سے پہلے ہی دونون طرف کے نبرد آزما اپنے اپنے مذہب و مذاق کے مطابق خدا اور بتون یا نور و نار کی پرستش کر کے میدان مین آ گئے۔ اور منتظر ہین کہ حملہ کا حکم ہو۔ اور دشمنون پر جا پڑین۔ مگر دونون طرف کے افسر اپنے اپنے سپاہیون کو روک رہے ہین۔ اور منتظر ہین کہ آفتاب ذرا بلند ہو لے اور بادشاہ سے اجازت حاصل ہو جائے تو حریف

کی طرف رُخ کرین - یہ بیم ورجا کی گھڑیان ابھی ختم نہین ہوئی تھین کہ نعمان کی فوج کی طرف سے چند لوگ آتے نظر آئے اور غسانیون مین طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے - بعض سمجھے کہ رات کا بدلہ لینے آتے ہین بعض کا خیال کسی اور طرف گیا - اور وہ لوگ جو تین تین چار چار میل کی چیزین دیکھ کے پہچان لینے مین مشہور تھے اور جن کی عربون مین بڑی قدر تھی آگے بڑھ بڑھ کے دیکھنے لگے کہ یہ کون لوگ ہین اور کیون آتے ہین -

آخر وہ لوگ قریب آگئے اور معلوم ہوا کہ کچھ پیام لائے ہین - اُن مین سے ایک ایرانی سردار جو عربی زبان نہایت فصاحت سے بولتا تھا آگے بڑھا اور کہا "دیا معاشر الغسان مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو" لوگون نے بڑھ کے اُسے لیا - اور ملک حارث اعرج کے سامنے لے جا کے کھڑا کر دیا - اور دو چار سردارون نے اس کی پیٹھ پر گھونسے مار مار کے اُسے سجدے مین گرا دیا - سجدے سے اُٹھ کے اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ "ہمارے بادشاہ کو یہ نہین پسند ہے کہ دونون تاجدارون کی ذاتی مخالفت و عداوت مین قبائل عرب کٹ مرین اور خدا کی بے انتہا خلقت قتل ہو"

حارث "کیا وہ چاہتا ہے کہ خود میرے مقابلہ مین آ کے ؟"

سفیر (خوش ہو کے) "جی ہان - یہی - مگر اتنی زیادتی کے ساتھ کہ دونون بادشاہون سے پہلے دونون طرف کے شاہزادے میدان مین نکل کے جوہر شجاعت دکھائین - اور جب اُنکا خاتمہ ہو لے تو خود بادشاہ نکلین"

حارث "مجھے منظور ہے - ابو کرب! (حارث کا بڑا بیٹا) جاؤ - اور دشمنون کو بتا دو کہ بنی غسان کا شاہی خون کیسا شریف ہے - مگر دیکھو میدان مین قدم رکھنے سے پہلے صلیب سے مدد مانگ لینا"

اہل حیرہ کا سفیر اپنی کامیابی پر خوش خوش واپس گیا - اور اُسکے پیچھے ہی ابو کرب گھوڑا کُداتا ہوا نکلا اور میدان مین چکر لگا کے درمیان مین ٹھہر گیا - اور نعمان نے اپنے بیٹے کو اپنے مقابلہ مین بلایا - چند ساعت کے بعد ایک نہایت ہی قوی ہیکل اور پختہ کار پہلوان اہل حیرہ کی صفون سے نکلا - اور ابو کرب کے سامنے آ کے ٹھہر گیا -

ابو کرب "تم شاہزادے ہو ؟"

پہلوان "ہان مین نعمان کا بیٹا ہون"

اس کی زبان کی لکنت اور عجمی لہجہ سے ابوکرب سمجھ گیا کہ یہ شاہزادہ نہین کوئی اور شخص ہے اور فی الحقیقت یہ ایک قدیم زابلستانی پہلوان تھا جسکی بہادری کی ایرانیون مین دھوم تھی۔ ابوکرب اس کی صورت دیکھ کے دل مین ذرا خوف زدہ ہوا۔ اور میدان سے واپس آ کے باپ کے سامنے زمین چومی اور کہا کہ "یہ حیرہ کا شاہزادہ نہین بلکہ بادشاہ نعمان کا کوئی قوی ہیکل پہلوان ہے"

حارث۔ (برہمی سے) "تو تم اس سے ڈرتے ہو؟"

ابوکرب "نہین۔ مگر اندیشہ ہے کہ نعمان نے فریب نہ کیا ہو"

حارث "ممکن نہین۔ قبائل عرب مین دغابازی نہین"

باپ کی یہ مضبوطی دیکھ کے ابوکرب پھر میدان مین گیا۔ اور اپنے حریف سے لڑنے لگا۔ لڑائی نے طول نہین کھینچا۔ دونون طرف کے چند ہی وار خالی گئے ہون گے کہ زابلستانی پہلوان کے گرز نے ابوکرب کو گھوڑے سے مار کے گرا دیا۔ جسکے گرتے ہی حلیمہ اور ماریہ نے جو اس لڑائی کا تماشا دیکھ رہی تھین آہ کی۔ اور حارث نے بغیر اس کے کہ پیشانی پر شکن بھی آئے دوسرے بیٹے کو نکلنے کا حکم دیا۔

دوسرا غسانی شاہزادہ بھی میدان مین جا کے واپس آیا۔ اور باپ سے کہا کہ "یہ شاہزادہ نہین۔ یہ تو فارس کا کوئی نامور پہلوان ہے۔" مگر حارث نے خشمگین چشم و ابرو سے کہا "مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ میرے ابن عم[1] نے فریب نہین کیا ہے"

یہ شاہزادہ بھی مایوس ہو کے میدان مین نکلا اور جاتے ہی اہل حیرہ کے فرضی شاہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حارث نے تیسرے بیٹے کو نکلنے کا حکم دیا۔ اور اس غضب و برہمی کے ساتھ کہ نہ ماریہ کو روکنے کی جرأت ہوتی تھی اور نہ حلیمہ کو۔ زہیر و عمرو اس جگر خراش تماشے کو کھڑے خاموشی سے دیکھ رہے تھے اور کوئی زور نہ چلتا تھا۔ لیکن آخر اسی اصول نے کہ ہمیشہ سچ اور راستبازی کو فتح ہوئی ہے غسان کے شاہی خاندان کی مدد کی۔

نعمان کی فوجون مین بنی حنیفہ کا بڑا گروہ تھا۔ جن کا سردار شمر بن عمرو حنفی اس دغابازی کو کھڑا نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔ اسکی ماں غسانیہ تھی۔ اور اسی وجہ سے اُسے حارث کے خاندان کے ساتھ ایک دلی اُنس تھا۔ جب حارث کے دو بیٹے کٹ چکے تو اُس سے نہ رہا گیا۔

[1] ابن عم سے یہان حریف مراد ہے۔ اور حارث نے اس موقع پر اسی لفظ سے نعمان کو یاد کیا تھا۔

یک بے اختیارانہ جوش سے نعمان کے سامنے گیا۔ اور عربی آزادانہ مزاجی کی شان سے کہا "آپ اپنے ابن عم کو دو دفعہ دغا دے چکے ہین" نعمان بھلا ایسی نکتہ چینی کی کب تاب لا سکتا تھا؟! اپنے آپے سے باہر ہو گیا۔ پہلے ارادہ کیا کہ اس جنگی شہسوار عرب کو قتل کر ڈالے۔ مگر آخر بعض مشیرون کی صلاح سے یہ راے قرار پائی کہ اُس کو فوج سے نکلوا دینا ہی کافی ہے۔ ورنہ زیادتی کی گئی تو تمام بنی حنیفہ بگڑ کھڑے ہون گے۔ اس راے پر فوراً عمل کیا گیا۔ اور شمر بنی حیرہ کو چھوڑ کے پہاڑیون مین چکر کھاتا ہوا گیا اور شاہ حارث کے سامنے پہونچ کے زمین بوسی کے بعد سارا حال بیان کر دیا۔

حارث کو یہ خبر معلوم ہوتے ہی نہایت غصہ آیا۔ نعمان کی یہ دغابازی سُن کے وہ اس قدر ازخود رفتہ تھا کہ چاہتا تھا اُسکے سارے خاندان کو خاک و خون مین ملا دے۔ اور اسی ارادے سے اُس نے دشمنون کی صفون کو گھور کے دیکھا۔ اور جب اپنے دونون بیٹون کے قاتل پر نظر پڑی جو اسوقت تک میدان مین چکر لگا لگا کے کسی اور غسانی شاہزادے کو بُلا رہا تھا۔ تو اُس کی آنکھون مین خون اُتر آیا۔ اور کہا "وہ یہ شخص نعمان سے بھی زیادہ بے ایمان ہے۔ اب تک بے حیائی کا جامہ پہنے کھڑا ——"

بادشاہ اس جملہ کو تمام نہین کرنے پایا تھا کہ حلیمہ کی زبان سے ایک چیخ کے ساتھ نکلا کہ "کوئی اسے قتل کرتا۔ آہ۔ یہ میدان سے زندہ پلٹ گیا تو دل پر صدمہ رہے گا"

حلیمہ کی زبان سے یہ حسرت بھرا کلمہ سُنتے ہی عمرو نے اس شخص کو گھور کے دیکھا۔ اور کہا "قتلنی اللہ ان لم اقتلک ع!" اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے چلّا کے کہا "جو اس کا سر کاٹ لائے اُسے سو اونٹ ملین گے" بادشاہ یہ جملہ ختم بھی نہ کرنے پایا تھا کہ عمرو اپنا نیزہ ہوا مین ہلاتا ہوا نکلا۔ اور گھوڑے کو ایڑ بتا کے دم بھر مین دشمن سے جا ملا۔

عجمی پہلوان "تم غسان کے شاہزادے ہو؟"

عمرو "مین تجھ سے زیادہ شریف ہون"

یہ جواب پا کے عجمی کسی قدر کھٹکا۔ اور قریب تھا کہ گھوڑا پھیر کے اپنی فوج مین واپس جائے مگر عمرو کے نیزے نے اتنی مہلت نہ دی۔ عجمی کے زرہ بکتر اور چار آئینہ مین عمرو کا نیزہ اُسے زخمی تو نہ کر سکا مگر یان یہ البتہ ہوا کہ اُسکے ہوے نے گھوڑے کی پیٹھ سے گرا دیا۔ اور وہ

ع اگر مین تجھے نہ مارون تو خدا مجھے مار ے۔

زمین پر گر کے سنبھلنے نہ پایا تھا کہ عمرو نے گھوڑا پھیر پھیر کے نیزون کے تابڑ توڑ وار شروع کیے جن مین سے دو وارون نے دونون آنکھین پھوڑ دین۔ اور اب وہ خوشامد سے امان مانگ رہا تھا۔ کہ عمرو نے گھوڑے سے اتر کے سر کاٹ لیا۔ عجمی کا سر نیزے کی نوک پر رکھ کے عمرو بادشاہ حارث کی طرف پلٹا۔ اور چند ساعت مین وہ سر حارث اور حلیمہ کے گھوڑون کے سامنے زمین پر پڑا تھا۔

حلیمہ عمرو کی یہ شجاعت دیکھ کے ایسی خوش ہوئی کہ اُس کا چہرہ چمکنے لگا۔ اور بادشاہ دنے کہا "عمرو تم ایسی شجاعت دکھا چکے ہو کہ اب تمھین میدان مین اُترنے کی ضرورت نہین ہمیشہ اب مین کسی اور اور اس سے زیادہ نازک موقع پر کام لونگا۔"

عمرو۔ (زمین چوم کے) "مین خوش ہون کہ شاہزادی کی آرزو اس وقت میرے ہاتھ سے پوری ہوئی مگر مجھے اطمینان اُسی وقت ہوگا جبکہ ملکہ ذات القرطین کی تمنا بھی میرے ہی ہاتھ سے بر آئے گی۔"

ماریہ "مین اتنا انعام دونگی کہ ——"

عمرو "ملکہ مین انعام کا طالب نہین۔ مین فقط آپ کی خوشنودی چاہتا ہون۔"

ناگہان قرنا و بوق کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا کہ حریف کی طرف سے حملہ ہونے والا ہے ہر شخص کو ایک شگفتگی اور چونکا دینے والی پھریری سی معلوم ہوئی۔ اور ایک بے اختیاری کے جوش کے ساتھ بہتون کے ہاتھ اسلحہ پر جا پڑے۔ حارث اعرج نے وادی حلیمہ کے رہنے والے بدوون کو بلا کے حکم دیا کہ اونٹون کو ذبح کر کے کھانا پکائین۔ اور لکڑی کے کھدے ہوئے بڑے بڑے کٹھلون مین بھر کے خیمہ گاہ کے سامنے لا کے رکھ دین۔ تاکہ جوان مردون اور نبرد آزماؤن مین سے لڑتے لڑتے جسے بھوک لگے واپس آ کے کھا لے۔ اور پھر میدان مین جا کے مقابلہ کرے۔ وہ لوگ تو اس حکم کی تعمیل کو روانہ ہوئے۔ اور اُن کے جاتے ہی حارث اعرج نے اپنا رومال ہلایا۔ اور اُس رومال کے ساتھ ہی جھنڈے کو حرکت ہوئی افسران فوج ادھر اُدھر زور سے دوڑے۔ اور جس قسم کی لڑائی منظور تھی اُس کو تمام افسرون پر ظاہر کیا۔ حارث اعرج اور اسی طرح نعمان بن منذر اپنے خاص خاص جانبازون کے ساتھ وسط فوج مین یعنے قلب مین تھے۔ اور قلب کے حصۂ فوج دونون جانب رُکے کھڑے تھے کہ دونون جانب سے دونون بازو بڑھے۔ لیکن سپاہیون کی حسبی وبہا لاکی

یا ہستی۔ پس و پیش کا دونون طرف یہ مساوی نتیجہ ظاہر ہوا کہ حارث اعرج کے میمنہ والے اپنے نیزے آگے کی طرف جھکائے ہوے نعمان کی فوج میسرہ پر جو اُن کے مقابل تھی جا پڑے اور اسکے جواب مین نعمان کے میمنہ والون نے سبقت کر کے حارث کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ اور دونون فوجون کے میسرہ پر ایسا دباؤ پڑا کہ سخت قتل و خونریزی ہوئی۔ نعمان کی طرف فروۃ بن مسعود شیبانی جو بڑا تجربہ کار اور مرد میدان شہسوار تھا اپنے بہت سے ہم قوم لوگون اور نیز حیرہ والون کے ساتھ غسانیون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مگر اس کے مقابلہ مین غسانیون کا اپنے میسرہ پر حیرہ والون سے بھی زیادہ نقصان ہوا۔ اسلیے کہ حارث کا تیسرا بہادر بیٹا جو بڑا بہادر اور فوج مین نہایت ہر دل عزیز تھا اور حلیمہ کا مان جایا بھائی تھا نعمان کے ہاتھ سے نذر اجل ہوا۔

شاہزادے کی ناعیہ* نے جابیہ کے لوگون کو ایک فی البدیہہ نظم مین اُس کا مرثیہ سُنایا جس کے سُنتے ہی حلیمہ بے اختیار چیخ مار کے رو اُٹھی۔ حارث اعرج نے پہلے دو بیٹون کے مارے جانے پر بڑے ضبط سے کام لیا تھا۔ لیکن اب ہمت ہار دی اور آنسو جاری ہو گئے۔ بادشاہ نے ایک بے صبری اور جوش کے لہجے مین کہا کہ "اب مین خود ہی اپنے بیٹون کا بدلہ لون گا" اتنا کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کے باگ ڈھیلی کر دی۔ اور اُس کے ساتھ ہی بنی غسان کی ساری فوج قلب نے حملہ کیا۔

لڑائی کا یہی حصہ زیادہ نازک اور پُر جوش تھا۔ خود بادشاہ نیزہ جھکائے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ عمرو زہیر آگے آگے ہین حلیمہ اور ماریہ اُس کے دونون پہلوؤن پر ہین۔ طلح بادشاہ کے پیچھے پیچھے ہے۔ اور مرجانہ حلیمہ کے گھوڑے سے گھوڑا ملائے ہوے ہے۔ اور اس مختصر جماعت کے آگے سوارون کے دو پرے اور گرد ۳۰ ہزار غسانی سوارون کا گروہ گرد اُڑاتا چلا جاتا ہے کہ اہل حیرہ کے ٹکڑے اُڑا دے۔ یہ لوگ اس جوش سے بڑھے تھے کہ نعمان اور اُسکے ساتھیون کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اُنھون نے صرف نیزے آگے جھکا دیے کہ قریب آنے کی جرأت کرین تو اُنھین نیزون مین چھد کے رہ جائین۔ اسلحہ کی یہ قلعہ بندی صرف بُزدلون کو روک سکتی تھی۔ غسانی سوار اُسی طرح

* ناعی موت کی خبر دینے والے کو کہتے ہین۔ اور جاہلیت مین اُمرا اور معززین کے ساتھ اُن کے ناعی بلکہ کبھی کبھی ناعیہ عورتین میدان مین جاتی تھین۔

زور مین بھرے ہوے گئے اور ان پر جا پڑے۔ پہلی صف کے سوارون مین سے تو اکثر اہل حیرہ کے نیزون مین چھد کے گر گئے مگر پچھلی صف والون نے بڑھ کے اور پل کے ان نعمانی نیزہ بردارونکو اپنے نیزون سے چھید ڈالا۔ ایک چشم زدن مین ساری ترتیب ٹوٹ گئی۔ صفین درہم وبرہم ہو گئین۔ اور دونون طرف کے جانبازون مین دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ معرکۂ جنگ مین کامیابی یا فتح دراصل اتفاق یا ہاتھ کے چل جانے کا نام ہے۔ بنی غسان جوش مین بھرے ہوے آئے۔ اہل حیرہ کے نیزون کی صف پر گرے تو بہت سے قربان ہوئے اور بہتون نے کھٹا کھٹ تلوارون کے وار کرکے اُن نیزون کو کاٹ ڈالا۔ بس غسانیون کا ہاتھ اسوقت جو چلا تو پھر نہ رُکا۔ نعمان کے لوگون کو ہتھیار چلانے کا وار ہی نہ ملا۔ اور اُن کے سپاہی متواتر کٹنا اور گرنا شروع ہو گئے۔ قضا اپنا کھیل بہت جلد کھیلنے لگی۔ اور تلوارین سرون کے حق مین عمدہ تھاپیان بن گئین۔

اب آفتاب بلند ہو کے سمت الراس پر آگیا تھا جس کی حدت کو گرد وغبار سنے فضا مین پھیل کے مٹایا۔ اور دن دوپہر کو اس خوفناک دھند ملکے نے شام اجل کا نقشہ بنا دیا۔ نیزے روشن اور متحرک ستارے بنے۔ اور تلوارون کی رفتار ہر طرف شہاب ثاقب یا تارون کے ٹوٹنے کی تصویر دکھانے لگی۔ حملہ آورون نے ایک نئی قسم کا باغ بنا رکھا تھا جس مین ہر طرف خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ اور باد مرگ کے تیز جھونکے سرون اور دیگر انسانی اعضا کو پھولون کی طرح اُڑا اُڑا کے زمین پر گرا رہے تھے۔ ہمیشہ کے لیے بیہوش کر دینے والی شراب کا دور چل رہا تھا۔ اور نشۂ موت کے بدمست جھوم جھوم کے گرتے جاتے تھے۔

دراصل یہی نہایت نازک موقع تھا۔ اور اسی کے خاتمہ پر غسان وحیرہ کا دارومدار تھا۔ حارث اعرج اور نعمان خود بھی قتل وضرب مین مصروف تھے۔ صرف حلیمہ۔ ماریہ اور اُنکی ساتھ والی دو ایک عورتین تھین جو اس خوفناک تماشے کو اُمید وبیم کی نگاہون سے دیکھ رہی تھین۔ اپنی قوم کے بعض لوگون کو مرتے اور کٹتے دیکھ کے حلیمہ کا دل بھر آیا اور اُس نے جوش بھرے دل سے اور درد کی آواز مین اپنے بھائیون کی موت پر ایک مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔ شاہزادی کے اس مرثیہ نے بنی غسان کے دلون مین جوش کی ایک سخت آگ لگا دی۔ سب نے زور سے ایک نعرہ مار اکہ "دیال بنی غسان" اور ایک تازہ جوش سے

دشمنون پر تلوارین برسانے لگے۔

بنی غسان کا جوش جبکہ اس شدت وسختی پر تھا عمرو زہیر بے خوف وہراس اہل حیرہ کے گروہون مین گھس پڑتے تھے۔ اور ہر حملہ مین دو ایک سردارون کا کام تمام کر دیتے تھے اسی اثناے جنگ مین زہیر کو بنی طے کا سردار عرفجہ ملا جو مشہور شہسوار تھا۔ اور نعمان کی طرف سے اپنے قبیلہ کے ساتھ لڑنے کو آیا تھا۔ زہیر سے اس سے پیشتر کی ملاقات تھی اور کبھی کبھی مخالفت بھی رہی تھی۔ عرفجہ زہیر سے کچھ کہنے کو تھا کہ زہیر نے ٹوک کے کہا "اور تمھارا وہ نقرہ گھوڑا کیا ہوا؟"

عرفجہ "کیون؟ اُس سے مطلب؟"

زہیر "ہان مطلب ہے۔ وہ یہ کہ یوم الفجار کو وہ تمھین میرے ہاتھ سے بچا لے گیا"

عرفجہ "خیر تو آؤ اب میرا امتحان کر لو" یہ کہنے کے ساتھ ہی عرفجہ نے زہیر پر نیزہ مارا۔ مگر زہیر نے خالی دے کے اُس کے نیزے کو بائین ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اور دا ہنے ہاتھ سے اپنا نیزہ اُس کے سینہ کی طرف بڑھایا۔ عرفجہ نے بھی خالی دینے کی کوشش کی لیکن سینہ کی جگہ وہ نیزہ ظہیر کے پہلو پر پڑا۔ اور زرہ کی کڑیون مین اُلجھ کے رہگیا۔ اس موقع پر زہیر نے عرفجہ کے نیزے کو دونون ہاتھون سے پکڑ کے ارادہ کیا کہ اُس کے نیچے کی نوک سے حریف کے گھوڑے کو زخمی کر دے لیکن اس مین کامیابی نہ ہوئی۔ اور عرفجہ نے تلوار کھینچ کے خود اپنے نیزے کو کاٹ ڈالا۔ زہیر نے بھی فوراً تلوار کھینچ لی۔ اور دونون حریف قریب پہونچ کے ایک دوسرے پر تلوارین برسانے لگے۔ تھوڑی دیر تک لوگ دونون کی پھرتی اور چالاکی اور وار پہ وار کرنے کو حیرت سے دیکھتے رہے۔ آخر عرفجہ کا ایک وار زہیر کے خود پر پڑا اور اسکے ساتھ ہی اُسکی تلوار ٹوٹ کے آدھی الگ جا پڑی۔ اور آدھی اُسکے ہاتھ مین رہ گئی لیکن وہ اپنی شکستہ تلوار کو اچھی طرح دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ یکایک زہیر کی تلوار اُسکے چہرے پر پڑی اور نیچے کا ہونٹ اور ٹھڈی پہ گہرا زخم آیا۔ اس زخم کو اچھی طرح وہ محسوس بھی نہین کرنے پایا تھا کہ زہیر نے قریب جا کے وار پہ وار کرنا شروع کر دیے۔ عرفجہ گھبرا اُٹھا۔ اور موت اُسکی آنکھون کے سامنے پھرنے لگی۔ اس حالت مین نہایت ہی بدحواسی کے ساتھ نہ چلایا "زہیر اللبن اللبن"[1]

[1] لبن کے معنی تو عربی مین دودھ کے ہین۔ مگر اس موقع پر اہل عرب دیت سے مراد لیا کرتے تھے یعنی دیت مین اونٹ دینا پڑین گے اور تمھارے گھر کے دودھ کو نقصان پہونچے گا۔

زہیر قد سرقت لبناً کثیراً[۱]

عرنجہ بہت خوشامد کرتا رہا۔ مگر زہیر نے ایک نہ مانی اور اُسے مار کے گھوڑے سے گرا دیا۔ زہیر کی یہ شجاعت دیکھ کے عمرو کے دل مین بھی ایک جوش پیدا ہوا۔ اُس نے جوش مین آکے یہ رجز پڑھا۔

وَلَاَقتلنَ حجاجاً من بکرٍ لَّم — وَلَاَکمدَنّ بہا جفون عیون
حتی تظل الحاملات مخافۃً — من وقعنا یقذفن کل جنین[۲]

اور حریف کی فوج مین گھس پڑا۔ اُس نے بہت سے آدمیون کو مار کے گرا دیا۔ اور جو قریب آیا موت کے گڑھے مین جا پڑا۔ وہ ان حملون مین مشغول تھا کہ معلوم ہوا خاص حارث اعرج پر نعمان کے بیٹے نے حملہ کیا۔ لوگون کو اپنے سامنے سے مارتا اور کاٹتا وہ بادشاہ کی طرف بڑھا۔ مگر وہان پہونچ کے معلوم ہوا کہ زہیر نے اس سے پہلے ہی حارث کے دشمن کو مار کے گرا دیا تھا۔ اور گھوڑے سے اُتر کے اُس کا سر کاٹ رہا تھا۔ حارث نے عمرو کو دیکھتے ہی جوش مین آکے یہ شعر پڑھا۔

نخصف بالاذان منکم نعالنا — ونشرب کرہاً منکم فی الجماجم[۳]

یہ سُن کے عمرو نے زور سے کہا "الفتح! الفتح!" اور اس شدت سے دشمنون پر حملہ آور ہوا کہ سب لوگ اودھر اُدھر ہٹ گئے اہل حیرہ کا غول پھٹ گیا۔ اور عمرو بڑھتا ہوا سیدھا شاہ نعمان بن منذر کے قریب جا پہونچا۔ نشان بردار جو سب کے آگے تھا وہ اُسکے نیزے کے ایک ہی وار مین گھوڑے کے نیچے گرا۔ اور عمرو نے اُسے سسکتا چھوڑ کے خاص بادشاہ کے اسلحہ بردار پر حملہ کیا۔ تین وار دن سے اُسے بھی علم بردار کے پاس پہونچایا۔ اور جو تھا نیزہ خاص بادشاہ کے گھوڑے پر پڑا۔ گھوڑا بھڑکا۔ لوگون نے دوڑ کے

[۱] یعنے مین بہت دودھ بہا چکا ہون۔ مطلب یہ ہے کہ ایسی بہت سی دیت دے چکا ہون۔

[۲] اور مین جان کر تمھارے چنے ہوئے لوگون کو قتل کرونگا۔ اور اُن پر آنکھون کو رُلاؤنگا۔ یہان تک کہ تمھاری حاملہ عورتین ہمارے آپڑنے کی دہشت سے پناہ ڈھونڈھنے لگین اور اپنے حمل گرا گرا دین۔

[۳] تمھارے کانون سے ہم اپنی جوتیان سیتے ہین۔ اور تمھارا دل دُکھاؤ کیا کے ہم تمھاری کھوپریون کو جام شراب بناتے ہین کسی غسانی نے یہ دلگی کی تھی کہ ایک حیرہ والے کے کان کاٹ کے اُن سے اپنی جوتیان سی تھین اسی واقعہ کی طرف اس شعر مین اشارہ ہے۔

اُسے پکڑا اور روکا کہ بادشاہ کو پیٹھ سے نہ گرا دے۔ مگر اُنکی اتنی ہی مشغولیت کافی تھی۔ اس ہمہمہ مین سب کی نظر گھوڑے کی طرف رہی۔ بادشاہ کا کسی نے خیال بھی نہ کیا اور خیال کیا تو کب؟ جبکہ عمرو کا نیزہ نعمان کی پیٹھ سے نکلا۔ اور خون کی سُرخی مین سے ضو دے رہا تھا۔ بادشاہ ایک چیخ کے ساتھ زمین پر گرا۔ اور تمام ہمراہی سنّاٹے مین آ گئے۔

اب عمرو کے پیچھے زہیر اور بیگر غسانی شہسوار بھی آ پہونچے تھے۔ جنکو دیکھ کے ہماری بہادر نبرد آزما کی ہمت بڑھ گئی۔ اور سب سوارون نے تو لوگون کو لڑائی مین مشغول کیا۔ اور عمرو نے گھوڑے کی پیٹھ سے کودتے ہی نعمان کا سر کاٹ کے اپنے نیزے پر رکھا۔ سر کا ہوا مین بلند ہونا تھا کہ سب غسانیون نے زور سے نعرہ "الفتح! الفتح!" بلند کیا۔ اور حیرہ والے بدحواسی سے بھاگے۔ عمرو اُس سر کو لے کے حارث کی طرف چلا۔ اور زہیر چند اور بہادرون کے ساتھ نعمان کے سپاہیون کے تعاقب مین روانہ ہوا۔

وہ وقت نہایت ہی پُر جوش تھا جبکہ عمرو نے نعمان کا سر حارث اعرج کے سامنے ڈال دیا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔۔

ولم تغسل جماجمهم لغسلٍ ولكنْ في الدماء مُرمّلينا (۱)
تظلّ الطير عاكفةً عليهم وتنتزعُ الحواجب والعيونا

یہ اشعار سُنتے ہی حلیمہ تو دوڑ کے جوشِ مسرت سے عمرو کے لپٹ گئی۔ اور ماریہ نے چلّا کے کہا "ارے کوئی اس کا کلیجہ نکال لائے"۔ میدان دشمنون سے صاف ہو چکا تھا۔ بہت سے لوگ نعمان کی لاش کو ڈھونڈھنے دوڑے۔ اور عاتکہ بنت وائل شیبانیہ جو بادشاہ کے گھوڑے کے قریب ہی کھڑی تھی جھکی اور نعمان کے سر سے منجمد خون کے لوتھڑے پونچھ پونچھ کے چاٹنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد لوگ نعمان کا کلیجہ نکال کے لائے جسکو ماریہ نے اپنے ہاتھون سے خوب ملا۔ اور اُنھین خون آلود ہاتھون سے اپنے بالون کو سمیٹا اور جوڑا باندھ لیا۔

ان مُہیب کارروائیون کا تماشہ دیکھنے والون مین طلح بھی تھا۔ جسکی طرف دیکھ کے حارث اعرج نے کہا "اور تم یہین کھڑے ہو! نعمان کے حرم کو ڈھونڈھنے اور اُسکی عورتون کو گرفتار کرنے کے لیے کون گیا ہے؟"

(۱) اُن کی کھوپریون کو غسل نہین نصیب ہوا۔ مگر ہان خون مین لتھڑی ہوئی ہین۔ مُردار خوار طیور اُن پر گر کے ٹھہر جاتے ہین۔ اور بھوؤن اور آنکھون کو نوچ نوچ کے کھاتے ہین۔

طلیح ”بہت سے لوگ گئے ہیں۔ اور اب بادشاہ کے حکم سے یہ غلام بھی جاتا ہے۔“
حارث ”دیکھو ناکام نہ آنا۔ جب تک تم نہ آؤگے مجھے آرام نہیں نصیب ہوگا۔“
طلیح ”خداوند دیر نہ ہوگی۔ ابھی جاتا ہوں۔ گیا اور آیا۔“ یہ کہہ کے اُسنے اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ اور نعمان کی خیمہ گاہ کی طرف روانہ ہوا

گیارہوان باب

حبیبہ کی بے کسی

وادی صفر جہان نعمان بن منذر کی فوج اُتری ہوئی تھی اُس سے جنوب کی طرف دو تین میل ہٹ کے اور اُس عام راستہ سے جو حیرہ کو گیا ہے بہت فاصلہ پر ایک پیچیدہ اور تنگ گھاٹی میں چند عورتیں کھڑی رو رہی ہیں۔ یہان سے باہر نکلنے کا صرف ایک راستہ ہے جہان پر چند سوار کھڑے پہرہ دے رہے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو چھپاتے بھی جاتے ہین کہ کوئی دیکھ نہ لے۔ یہ عورتیں خاص نعمان کے حرم کی ہیں۔ اور چند وفادار خادمون نے بنی غسان کی دست بُرد سے پہلے ہی ان کو یہان لا کے ٹھہرا دیا ہے کہ تاخت و تاراج کا بازار سرد ہولے اور تعاقب کرنے والون کا جوش فرو ہولے تو اُن کو چپکے سے نکال کے وطن مین یا کسی اور امن و عافیت کی جگہ مین پہونچا دین۔ یہ غریب اس پریشانی و بدحواسی کے عالم مین یہان لائی گئی ہین کہ دھوپ سے بچنے کے لیے کوئی خیمہ بھی نہیں۔ کھلے میدان مین کھڑی نازک پھولون کی طرح کمہلائی جاتی ہین۔ اب نہ وہ سرادق ہین اور نہ وہ بارگاہین۔ آفتاب کی تیز اور سخت کرنین دشمنون کے نیزون کی طرح اُنھین نیم جان بنا رہی ہین۔ مگر ایسی سخت مصیبت سر پر آپڑی ہے کہ اپنی تکلیفون کا خیال بھی نہیں۔ اور بادشاہ یا اپنے والی وارث کی موت پر انتہا سے زیادہ پریشان ہین۔

ناگہان گھاٹی سے لوگ ایک لاش کو لاتے نظر آئے جس کے دیکھتے ہی اِنکی بیتابی و بیقراری انتہا سے زیادہ بڑھ گئی۔ اور سب بال کھول کے اور مُنھ پیٹ پیٹ کے ماتم کرنے لگیں۔ غمناک اور حسرت نصیب سپاہیون نے یہ لاش جواب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بے سر کی ہے اِن عورتون کے سامنے زمین پر ڈال دی۔ یہ نعمان بن منذر کی لاش تھی۔ جس کا سر تو عمرو کاٹ لے گیا۔ اور سینہ اُسکے بعد کلیجہ نکالنے کے لیے چاک

کیا گیا تھا۔ لاش کے زمین پر رکھے جاتے ہی ان عورتون مین سے ایک خوب صورت اور کم سن عورت آگے بڑھی۔ اسکے بال پیٹھ شانون اور سینہ پر بکھرے ہوے ہین۔ لباس بے ترتیب اور جا بجا سے چاک ہے۔ چہرہ پیٹنے اور ماتم کرنے سے سُرخ ہو رہا ہے۔ اور آنسوؤن نے چہرے کی گرد کو اپنی رفتار سے دھو دھو کے گالون پر لمبے لمبے نشان بنا دیے ہین۔ اس نازنین نے بڑھتے ہی لاش کے برابر کھڑے ہو کے یہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا۔

عشر الاغر بخیر حسبه	رتھ کہلہا و شبابہا
و انتر ہا لعد دہا	و انکہا رقابہا
و رئیسہا عند الملو	ک و زین یوم خطابہا
و اتمہا نسباً اذا	رجعت الی انسابہا

ان اشعار کا سلسلہ یہین تک پہونچنے پایا تھا کہ نعمان کی مان سلمیٰ نے جو خود بھی جیلا کے رو رہی تھی بڑھ کے روکا اور کہا بس کر حبابہ بس کر، مگر اس حملہ کے ساتھ ہی گھاٹی کی نکاس سے ایک شور کی آواز آئی اور معلوم ہوا کہ پہرے والے لڑائی مین مشغول ہین اور وہی چند سپاہی جو بادشاہ کی لاش کو لائے تھے اُن کی مدد کو دوڑے۔ یہ خیال کر کے کہ دشمن یہان بھی آ پہونچے عورتون کے حواس جاتے رہے۔ سب ایک دوسرے سے مل مل کے رونے لگین۔ مگر حبابہ نے اس موقع پر معمول سے زیادہ ضبط اور خودداری سے کام لیا ایک چھوٹا سا خنجر جسے وہ اپنے کپڑون مین چھپا کے لائی تھی نکال لیا۔ اور گویا دشمن کے انتظار مین مستعد ہو گئی۔ جس ہاتھ مین خنجر تھا اُس کی مُٹھی کو بار بار کستی اور رستہ کی طرف نظر گڑ کے دیکھتی تھی کہ کوئی آتا تو نہین ہے۔

حبابہ کی جبین ناز پر اس وقت شکنین ہین غضب اور غصہ کی علامتین رنج و الم کے جذبات پر غالب آ گئین۔ دھوپ کا جلا ہوا چہرہ تمتما اُٹھا ہے۔ اور آنکھون مین مستانہ ادائی کے لال ڈورون پر غصہ کے خون کی سرخی دوڑتی جاتی ہے۔ ایک خاص قسم کے

لہ گر وہ شریف جو حیرہ کے تمام بوڑھون اور جوانون سے اچھا تھا۔ حیرہ کے دشمنون کے حق مین سب سے زیادہ نقصان رسان اور وہان کے جو لوگ گرفتار ہو جائین اُن کا سب سے زیادہ آزادی دلانیوالا تھا۔ اور بادشاہون کے نزدیک حیرہ کا رئیس و رجب کسی معرکہ مین اہل حیرہ بلائے جائین تو انکی زیب و زینت تھا۔ اور اگر اہل حیرہ کے نسبون کی طرف توجہ کی جائے تو سب سے زیادہ عالی وہی تھا۔

جوش میں وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی ہے۔ مگر خوف سے نہیں بلکہ اُس جبر و زبردستی کی وجہ سے جو اُسے زندگی پر موت کو ترجیح دینے کے لیے اپنے دل پر کرنا پڑتا ہے۔ سلمیٰ اُسے اس حالت میں دیکھ کے قریب آئی اور کہا "حبیبہ! یہ کیا ہے؟ تو کس ارادے میں ہے؟"

حبیبہ۔ "دادی جان موت کی تیاری کر رہی ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ حارث مجھے زندہ پائے اب اپنے باپ کی جان لینے کے بعد میں اُس کے پاس کسی طرح نہیں جا سکتی۔"

سلمیٰ۔ "دیکھو سٹرن ہوئی ہے! اب اس خنجر سے تو ان غسانی سپاہیوں کا مقابلہ کرے گی؟"

حبیبہ۔ "نہیں۔ اُن کا نہیں۔ مگر اپنا مقابلہ تو کر سکتی ہوں۔ اُن کے ہاتھ میں پڑنے سے پہلے ہی اپنا کام تمام کر دوں ——"

جملہ تمام نہیں ہوا تھا کہ پہرے کے سپاہیوں میں سے چند تو مار ڈالے گئے۔ اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔ غسانی فوج کا ایک گروہ اندر آیا۔ اور یہاں ان عورتوں کو اس حالت میں دیکھ کے سب اسی طرف کو دوڑے۔

اصل یہ ہے کہ حیرہ والوں نے بادشاہ کی لاش کے لانے میں بڑی بے احتیاطی کی تھی۔ اُن کا فرض تھا کہ اس طرح چھپا کے اور لوگوں کی آنکھ بچا کے لاش کو اٹھاتے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔ اور وہ یہاں آ پہنچتے۔ انھوں نے جب دیکھا کہ عموماً بنی غسان بھاگنے والوں کے تعاقب میں چلے گئے اور صرف چند ہی آدمی اِدھر اُدھر منتشر نظر آتی ہیں تو لاش کو لے کے بھاگے۔ اور دوسری طرف یہ ہوا کہ طلیح جب حارث اعرج کے حکم سے نعمان کے حرم کی عورتوں کا پتہ لگانے کو چلا تو اُس نے دل میں خیال کیا کہ تعاقب کرنے والوں کے ساتھ جانا بے سود ہے۔ یہ قرین قیاس نہیں کہ لوگ نعمان کی عورتوں کو اسی طرف لے گئے ہوں جدھر ساری فوج بھاگی جاتی ہے۔ اس کے بعد اُسے یاد آیا کہ حیرہ والے اپنی لاشوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ دخمہ میں رکھتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ضرور ہے کہ بادشاہ کی بی بیاں اُس کی لاش کو اپنے ساتھ لیجانے کے لیے یہاں سے اُٹھوائیں اسی خیال سے ایک طرف فاصلہ پر کھڑا ہو کے وہ دیکھنے لگا کہ کوئی لاش اٹھانے کو آتا ہے یا نہیں۔ اُسے زیادہ انتظار کی زحمت نہیں اُٹھانا پڑی۔ تھوڑی ہی دیر میں لوگوں نے بادشاہ کی بے سر لاش اٹھائی اور لے کے چلے۔ طلیح سمجھ گیا کہ

انھیں کے ساتھ ساتھ جانے میں منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہون۔ سو سوا سو غسانی سوار لیکے اُس نے اشارہ کیا کہ اُس سے ذرا فاصلہ پر رہیں۔ اور اشارہ پاتے ہی حملہ کر دیں۔ یہ بندوبست کر کے وہ لاش لے جانے والوں کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور جب لاش اس وادی میں داخل ہو گئی اور دروازے پر پہرہ دینے والے نظر آئے تو سمجھ گیا کہ وہ گوہر شاہوار جس کا یہ بادشاہ حیران ہے اسی جگہ ہے۔ پلٹ کے ہمراہی سواروں سے ملا۔ اور اُن کو ساتھ لے کے حملہ کر دیا۔ چند پہرہ والے جو اس بے کسی میں اپنے آقا کی حرم کی حفاظت کر رہے تھے مغلوب ہوے۔ اور طلیح اپنے سواروں کے ساتھ گھاٹی کے اندر گھس پڑا۔

ان لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھ کے حبیبہ نے خنجر کھینچا کہ سینے میں بھونک لے۔ مگر اُس کی دادی سلمیٰ اور سوتیلی ماں زینب نے بڑھ کے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا "ذرا صبر! مرنا ہر وقت ممکن ہے۔" ہاتھ کے پکڑے جانے سے خنجر سینہ پر تو نہیں پڑنے پایا مگر ہاں بائیں شانے پر ایک خفیف سا چرکا لگ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ حبیبہ کے تمام کپڑے سُرخ ہو گئے۔ اور سلمیٰ سے لپٹ کے کہنے لگی "مجھے مر جانے دو۔ اور ایسی ناموری کی موت کے بعد میرے باپ کو ذلیل نہ کرو۔" مگر اسکی سماعت نہ ہوئی۔ اتنے میں طلیح اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سر پر آ پہنچا۔ اور ڈپٹ کے پوچھا "بتاؤ تم کون اور کس کی عورتیں ہو؟"

سلمیٰ۔ "مین نعمان کی ماں ہوں۔ اور (زینب کی طرف اشارہ کر کے) یہ اُس کی بی بی ہیں۔"

طلیح۔ "(حبیبہ کی طرف اشارہ کر کے جو ناتوانی سے دادی کے شانے پر سر رکھے کھڑی تھی) اور یہ کون ہیں؟"

سلمیٰ۔ "نعمان کی بیٹی حبیبہ۔ جس کی وجہ سے نعمان کو یہ دن نصیب ہوا۔"

طلیح۔ "شاہزادی۔ افسوس کہ نعمان نے صرف آپ ہی کے لیے جان دی۔ اور آخر یہی ہوا کہ آپ اب ہمارے بادشاہ حارث کے ہاتھ میں ہیں۔"

یہ جملہ سُن کے حبیبہ نے ایک چیخ ماری اور غش کھا کے گرنے کو تھی کہ سلمیٰ و زینب نے روکا اور سنبھال کے زمین پر لٹا دیا۔ طلیح نے بڑھ کے حبیبہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور دو ایک

آدمیون کو اپنی مدد کے لیے بلایا کہ اس بیہوشی ہی کی حالت مین اپنے بادشاہ کے سامنے اُٹھا لیجائے - اور سرخروئی حاصل کرے - مگر سلمیٰ سے یہ ظلم و ستم نہ دیکھا گیا - طلیح کے آگے ہاتھ جوڑ کے کہنے لگی۔ "اس پر ظلم نہ کیجیے - اس حالت مین لے جائیے گا تو وہان تک پہنچتے پہنچتے اس کا دم نکل جائے گا۔"

طلیح - "اس بے سر و سامانی مین جہان اوڑھنا بچھونا تک نہین شاہزادی کا ہوش مین لانا بھی دشوار ہے - تم سب وہان بادشاہ کے پاس چلو - شاہ حارث انکی تیمارداری مین اپنی جان تک صرف کر دین گے - اور تمھاری بھی بڑی قدر و منزلت ہوگی۔"

سلمیٰ - "یکایک بادشاہ کے سامنے یہ آنکھ کھولے گی تو اور پریشان ہوگی - اور کیا عجب کہ اس حالت مین یہ خود بھی جان دے دے - اسے کسی طرح گوارا نہ تھا کہ شاہ غسان کی بی بی بنے - اسی کی ضد پر نعمان نے اپنی جان دی - اور ابھی ہوش مین آنے تک اس پر آمادہ تھی کہ ملک غسان کے حرم مین جانے سے پہلے ہی اپنی جان دیدے۔"

اتنے مین ہمیدہ نے کسیقدر آنکھ کھولی - اور ایک عالم سوز آہ کے ساتھ کہا "ارے مجھے وہان نہ لے جاؤ۔"

طلیح - "لیکن اب تو انھین جانا ہی پڑے گا۔"

سلمیٰ - "مین یہ نہین کہتی کہ نہ جائین گی قسمت ہی لیے جاتی ہے تو کیون نہ جائین گی؟ مگر اتنا موقع دیجیے کہ یہ ہوش مین آلین - پھر ہم سب سمجھا بجھا کے خود ہی لے چلین گے۔"

اب اس وقت ہی غسان کے اکثر سپاہیون کو یہ مقام اور اس کا راستہ معلوم ہو گیا تھا - اور تعاقب سے پلٹے ہوے سپاہی جوق کے جوق چلے آتے تھے - طلیح کے گرد ہزارہا غسانیون کا ہجوم ہو گیا تھا - اور وادی ساعت بہ ساعت آدمیون سے بھری جاتی تھی - سلمیٰ کے اس جواب پر طلیح نے پھر اصرار کیا - اور کہا "بادشاہ نے مجھے اسی خدمت کے لیے بھیجا ہے - مین اُن کو زیادہ انتظار مین نہین رکھ سکتا۔" یہ کہہ کے اُس نے پھر ہمیدہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا - اور چند غسانیون کو بلا کے حکم دیا "جلدی اُٹھا کے لے چلو۔"

سلمیٰ کا جب کچھ زور نہ چلا تو زار و قطار رو لی - اور جسر تمندانہ لہجے مین یہ اشعار پڑھنے لگی۔

أيَجْمُلُ ما يُؤتى إلى فَتَياتِكم وَأنتم رِجالٌ فيكمُ عَدَدُ النَّمْلِ[1]

[1] کیا اچھا ہے جو تمھاری نوعمر لڑکیون پر نازل ہو رہا ہے حالانکہ تم مرد کی صورت ہو اور تمہارا شمار چیونٹیون کے برابر ہے۔

وتصبح تمشی فی الدماء حبیبۃ — جہارًا و زُفّت فی النساء الی البعل
ولو اننا کنا رجالاً و کنتم — نساءً لکنا لا نقر لذا الفعل
فالموت خیر من مقام على الاذی — و للموت خیر من مقام علی الذل [1]

سلمی کے اس بین نے جادو کا اثر کیا۔ اہل حیرہ مین سے تو کوئی موجود ہی نہ تھا جس کے دل مین کسی قسم کا جوش پیدا ہوتا۔ مگر خود غسانیون مین بہت سے بنی شیبان موجود تھے جن مین فحل بن لقیط نہایت ہی معزز حیثیت رکھتا تھا۔ فحل کی ماں اہل حیرہ مین سے تھی۔ اور اسی وجہ سے حیرہ کے شاہی خاندان کے ساتھ اُس کے قدیم تعلقات چلے آتے تھے۔ جب تک فوجی لڑائی رہی اُس وقت تک تو اُس نے اپنی قوم کا ساتھ دیا۔ مگر خاندانِ شاہی کی یہ بے عزتی دیکھ کے اُس سے نہ رہا گیا۔ یکایک تلوار کھینچ کے طلح کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اور زور سے چلایا "یال بنی شیبان"۔ اس جملہ کے سُنتے ہی جتنے شیبانی لوگ کھڑے تھے تلوارین کھینچ کھینچ کے فحل کے پاس جا پہنچے۔ اتفاقاً یہان بنی کنانہ کا بھی ایک بڑا گروہ موجود تھا۔ چونکہ یہ لوگ بنی شیبان کے حلیف تھے لہذا یہ بھی فحل کے پاس آگئے اور لڑنے کو تیار ہو گئے۔

طلح یہ رنگ دیکھ کے گھبرایا۔ اور فحل سے کہا "مین جو کچھ کر رہا ہون بادشاہ کے حکم سے کر رہا ہون۔"

فحل۔ "ہو۔ مگر ہم اپنی بنت عم کی یہ توہین نہین دیکھ سکتے۔ حبیبہ کا ہاتھ چھوڑ دو۔ ورنہ تلوار تمہارے سینہ کے پار ہوگی۔"

طلح۔ "بادشاہ کا حکم نہین رُک سکتا۔" اس جملہ کے ساتھ ہی بجلی سی چمک گئی اور اُسکے شانے پر فحل کی تلوار پڑی۔ اور دو اُنگل کاٹ گئی۔ طلح نے گھبرا کے حبیبہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور زور سے پکارا "یال بنی غسان" جسکے ساتھ ہی غسانی لوگ تلوارین تول تول کے بڑھے اور بنی غسان و بنی شیبان مین بازار قتل و خون گرم ہو گیا۔

اسی ہنگامہ اور خونریزی کی حالت مین ایک شخص لوگون کو ہٹاتا ہوا بیچ مین گھسا۔ بنی غسان

[1] یہ حالت ہو جائے کہ حبیبہ خون مین لتھڑی ہوئی علانیہ چلے اُسی وقت جبکہ وہ شوہر کے پاس جانیکے لیے دُلہن بنائی گئی ہے۔ اگر ہم مرد ہوتے اور تمکو خدا نے عورت بنایا ہوتا تو ہم اس ذلت کو نہ گوارا کرتے۔ بے شک تکلیف کی جگہ پہ ٹھہرنے سے چلا جانا اور اِن ذلتون مین رہنے سے مر جانا بہتر ہے۔

وہی شیبانی دونوں کو کاٹتا ہوا شاہزادی حلیمہ کے پاس پہنچا اور اُسے زمین سے اُٹھانے ہی کو تھا کہ طلیح نے جو لوگوں کو للکار للکار کے لڑا رہا تھا جھپٹ کے اپنے زخمی ہاتھ سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ مگر اُس شخص نے بغیر اسکے کہ طلیح کی طرف دیکھے بھی ایک دھکا دے کے اُسے گرا دیا۔ اور نہایت ہی پھرتی کے ساتھ شاہزادی کو گود مین اُٹھا کے نکلا چلا گیا۔ وہ اکیلا ایسی کارروائی مشکل سے کر سکتا تھا۔ مگر بعد ثابت ہوا کہ دس بارہ شخص اُسکی مدد کو بھی آمادہ تھے۔ جنھون نے گرد و پیش کے لوگون کو لڑائی مین اُلجھا یا۔ اور یہ شخص موقع پا کے شاہزادی حبیبہ کو لیے ہوے نکلا چلا گیا۔

یہ ہمارا بہادر عذری نوجوان زہیر تھا۔ زہیر نے انھین عورتون کی جستجو مین بنی غسان کا تعاقب کیا تھا۔ کئی میل کے تعاقب کے بعد ناکامی اور شکستہ دلی کے ساتھ واپس آ رہا تھا کہ بنی غسان کے بہت سے سپاہیون کو اس گھاٹی کی طرف آتے دیکھ کے خود بھی اسی طرف چل کھڑا ہوا۔ یہان جب اُس نے یہ رنگ دیکھا کہ خود بنی غسان کی فوجون مین تلوار چل رہی ہے تو اپنے چند ہمراہیون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا جنھون نے سب کو لڑائی مین مشغول رکھا۔ اور زہیر اپنی معشوقہ کو لیے ہوے گھاٹی سے نکلا۔ اور گھوڑے پر بٹھا کے ایک غیر آباد اور نامعلوم گھاٹی کی طرف لے چلا۔

زہیر نے اس گھاٹی مین گھس کے کئی چکر کھائے۔ پیچ در پیچ پہاڑون کے پہلوؤن پر پھر پھرا کے ایک ایسی جگہ پہنچا جہان انسان کا گزرنا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ اور ہر طرف ایک سناٹا طاری تھا۔ زہیر یہان پر ٹھہرا۔ چارون طرف کی آہٹ لے کے اپنے دلربا اور دلچسپ بوجھ کو گھوڑے کی پیٹھ سے اُتارا۔ ایک بڑی سی چٹان کے پہلو مین جہان کسی قدر سایہ تھا خود فراموش نازنین کو لٹا دیا۔ اور ہر طرف دیکھنے لگا کہ کوئی پناہ کی جگہ نظر آ جائے تو شاہزادی کو وہان لے جائے۔ آخر اُسے تقریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر نظر آیا کہ ایک بڑی سی مسلّم چٹان کی پہاڑی کے دامن مین کھجورون کا ایک جھنڈ ہے۔ اور اُسکے آس پاس ببول کی خاردار جھاڑیان ایک تھوڑے سے دور مین منتشر ہین۔ چند طیور بھی اس جھنڈ اور قریب کی چٹانون پر بیٹھے ہین۔ اور گرمی کی تپش سے تھوڑی دیر کے لیے سستا لیتے ہین تو اُڑ اُڑ کے جگہ بدلنے کی کوشش کرتے ہین۔

یہ ایسے آثار تھے جنھون نے زہیر کو ایک بڑے خزانہ کی خبر دی۔ شاہزادی کو اُس نے

اُسی بیہوشی کی حالت مین تنہا چھوڑا اور کھجوروں کے جھنڈ کی طرف چلا کہ کوئی اچھی اور قابل اطمینان جگہ ہو تو اُسے وہان لے جا کے ہوش مین لانے کی کوشش کرے۔ ہمارے عذری نوجوان نے کھجوروں کے سایے مین پہنچ کے دیکھا تو ایک چھوٹا سا چشمہ نظر آیا۔ کچھ پانی تو ایک خفیف سوتے سے رِس رِس کے آرہا تھا اور کچھ گزشتہ بارش مین پہاڑ کی بلندی سے اُتر کے جمع ہو گیا تھا۔ چشمہ کے برابر ہی ایک بڑا سا غار تھا جس کے دہانہ پر ببول کی کچھ جھاڑیان نکل آئی تھین۔ اور اندر جانے سے مانع تھین۔ اس چشمہ کے دیگر اطراف مین سیال[1] کے چند درخت لگے تھے۔ جن کے پھولون کی خوشبو مین شہد کی مکھیان مستانہ ادائی سے اُڑتی پھرتی تھین۔ زہیر نے اپنی تلوار سے ان جھاڑیون کو کاٹا۔ اور پانی کے برابر غار کے دروازے پر ایک مسطح تختہ نکالا۔ جہان دھوپ کو تو خود پہاڑی روکے ہوے تھی۔ اور کھجورون کی خوشگوار چھان خنکی اور تر و تازگی پیدا کر رہی تھی۔

اس تختۂ زمین کو برابر اور درست کر کے اُس نے غار کی طرف دیکھا جس نے ایک عمدہ اور قدرتی کوٹھری کی سی کیفیت پیدا کر رکھی تھی۔ مزید اطمینان کے لیے زہیر غار کے اندر گیا کہ کوئی وحشی جانور ہو تو نکل جائے۔ چند ہی قدم گیا ہو گا کہ ایک گیدڑ نکل کے بھاگا۔ اس امر نے زہیر کو زیادہ مطمئن کر دیا۔ اسلیے کہ خیال کیا اگر اس مین کوئی موذی درندہ ہوتا تو گیدڑ کا یہان ٹھہرنا ممکن نہ تھا۔ اس خوشی مین وہ پلٹنے کو تھا کہ ایک بڑا سا کالا سانپ غار کے اندر سے نکل کے جھپٹا۔ اور زہیر کے قریب ہی پھن اُٹھا کے کھڑا ہو گیا۔ ہمارے نوجوان بہادر نے اس سانپ کو اپنے نیزے سے کونچ کے مار ڈالا۔ اور پھر غار کے اندر گیا کہ شاید کوئی اور سانپ ہو۔ مگر معلوم ہوا کہ اب یہ جگہ دشمن انسان جانورون اور کیڑون مکوڑون سے بالکل پاک و صاف ہے۔

ان تمام کامون سے فراغت کر کے وہ شاہزادی کی طرف لپکا۔ اور نہایت آہستگی سے اُسے لا کے پانی کے کنارے اپنے بنائے ہوے مسطح تختہ پر لٹا دیا۔ دو ایک دفعہ اُسکے مُنھ پر پانی چھڑکا۔ اور اپنے کُرتے کے دامن سے ہوا دینے لگا کہ نازک مزاج اور ستم زدہ شاہزادی کو ہوش آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوا کے سرد سرد جھونکے چلے۔ اور اُسکے ساتھ ہی جمیلہ کے دماغ مین فرحت و تازگی نے اثر کیا۔ اُس نے آنکھین بند کیے ہی کیے

[1] سیال ایک عربی سایہ دار درخت ہے جسکے پھول اچھے اور خوشبودار ہوتے ہین۔

دوا پاک کر دٹین لین۔ اب اُسکے حواس مین اتنی قوت آگئی تھی کہ پہاڑ کی آزاد مشرب شہد کی مکھیون کی بھنبھناہٹ کے ساتھ ایک جنگلی کبوتر کے جوڑے کی غٹرغون کی آواز جو سبال کی لچکتی ہوئی ٹہنیون پہ بیٹھا عشق بازی کر رہا تھا کان مین گئی اور اُس نے ایک بحالی کی شان سے آنکھین کھول دین۔

حبیبہ نے آنکھ کھولتے ہی اپنے تئین ایک نئے اور فرحت ناک مگر سنسان مقام مین پایا حیرت سے پوچھا "مین کہان ہون؟" جسکے جواب مین زہیر نے کہا "بالکل امن و امان اور آزادی کی جگہ مین"

حبیبہ "یہ حارث کا باغ تو نہین ہے؟"

زہیر "نہین"

یہ جواب پا کے حبیبہ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئی۔ اور ناتوانی سے آنکھین بند کر لین مگر چند ہی منٹ کے بعد پھر بیدار ہوئی۔ اور زہیر کی طرف دیکھ کے کہا "یہ کون جگہ ہے؟"

زہیر "بالکل محفوظ اور آرام کی جگہ"

حبیبہ "وہ لوگ کیا ہوے جو مجھے ملک غسان کے پاس لیے جاتے تھے؟"

زہیر "اُن کی قید سے آپ کو مین نکال لایا۔ اور آپ اب ایسے مقام مین ہین جہان تک اُن لوگون کی رسائی نہین ہو سکتی"

حبیبہ "اور آپ کون ہین؟"

زہیر "مجھے نہین پہچانتین! ذرا غور سے دیکھیے اور بتائیے کبھی دیکھا ہے یا نہین؟"

یہ سن کے حبیبہ نے غور سے اور کئی منٹ تک زہیر کو دیکھا۔ اور آخر اپنے پژمردہ ہونٹھون سے کسی قدر مسکرا کے تعجب کے ساتھ چلا اٹھی "زہیر! بڑے وقت پر مدد کی۔ زندگی بھر احسانمند رہون گی"

زہیر "شاہزادی۔ یہ آپ کی مدد نہین خود اپنی مدد تھی۔ کیا آپ سمجھتی ہین کہ آپکے بعد مین گھڑی بھر بھی زندہ رہ سکتا تھا؟"

اس فرحت بخش مقام کی جان فزا آب و ہوا اور نیز زہیر کی صحبت نے حبیبہ مین اتنی طاقت اور بحالی پیدا کر دی تھی کہ اُس نے یکایک اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ زہیر نے اپنے ہاتھ سے سہارا دیا اور وہ اُٹھ بیٹھی۔ اس کے بعد اُس نے زہیر کی طرف مسکرا کے اور کسیقدر ناز آفرینی کی

شان سے دیکھا اور کہا "زہیر! تم یہان کیونکر آ پہنچے؟"

زہیر۔ "کیا آپ نے نہین سُنا کہ مین ایک عرصہ سے شاہ حارث اعرج کی صحبت مین ہون؟ اور خاص اس معرکہ مین مین نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے ہین؟"

ان باتون کو سُن کے جبیبہ نے ایک عجیب انداز سے مُنھ تھوتھالیا۔ چشم و ابرو پر غصہ کے آثار نمایان ہو گئے۔ اور نہایت ہی جان ستانی کی ادا سے بولی "زہیر۔ اس کی امید نہ تھی کہ تم میرے دشمنون کو مدد دو گے۔"

زہیر یہ سُن کے کسیقدر نادم سا ہو گیا۔ چند لمحہ تک عذرخواہی کے الفاظ ڈھونڈھتا رہا۔ اور جب کوئی شافی جواب نہ بن پڑا تو شرمندگی سے آنکھین نیچی کر کے بولا "ہان شاہزادی بے شک مین گنہگار ہون۔ مگر ادھر خیال نہین گیا تھا کہ عرب کے ملوک و قبائل کی باہمی جنگ و پیکار سے آپکے نازک دل کو صدمہ پہنچے گا۔"

جبیبہ (اُسی خشمگینی کی ادا سے) "تو تم نے بھی حارث کو اس بات مین مدد دی کہ مین اُسکے ہاتھ مین پڑون؟ اور چاہتے تھے کہ مجھے اُسکی لونڈی بننا نصیب ہو؟ تو پھر اب انتظار کس بات کا ہے؟ مین تمھاری بس کی ہو چکی۔ پکڑ کے اُس کے سامنے لے جاؤ۔"

یہ الفاظ سُنتے ہی زہیر نے نہایت ہی بیتابی کے ساتھ اپنے سینہ پر ایک دوہتڑ مارا۔ اور زور سے چلایا۔ "شاہزادی مجھے ذلیل نہ کرو۔ ہاے اتنا نہ ستاؤ کہ خودکشی پر آمادہ ہو جاؤن؟"

جبیبہ (اُنھین تیورون سے) "تو کیا مین کچھ جھوٹ کہتی ہون؟ یہ لڑائی آخر میری ہی بدولت کے لیے تھی یا کسی اور غرض سے؟"

زہیر۔ "مین فقط ملک گیری کی لڑائی سمجھا ہوا تھا۔"

جبیبہ۔ "ملک گیری! غلط! خاص میرے لیے حارث نے فوج کشی کی۔"

زہیر۔ "آپ کے لیے؟ ممکن نہین۔ شب و روز بادشاہ کی صحبت مین رہتا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھ سے نہ چھپا رہتا۔"

جبیبہ۔ "ہان اسی سبب سے مین بھی کہتی ہون کہ ممکن نہین تمھین خبر نہ ہو۔"

زہیر۔ "مین سچ کہتا ہون کہ مجھے بالکل خبر نہین۔"

جبیبہ۔ "دو دہری سفارتین آئین۔ میرے لیے حارث نے ہزار ہا روپے کا زیور اور

پہچانیے ـــــ؟"

زہیر۔ "تو تو بالکل بے اصل ہے۔ اگر شاہ حارث نے سفارتین اور تحفے بھیجے ہوتے تو مجھ سے کسی طرح چھپتا ہی نہین۔ مین حارث کے محل کے اندر کے حالات سے بھی بخوبی واقف ہون۔"

حبیبہ۔ "یہ نئی ضد ہے۔ مین کہتی ہون کہ ابّا جان کے پاس ملک غسان کے بھیجے ہوے سفیر اور تحفے آئے۔ اُس کے خطوط اب تک موجود ہونگے۔ اور تم انکار کرتے ہو! زہیر۔ مین نے صرف ایک تمھارے سبب سے انکار کیا۔ ایک دنیا میرے خلاف تھی۔ دادی جان رات دن پاس بیٹھی یہی سمجھاتی تھین کہ منظور کر لے۔ ابّا جان کا ظلم اور جبر بڑھتا جاتا تھا۔ اندر باہر ہر شخص یہی کہتا تھا کہ مجھے انکار نہ کرنا چاہیے۔ مین مہینون بچھونے پر پڑی پڑی روئی ہون۔ اور آخر ایک نیک بخت عورت کی بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کیا تو جان بچی۔ اُسکی دی ہوئی ایک دوا سے مین نے اپنے ہاتھ مین ایک سفید دھبہ پیدا کر کے مشہور کیا کہ مین مبروص ہون۔ اور بادشاہون کے محل کے قابل نہین۔ ابّا جان یہ سُن کے مجبور ہو گئے۔ اُنھون نے میرے عیب کو چھپایا۔ اور بیٹی دینے سے انکار کر دیا۔ جب دوسری سفارت واپس آئی ہے تو اسکے ساتھ ہی حارث نے لڑائی کا سامان کر دیا۔ اور یہ سب باتین کیون ہوئین؟ فقط اُس محبت کی وجہ سے جو مجھکو تمھارے ساتھ تھی۔ مگر افسوس! میری قسمت پھوٹ گئی۔ اور تم کو اس حال مین پایا کہ حارث کی طرف سے گرفتار کرنے اور اُسکے محل مین پہنچانے کے لیے آئے ہو!" اتنا کہہ کے حبیبہ کا دل بھر آیا۔ اور زار و قطار رونے لگی۔

زہیر نے نہایت ہی بیتابی کے ساتھ ہاتھ بڑھا کے آنسو پونچھے۔ اور کہا "شاہزادی! اپنے آستانے اور ان نورانی کواکب کی قسم میری طرف ایسی بدگمانی نہ کیجیے۔ قبل اسکے کہ آپ کو کوئی اسیر کر کے حارث کے محل مین لے جائے مین اپنی جان دیدونگا۔ مین آپ کا ویسا ہی بندہ بے زر ہون جیسا کہ تھا اور اپنے تمام دیوتاؤن اور طی کی بہادر بیبیون سلمیٰ و اجا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ ان تمام واقعات کی مجھے ذرا بھی خبر نہین۔ کاش مجھے ذرا بھی خبر ہو گئی ہوتی تو آپ دیکھتین کہ مین کیا کرتا۔ اور خیر اب بھی یہ غنیمت ہوا کہ آپ غنیم کے ہاتھ مین نہین پڑین۔ ورنہ حقیقت مین بڑی دشواریان پیش آتین۔ اور آپ کے لیے میری

جان جاتی"

حبیبہ - (کسی قدر مطمئن ہو کے) "اور مین بھی اُسکے محل مین زندہ نہ پہنچتی" یہ کہہ کے حبیبہ چشمہ کی طرف جُھکی - دونون ہاتھون سے پانی لے لے کے کُلیان کین - مُنھ دھویا - اور پانی مین پاؤن لٹکا کے پوچھا - "اور زہیر تم مجھے یہان کیونکر لے آئے؟ مین تو اُس ظالم غسانی کے ہاتھ پکڑنے سے بیشتر ہی بیہوش ہو چکی تھی -"

زہیر - (حبیبہ کے پاس ہی بیٹھ کے اور پانی مین پاؤن لٹکا کے) "وہان سے تو آپ کو مین لے آیا - مگر اصل یہ ہے کہ آپ کی دادی نے بڑا کام کیا - صرف اُنھین کی کارگزاری مجھے آپکے نکال لانے کا موقع مل گیا -"

حبیبہ - "اُنھون نے کیا کیا؟"

زہیر - "طلح نے جب زبردستی آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور لیجانے کا ارادہ کیا تو آپ کی دادی نے چند ایسے پُردرد اشعار پڑھے جنھون نے جادو کا اثر کیا - اہل حیرہ مین سے تو کوئی نہ تھا مگر بنی شیبان کو جوش آگیا - اور وہ اپنے حلیف بنی کنانہ کے ساتھ بنی غسان سے لڑنے لگے - اور کہا ہم اپنی بنت عم کو ذلیل نہ کرنے دینگے - دونون قبیلون مین خوب جوش و خروش سے تلوار چل رہی تھی کہ مین نے اپنے چند دوستون کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ دونون فریقون کو اتنی دیر تک اُلجھائین کہ مین آپ کو لے کے کسی طرف نکل جاؤن - اور یہی ہوا کہ مین مارتا کاٹتا سب کے درمیان مین گُھسا - آپ کو اُٹھا کے اپنے گھوڑے پر رکھا - اور اسطرح بھاگا کہ کسی نے میری گرد بھی نہ پائی - وہان سے بھاگتے بھاگتے یہان آکے پہنچا - اور اس جگہ محفوظ اور اچھا مامن سمجھ کے آپ کو یہان لٹا کے ہوش مین لانے کی کوشش کرنے لگا - مگر آپ کے یہان لانیسے پہلے مین نے خود اس غار مین جا کے دیکھ لیا کہ کوئی درندہ تو نہین - درندے کی جگہ تو صرف ایک گیدڑ نکل کے بھاگا - مگر ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ مین ڈرا کہین یہ آپ کا مرصع حقاب[1] اُتار کے مجھے نہ پہن لینا پڑے -"

حبیبہ (مُسکرا کے) "کیون؟"

---

[1] عورتون کا ایک عربی زیور تھا - جس کا اِن دنون بہت رواج تھا -

زہیر۔ "ایک بڑا بھاری کالا سانپ جھپٹ کے کاٹنے کو دوڑا۔ مگر خیریت ہوئی کہ مجھے معلوم ہو گیا۔ اور مین نے اُسے مار لیا۔"

حبیبہ۔ "بڑی خیریت ہوئی۔ ورنہ مین تو یہین پڑے پڑے مرجاتی۔"

زہیر۔ "اب تو خدا جلدی اس جنگل سے نکالے۔"

حبیبہ۔ "اور وہ مقام جہان سے تم مجھے لائے ہو یہان سے کتنی دور ہوگا؟"

زہیر۔ "مین صحیح اندازہ تو نہین کر سکتا۔ مگر چار پانچ فرسخ سے کم نہ ہوگا۔"

حبیبہ۔ (ڈر کے) "اور جو وہ لوگ یہان بھی آ پہونچین۔"

زہیر۔ "اول تو مین ایسی پیچیدہ گھاٹیون مین چکر کھا کے آیا ہون کہ کسی کا یہان تک گزر ہی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر ایک آدھ شخص آ بھی گیا تو میرے اسلحہ آپکی حفاظت کرینگے۔"

ناگہان حبیبہ کے دل مین کوئی پریشان کرنے والا خیال پیدا ہوا۔ اُس نے ایک متردد اور متفکر چہرے سے زہیر کی طرف دیکھا اور پوچھا۔ "تم مجھے لے کہان جاؤ گے؟"

زہیر۔ "کیا ابھی تک یہ خوف باقی ہے کہ مین آپ کو شاہ حارث کے پاس لیجاؤنگا؟"

حبیبہ۔ "اس کا ڈر نہ ہو تو بھی اندیشہ سے خالی نہین۔ تم آخر رہتے سہتے بنی غسان ہی مین ہو مجھے لے کے جاؤ گے تو وہین۔ اور مین اس حالت اور ایسے وقت مین ارض غسان مین جانا نہین پسند کرتی۔ وہان گئی اور اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہوئی۔"

زہیر۔ "تو مین یہ کب کہتا ہون کہ خواہ مخواہ کو ارض غسان ہی مین چلیے۔ آپ جہان پسند کرین گی مین وہان آپ کو لے چلنے کو تیار ہون۔"

حبیبہ۔ "پھر مین تو اپنے گھر جاؤن گی۔ مگر خدا جانے میری دادی اور زینب وغیرہ کا کیا حال ہوا؟"

زہیر۔ "وہ بے شک حارث کے لوگون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئی ہون گی۔"

یہ سُن کے حبیبہ رونے لگی۔ زہیر نے دلدہی اور غم غلط کرنے کی غرض سے اُس کے شانے پر ایک ہاتھ رکھ کے اپنی طرف کھینچا۔ اور سینہ سے لگا اور دبا کے کہا

---

[1] عرب لوگون کا جاہلیت مین قاعدہ تھا کہ جسے سانپ کاٹے اُسے عورتون کے کپڑے اور عورتون کا زیور پہناتے اور سمجھتے کہ زہر اُتر جاتا ہے۔

"شاہزادی حیران نہ ہو جیسے۔ مین ذمہ داری کرتا ہون کہ آپ کی دادی کو آپ سے اُسکے ملادونگا"
جب اُس کے دل کو ذرا ڈھارس ہوئی تو زہیر اُسے چھوڑ کے اس ارادے سے اُٹھا کہ کسی درخت
مین کھجورین لگی ہون تو دو چار توڑ کے جمیبہ کو کھلائے۔ غش اور صدمات نے بہت کمزور کر دیا ہے
تھوڑا بہت کھا لے گی تو طبیعت ذرا بحال ہو جائے گی۔ مگر اپنے ہاتھ مین خون کے دھبے
دیکھ کے حیرت سے بولا "یہ خون کیسا۔ یون تو میرا سارا تن بدن خونین تر بتر ہے۔ مگر ہاتھ
تو ابھی چشمہ مین دھو چکا ــــــ"

جملہ نہین ختم ہوا تھا کہ جمیبہ بات کاٹ کے بولی "یہ میرا خون ہوگا۔ ہان میرا شانہ زخمی ہو رہا ہے نہ؟"

زہیر (حیرت سے) "اور یہ آپ کیونکر زخمی ہوئین؟"

جمیبہ۔ "اس کا حال نہ پوچھو۔ سچ تو یہ ہے کہ زندگی باقی تھی ورنہ کب کی اباجان کے پاس پہنچ گئی ہوتی۔ مین نے فیصلہ کر لیا تھا کہ حارث کے محل مین جانے سے پہلے ہی اپنا کام تمام کر دون گی۔ اور اسی غرض سے شکست کی خبر سنتے ہی ایک خنجر چھپا کے اپنے کپڑون مین رکھ لیا تھا۔ جیسے ہی اُس ظالم غسانی کو اپنی طرف آتے دیکھا خنجر کھینچا کہ سینہ مین بھونک کے مر جاؤن مگر دادی جان اور زینب نے ہاتھ روک لیا۔ اس پر بھی میرا وار خالی نہین گیا۔ اُن کی چھین جھپٹ مین وہ خنجر سینے کی جگہ شانے پر پڑا۔ اور ایک خفیف سا چرکا لگ ہی گیا جس سے اب تک خون جاری ہے۔"

زہیر۔ "اب تک جاری ہے!"

جمیبہ۔ "ہان" (اپنا دوسرا ہاتھ شانے پر پھیر کے اور زہیر کی طرف بڑھا کے) "تو دیکھ لو۔ تازہ خون ہے نہ؟" یہ کہہ کے ہماری نازنین شاہزادی نے چشمہ مین ہاتھ دھو لیا۔ اور اُسی طرح پانی مین ہاتھ سے کھیلنے لگی۔ اتفاقاً ایک بڑا سا مینڈک جو کہین قریب ہی چھپا بیٹھا تھا زور سے اُچک کے بھاگا۔ اور جمیبہ یکایک چونک پڑی۔ مگر مینڈک کو پہچان کے زور سے ہنسی اور کہا "اس کی بھی عجب لنڈی منڈی صورت ہوتی ہے۔"

زہیر۔ "بیچارہ کیا کرے دُم تو جمیبین کے گروہ نے اپنے لگالی۔"

جمیبہ۔ (تعجب سے) "یہ کیونکر؟"

زبیر۔ ”شاید آپ کے ان لوگوں کو نہ معلوم ہوگا۔ مگر ہمارے یہاں تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ اگلے زمانے میں گوہ لنڈوری تھی اور مینڈک کے بڑی سی دُم تھی۔ اتفاقاً ایک دن دونوں میں شرط ہوئی کہ کوئی پانی نہ پیئے۔ اور یہ شرط کر کے دونوں ندی کے کنارے گھانس پر جا کے لیٹ رہے۔ دوسرے دن مینڈک نے پکار کے پوچھا وردا وردا۔ گوہ نے جواب دیا۔ اصبح قلبی صردا۔ الیس لی ان یبردا۔ الاعرد اعردا۔ وصلیانا بردا و عنکثا ملتبدا۔ عله دوسرے دن بھی یہی سوال و جواب ہوا۔ تیسرے دن مینڈک کو سوال پر گوہ خاموش ہو گئی۔ اور مینڈک نے اتر کے پانی پی لیا۔ جس کے ساتھ ہی گوہ نے دوڑ کر اسکی دُم کاٹ کے اپنے لگا لی۔“

حبیبہ یہ قصہ سن کے بہت ہنسی اور پھر پانی کی طرف مشغول ہوئی تھی کہ زبیر نے کہا ”تو اس زخم کو جلدی باندھ دینا چاہیئے۔ ورنہ خون زیادہ نکل جائیگا۔ اور آپ ناتوان ہو جائیں گی۔“

حبیبہ۔ ”مگر یہ یقین رکھو کہ میں مرونگی نہیں۔ اسی وقت مر رہی تو اب کیا مرونگی؟“

زبیر۔ ”شاہزادی ایسی باتیں نہ کیجیے۔“ اتنا کہہ کے اُس نے اپنے عمامے سے ایک چوڑی سی چیٹ پھاڑ کے حبیبہ کے شانے میں کس کے باندھ دی۔ اور بولا کہ ”اب جلد چلنے کی فکر کرنا چاہیئے۔ ہم یہاں رات نہیں بسر کر سکتے۔ درندوں اور وحشی جانوروں کا مسکن ہے۔“

حبیبہ۔ ”تو آخر کہاں چلنے کا ارادہ ہے؟“

زبیر۔ ”اسی امر کو دیر سے سوچ رہا ہوں۔ مگر کوئی بات ذہن میں نہیں آتی۔ ہاں ایک تدبیر ہے۔ مگر اس میں آپ کو تکلیف ہوگی۔“

حبیبہ۔ ”وہ کیا؟“

زبیر۔ ”وہ یہ کہ آپ یہاں ٹھہریں۔ اور میں جا کے سواری کا بندوبست کر لاؤں۔“

زبیر

عله اُترنے دو! اُترنے دو! یعنی کیا پانی پینے چلے۔

عله میرا دل سرد ہو رہا ہے۔ نہیں ممکن ہے کہ اُتریں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ گھانس کے انکھووں اور ٹھنڈی صلیان (ایک گھانس) اور گھنی عنکث (یہ بھی ایک قسم کی جھاڑی ہے) میں جائیں۔

حبیبہ۔ "اور مین یہان اکیلی بیٹھون گی؟"
زہیر۔ "اسی سے مین بھی ہچکچاتا ہون۔ کہ آپ گھبرائین گی۔"
حبیبہ۔ "گھبرانا کیسا۔ کوئی غسانی سوار آگیا تو مجھے پکڑ لے جائے گا۔"
زہیر۔ "پھر کیا کیا جائے؟"
حبیبہ۔ "تم ہی سوچو۔"
زہیر۔ "ایک بات اور ہے۔ ہم اور آپ دونون یہان سے نکل کے چلین۔ غالباً کوئی نہ کوئی بدوی مل ہی جائے گا۔ اور یقین ہے کہ اُس کی مدد سے ہم کوئی اور تدبیر کر سکینگے۔"

اس رائے کو حبیبہ نے پسند کیا۔ اور دونون اس فرحت بخش مقام سے نکل کے گھوڑون پر سوار ہوے۔ کامل ایک گھنٹہ اسی طرح گزرا کہ گھاٹیون مین بھٹکتے تھے اور کسی طرف راستہ نہ ملتا تھا۔ آخر خدا خدا کر کے ایک گھاٹی سے نکل کے ایک دشت مین پہنچے جہان سنگستانی پہاڑون کے بدلے ریگ کے ٹیلے حد نظر تک پھیلتے چلے گئے تھے۔ زہیر نے درہ سے نکلتے ہی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کے چارون طرف نظر دوڑائی کہ انسان کا کہین پتہ ہے یا نہین۔ مگر ناکامی ہوئی۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ صرف ایک ہوا تھی جو مجنونون کی شان سے ہر طرف خاک اُڑاتی پھرتی تھی۔ اور اسی کے ساتھ ان بالو کے ٹیلون کے پہلو بدلواتی تھی۔

زہیر نے گھوڑا آگے بڑھایا۔ اور پہاڑون کے دامن ہی دامن مین ہوتا ہوا آگے چلا۔ اب ایک بلندی پر چند بولون کے درمیان مین اُسے ایک بھیڑ چرتی ہوئی نظر آئی جسکو دیکھ کے اُس نے اُسی طرف گھوڑا ڈال دیا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ مین وہ اُس بلندی پر پہنچ گیا۔ اور قریب پہنچ کے معلوم ہوا کہ ایک ہی نہین بھیڑون کا پورا گلہ سوکھی اور جھلسی گھانس کے چرنے مین مشغول ہے۔ زہیر گلہ بان کی تلاش مین اِدھر اُدھر نظر دوڑا رہا تھا کہ ایک بدوی لڑکا جو خذروف[1] کھیل رہا تھا قریب آیا۔ اور اپنے خذروف کو ہاتھ مین لے کے بولا "تم کس قبیلہ سے ہو؟"

زہیر۔ "بنی عذرہ۔ اور تم؟"

---

[1] خذروف لڑکون کا ایک کھیل ہے۔ پتھر مین سوراخ کر کے خذروف بناتے ہین۔ اور اُس مین ڈورا باندھ کے کھیلتے ہین۔

لڑکا۔ "بنی خولان۔"

زہیر۔ "تمھارا قبیلہ یہان سے کتنی دور ہے۔؟"

لڑکا۔ "تین دن کی راہ پر۔ مگر ہماری خباء اسی وادی مین ہے۔"

زہیر۔ (خوش ہو کے) "کہان؟"

لڑکا۔ (ایک طرف اشارہ کر کے) "وہ اُس پہاڑی کے دامن مین۔"

زہیر۔ "کسی غریب الوطن کو تم اپنے خیمہ مین پناہ دے سکتے ہو؟"

لڑکا۔ "ہماری مان کو مہمان نوازی کا بڑا شوق ہے۔ مگر وہ تو پانی لینے کے لیے ہی کلب کے چشمہ پر گئی ہوئی ہے۔ مان بہن گھر مین موجود ہے وہ آپ کی خدمتگذاری کرے گی۔" شاہزادی حبیبہ تو گھوڑے کی پیٹھ ہی پر رہی مگر زہیر یہ سُن کے اُتر پڑا۔ اور اُس لڑکے کو ساتھ لیکے اُسکے خیمہ کی راہ لی۔ شاہزادی نے بھی آہستہ آہستہ دونون کے پیچھے گھوڑے کو بڑھایا لڑکے نے خیمہ کے قریب ہی پکارا "ہنیئاً لکِ یا لیلاءُ[1] اور ایک مسافر کے آنے کا مژدہ سُنایا۔ نوجوان بدویہ بڑی گرم جوشی سے استقبال کو دوڑی۔

لیلاء کی عمر پندرہ برس سے زیادہ نہ ہوگی۔ مگر پہاڑون اور ریگزار پر گرنے پڑنے اور جفاکشی نے اُسکے ہاتھ پاؤن شہر کی لڑکیون سے زیادہ مضبوط کر دیے تھے۔ اپنی اونچی ازار اور نیچے کُرتے کو ہوا مین اُڑاتی اور ایک ہاتھ سے سُرخ سوتی خمار کو سنبھالتی ہوئی دوڑی۔ اور کہتی جاتی تھی کہ "مرحباً بالضیف[2]! مرحباً بالضیف!" اُس سادہ مزاج لڑکی نے آتے ہی حبیبہ کو گھوڑے سے اُتارا۔ اور بھائی سے کہا "جا کے ایک بھیڑ ذبح کرلاؤ۔" لڑکا تو اپنے گلہ کی طرف گیا۔ اور خود اُس نے اِن لوگون کو لیجا کے اپنے خباء کے اندر بٹھایا۔ لیلا جَو کا آٹا نکال کے گوندھنے کو تھی کہ زہیر نے کہا "یا بنت العرب! صرف ایک مہمان کے لیے کھانا پکاؤ۔ مین جاتا ہون۔ اور رات تک واپس آجاؤن گا۔ مگر اتنا خیال رکھنا کہ تمھاری اس نوعمر مہمان کو کسی قسم کی تکلیف نہو۔"

لیلاء۔ "تو آپ کیا جاتے ہین؟ عم انس[3] کی قسم ہماری خباء سے کبھی کوئی شخص بھوکا

---

[1] لیلاء تجھے مبارک۔ [2] ای مہمان مرحبا ای مہمان مرحبا۔

[3] بنی خولان کے بُت کا نام عم انس تھا۔ اور اُن مین عموماً اُسی کی پرستش ہوتی تھی۔

نہیں گیا۔"

زہیر۔" تو میں بھوکا نہیں ہوں۔ اور رات کو واپس آکے تمہارے ساتھ ہی کھانا کھاؤں گا۔ ایک سخت ضرورت سے جاتا ہوں۔ اور اگر میرے آنے سے پہلے تمھاری ماں آجائیں تو اُن کو میرا سلام کہہ دینا۔"

زہیر کو جانے پر آمادہ دیکھ کے لیلاء آبدیدہ سی ہو گئی اور بولی "میں اتنی خوش نصیب نہیں ہوں جتنا کہ تم دونوں مسافروں کو دیکھ کے اپنے تئیں سمجھی تھی۔" لیکن زہیر نے پھر معذرت خواہی کی اور کہا "تم اپنے خیال سے زیادہ خوش نصیب ہو۔ لیکن اس کا حال تم کو بعد معلوم ہوگا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ وادی صفر یہاں سے کتنی دور ہے؟"

لیلاء۔ (ذرا سوچ کے) "بہت آٹھ فرسخ سے زیادہ نہیں۔ پہلے ہم وہیں سے پانی لایا کرتے تھے۔ مگر جب سے وہاں ملک غسان کا لشکر پڑا ہوا ہے ہمیں بنی کلب کے چشمہ کو لانا پڑتا ہے۔"

زہیر۔ "کوئی ایسا سیدھا راستہ بتا سکتی ہو کہ میں بغیر کسی دشواری کے پہنچ جاؤں؟"

لیلاء۔ "ہاں" اور اتنا کہہ کے اُس نے زور سے اپنے بھائی کو پکارا۔ بدوی لڑکا ایک بھیڑی کو پیٹھ پر لادے ہوئے دوڑتا آیا اور کہا "بہن کیا ہے؟"

لیلاء۔ "ہمارے مہمان کو وادی صفر کا راستہ بتا دو۔ یہ وہاں جاتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ رات کو آجائیں گے۔"

لڑکے نے بھی پہلے روکنے کی کوشش کی مگر زہیر کے زیادہ کہنے سننے پر راضی ہوا۔ ہمارا عاشق مزاج نوجوان آبدیدہ ہو کے شاہزادی سے رخصت ہوا۔ اور گھوڑے کا دہانہ پکڑے ہوئے لڑکے کے ساتھ پیادہ چلا جاتا تھا کہ ایک طرف سے کوے کی آواز آئی "غیق! غیق!"[1] جس کے سنتے ہی زہیر کا چہرہ ذرا سا نکل آیا۔ اور پلٹ کے

---

[1] کوے کی معمولاً دو آوازیں ہوتی ہیں۔ ایک تو ہمارے یہاں قاف قاف کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور دوسری آواز اُس سی نہیں ہوتی ہے جسکو اُردو میں قین قین کے لفظ سے تعبیر کرنا شاید زیادہ مناسب ہوگا۔ پہلی یعنی قاف قاف کی آواز کو عرب غاق غاق کہتے تھے۔ اور دوسری یعنی قین قین کو غیق غیق۔

جبیبہ کے پاس آیا۔ اور کہا "افسوس یہ غراب غراب البین معلوم ہوتا ہے۔ غاق! غاق! کی جگہ عیق غیق بولتا ہے۱؎۔"

زہیر کے اس جملے پر جبیبہ بھی کسی قدر پریشان ہوئی مگر اُس کی دلدہی کے لیے بولی "اس قسم کی بدشگونیاں کمتین لوگون اور خاصتہً عرب کی بُت پرست قومون مین زیادہ ہین۔ ہمارے یہان توان باتون کا خیال کم ہوتا جاتا ہے۔ تم نور ونار سے دعا مانگتے چلے جاؤ۔ اور کواکب کی تعظیم کرو۔ کوئی مشکل نہ پیش آئے گی۔"

اس سے زہیر کو اطمینان تو کیا ہو سکتا تھا مگر دل مین ڈرتا ہوا دوبارہ رخصت ہو کے روانہ ہوا۔ اور تھوڑی دیر مین نظر سے غائب ہو گیا۔

بارہوان باب

قسمت بن کے بگڑ گئی

بنی غسان کے خیمون مین ہر طرف خوشی اور کامیابی کے جشن ہو رہے ہین۔ سپاہی جو دشمنون کو شکست دے کے آئے ہین انتہا سے زیادہ دلبشاش ہین۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہین۔ آفتاب کے غروب ہوتے ہی شاہ حارث نے ایک دربار کیا جس مین تمام ارکان دولت شریک تھے۔ فوجون اور قبائل عرب کا جوش مسرت شاہی رعب وداب پر بھی غالب آتا جاتا تھا۔ ہوا سے سرد کے جھونکون کے ساتھ مشعلون کی بڑی بڑی لَوین اور غسانی جھنڈون کی بیرقین لہرا رہی تھین۔ اب اِسی سین مین یہ زیادتی ہوئی کہ بڑے بڑے سرداران بنی حیرہ کے سر اور کئی جھنڈے جو نعمان کے علم برادرون سے چھین لیے گئے تھے لاکے حارث کے قدمون کے سامنے ڈال دیے گئے۔ اس کے بعد مال غنیمت آنا شروع ہوا۔ اور جو جو قیمتی اور قابل قدر چیزین تھین وہ فرمانروا غسان کے سامنے لاکے ڈھیر کر دی گئین۔

یہ سب سامان ہے مگر خود بادشاہ کی صورت سے حسرت برس رہی ہے۔ وہ افسردہ اور خاموش اور سب لوگ حیرت مین ہین کہ بادشاہ کے دل پر کیا صدمہ گزر رہا ہے آخر

۱؎ کوے کی آواز سے اہل عرب شگون بدشگونی دونون مطلب نکالتے ہین معتقد تھے کہ سفر کرتے وقت اگر کوا غاق غاق بولا تو شگون نیک اور کامیابی کی دلیل ہے اور اگر غیق غیق بولے تو بدشگونی اور ہجر ومفارقت کی دلیل۔

نامور اور جوان مرد افسران بنی غسان اور دیگر سرواران قبائل نے ایک ایک کر کے بڑھنا اور اپنی جوانمردیوں اور کارگذاریوں کے حالات عرض کرنا شروع کیے۔ ان باتون اور کامیابی و فتحمندی کے افسانون نے اُس کا غم کسی قدر غلط کر دیا اور بعض بعض لوگون کے حالات سُن کے وہ جوش سے داد بھی دینے لگا۔ اب اُس کے چہرے پر ذرا بشاشت آئی تھی کہ عمرو بن لبید عذری نے آگے بڑھ کے زمین چومی اور کہا "اس جان نثار کی کارگذاریان خود حضور پر روشن ہین زیادہ وضاحت کی ضرورت نہین۔ صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ خاص نعمان بن منذر کو میرے ہی نیزے نے گھوڑے سے گرایا۔ اور میرے ہی خنجر نے اُس کا سر تن سے جدا کیا۔ اِس کے علاوہ یہ رجز مجھے زندگی بھر معزز ثابت کرے گا کہ میرے ہی ہاتھ سے شاہزادی حلیمہ کی آرزو پوری ہوئی جب کہ مین نے اُس کے بھائی کے قاتل کا کام تمام کیا اور پھر میری ہی کوشش سے شریف و عالی نسب ملکہ ذات القرطین کا جوڑا باندھا گیا"

ماریہ "ہان! ہان! عمرو تم نے اپنی شرافت کا ثبوت دیدیا۔ اور اب مین تمھاری کامیابی و آرزو مندی پر خوش ہونگی"

حارث "حلیمہ کہان ہے؟"

اس لفظ کے سُنتے ہی حلیمہ جو بادشاہ کے پیچھے کھڑی تھی نکل کے سامنے آئی اور باپ یا بادشاہ کے آگے ادب سے سر جھکا کے کھڑی ہو گئی۔

حارث "مین اپنے عہد کا سچا ہون۔ اہل حیرہ کی سی دغابازی کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہون"

عمرو "بے شک عربی وفاکیشی اور راستبازی کی رونق حضور ہی کی ذات سے ہے"

حارث "حلیمہ۔ مین نے تجھے عمرو کو دیا اور تو اُس کی ہو چکی"

عمرو "حضور یہ نہ ارشاد فرمائین بلکہ یون کہنا چاہیے کہ حضور نے مجھے شاہزادی کی غلامی مین دیا"

حارث "جو سمجھو۔ اب تم دونون ایک دوسرے کے ہو۔ ہان مجھے اسی وقت تم دونون کا عقد بھی کر دینا چاہیے"

اتنا کہتے ہی حارث نے اپنی وضائع مین سے بڑے راہب کو بلایا۔ شاہزادی حلیمہ

اِس وقت نیچی نظر کیے ایک شرمگین ادا سے کھڑی تھی اور راہب سامنے آیا ہی تھا کہ دار یہ ذات القرطین نے کہا "ابھی اس کی جلدی نہین۔ عقد بعد ہو رہے گا۔ اب اس وقت ــــــــ"

حارث۔ (بات کاٹ کے) "نہین مین اپنے عہد کو اسی وقت پورا کرونگا"

عمرو۔ (زمین چوم کے اور ہاتھ جوڑ کے) "اس رسم کو اس وقت ملتوی ہی رہنا چاہیے"

حارث۔ (غضب آلود حیرت سے) "کیون؟"

عمرو۔ (سر سے پاؤن تک کانپ کر) "اس وقت مین خون مین لتھڑا ہوا ہون۔ اہل حیرہ کے خون نے میرے جسم کو ناپاک کر رکھا ہے۔ اسے دھوؤن۔ نہاؤن۔ کپڑے بدل کے پاک صاف ہوؤن تو یہ مقدس رسم ادا ہو۔ اور پاک دل اور پاک وصاف ہاتھ سے شہزادی کا ہاتھ پکڑون"

حارث۔ (تھوڑی دیر تک ساکت رہ کے) "مگر یہ خون ایک بہادر شخص کا زیور ہے"

عمرو۔ "بے شک۔ مگر یہ زیور محل عروسی کے مناسب نہین۔ اور صرف یہی نہین ایک اور سبب بھی ہے"

حارث۔ "وہ کیا؟"

عمرو۔ "خداوند ایک عہد"

حارث۔ "کونسا عہد؟" اس سوال پر عمرو نے دل مین خیال کیا کہ زہیر ات کو کسی نہ کسی وقت آ جائے گا۔ اور یقین ہے کہ کامیاب ہو کے آئے گا۔ لہذا کسی قدر تامل کر کے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا "اس کو غلام کا تنہائی مین ظاہر کرے گا۔ عہد کی پابندی کی قدر حضور کو سب سے زیادہ ہے"

حارث۔ "اچھا تو جاؤ۔ صبح تک کی مہلت ہے۔ حلیمہ جا۔ تو بھی عمرو سے مل۔ اور اپنے آپ کو نکاح کے لیے تیار کر رکھ"

عمرو و حلیمہ دونون بادشاہ کے سامنے ادب سے سر جھکا کے اُلٹے پاؤن واپس چلے اور دربار سے نکل گئے جدا ہونے کو تھے کہ ہمارے نوجوان نے شاہزادی سے اپنے خیمے مین چلنے کی درخواست کی۔ حلیمہ نے ایک خوش آیندہ مسکراہٹ کے ساتھ

قبول کی اور چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے ساتھ روانہ ہوئی۔ عمرو نے اپنے خیمے مین پہونچ کے کہا " شاہزادی مین اپنی خوش قسمتی پر جس قدر ناز کرون زیبا ہے۔ مگر دو فکرین ساری خوشی کو خاک مین ملائے دیتی ہین"

حلیمہ۔ (متفکر ہو کے) "وہ کونسی فکرین ہین؟"

عمرو" ایک تو مین نے اِس وقت بادشاہ کو ملول پایا اور دوسرے یہ کہ زہیر اس وقت تک نہین واپس آیا۔ دُنیا مین صرف ایک وہی میرا دوست ہے وہ نہ ہوا تو کوئی ہمدرد اور میری خوشی پر خوش ہونے والا نہ ہوگا"

حلیمہ" ابا جان کی فکر سے تو مین بھی متردد ہون مگر زہیر کے لیے کوئی گھبرانے کی بات نہین تھوڑی دیر مین آجائے گا" یہ کہتے وقت حلیمہ کا چہرہ ایک بے اختیاری کی حرکت سے کھُل گیا جسے اُس نے نقاب کو برابر کر کے پھر چھپا لیا اور شرمگینی کی ادا سے کپڑے سنبھال سنبھال کے اپنے سارے جسم کو چھپانے لگی"

عمرو" شاہزادی اب شرم کیسی؟ بے تکلف مُنہ کھُول کے بیٹھیے"

حلیمہ" کیا تم نے یہ مثل نہین سُنی کہ التجرد بغیر النکاح مُثلۃ[1]"

عمرو نے یہ جملہ سُن کے زیادہ اشتیاق و بیتابی ظاہر کی۔ اور بے تکلفی کے ساتھ ہاتھ بڑھایا کہ اپنی دلربا کا چہرہ خود ہی کھول لے مگر حلیمہ نے ایک ناز کی ادا سے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور[2] نہایت ہی بے چین کر دینے والی ادا سے بولی " دیکھو! سنبھلو! خلع الدرع بید الزوج"

عمرو۔ (ایک بیتابی کے ساتھ) " شاہزادی۔ بھلا مین اور اس خوش قسمتی سے انکار کرتا؟ مگر افسوس! زہیر مین اور مجھ مین ایک عہد ہے"

حلیمہ۔ (متوجہ ہو کے) "کس بات کا؟"

عمرو۔ " اب آپ میری جان و مال کی مالک ہین۔ یقین ہے کہ کچھ ہمدردی ہی کرین گی۔ اپنا راز ظاہر کیے دیتا ہون۔ اِسی لیے اس وقت آپ کو زحمت بھی دی ہے"

---

[1] بغیر نکاح کے کسی کے سامنے مُنہ کھولنا مُثلہ یعنے خود اپنے کسی عضو کا کاٹ لینا ہے۔ عربی کی یہ مثل جاہلیت مین مشہور تھی اور عورتین لوگون کو یہی مثل کہہ کے روکتی تھین۔

[2] یہ بھی اس عہد عتیق کی مثل ہے کہ "شوہر ہی چادر کھول سکتا ہے" مطلب یہ کہ تم ابھی باضابطہ شوہر نہین ہو۔

حلیمہ۔ (مسکرا کے) "خیر آپ اپنی اُمید کو نہ توڑیے!"

شاہزادی کو متوجہ پا کے عمرو نے اپنی ساری سرگزشت اول سے آخر تک کہہ سنائی بازار عکاظ مین اپنا اور زہیر کا قصیدے سُن کے دونون شاہزادیون پر عاشق ہونا۔ باہمی عہد و پیمان کہ ایک ہی دن شادی ہو۔ طلحہ سے ملنا۔ اُس کے دعادے۔ اور پھر اُس کے ساتھ دونون کا غسان مین آکے حارث اعرج کے دربار مین پہونچنا۔ الغرض کوئی واقعہ نہ تھا جو اُٹھا رکھا ہو۔ اس کے بعد کہا "شاہزادی آپ سے عرض کر چکا کہ میرا دوست زہیر شاہزادی حلیمہ پر عاشق ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ حبیبہ بھی اُس کے عقد مین آنے پر راضی ہے۔ اسی وجہ سے آج تعاقب مین وہ سب سے آگے نکل گیا۔ اور یقیناً جب تک اپنی معشوقہ کو نہ پائے گا واپس نہ آئے گا۔ اب مین حیران ہون کہ صبح تک نہ آیا تو میرا کیا حشر ہوگا۔ افسوس اُس کے آئے بغیر مین شادی کرنے سے محروم ہون"

حلیمہ "تو مین کب کہتی ہون کہ ابھی ———" اور یہ کہتے دفعتہً ذرا مُنہ تھوتھا لیا۔

عمرو "توبہ مجھے یہ خیال نہ تھا کہ میرے تامل کرنے سے آپ کے دل کو ملال ہوگا آپ تو جانتی ہین کہ اس خوش قسمتی سے زیادہ مین اور کسی بات کا آرزومند نہین ہون۔ مگر افسوس۔ بادشاہ کو اصرار ہے اور صبح کو اگر پھر میری زبان سے حرف انکار نکلا تو اُسکے ساتھ ہی گردن بھی ماری جائے گی مجھے مرنے کا بھی ڈر نہین۔ مگر خوف یہ ہے کہ آپ کی حسرت دل مین لیے ہوئے مارا جاؤن گا"

حلیمہ "پھر مین اس کی کیا تدبیر کر سکتی ہون؟"

عمرو "آہ! کسی طرح زہیر آجاتا یا مجھے معلوم ہوتا کہ کہان ہے تو وہین جا کے مل لیتا۔ مگر ہان ایک تدبیر ہے جس طرف دشمن بھاگے ہین اُسی طرف مین بھی جاؤن کہین مل ہی جائیگا" یہ کہہ کے عمرو نے اُٹھنے کا ارادہ کیا اور رخصت کا کلمہ زبان سے نکالنے ہی کو تھا کہ یکایک مرجانہ دوڑتی اور ہانپتی ہوئی آئی اور عمرو کی طرف دیکھکر بولی "بڑا غضب ہوا!"

عمرو اور حلیمہ دونون کی زبان سے بے تحاشا نکلا "کیا؟" اور دونون ایک عجیب حسرت آمیز حیرت کی نگاہون سے اُس کی صورت دیکھنے لگے۔

مرجانہ "بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ زہیر جہان ملے گرفتار کر کے لاؤ۔ اور جس وقت ملے اُسی وقت بے پوچھے ———" مرجانہ کا یہ جملہ ختم نہین ہونے پایا تھا کہ زہیر خیمہ کے اندر داخل ہوا اور

عمرو کی طرف بغلگیر ہونے کے لیے دوڑنے ہی کو تھا کہ شاہزادی کو دیکھ کے جھجکا اور یکایک جوش مسرت کے ساتھ چلا اُٹھا "عمرو ہمارا عہد پورا ہوا۔ ہم دونون خوش قسمت ——"

زہیر کا جملہ ناتمام ہی تھا کہ یکایک کئی مسلح غسانی سردار اندر گھس آئے اور چلا کے بولے "فوراً گرفتار کر لو۔ یہ شاہی مجرم ہے۔" اتنا کہتے ہی قبل اس کے کہ زہیر اپنے آپ کو سنبھالنے بھی پائے سب نے لپٹ کے اُس کے ہتھیار چھین لیے اور مشکین کس کے باندھ دین۔ پھر ایک غسانی سردار نے زہیر کی پیشانی کے بال عمامہ سے کھینچ کے باہر نکالے۔ اُنھین زور سے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا* اور کہا "باہر نکل"۔

حلیمہ اور مرجانہ تو یہ رنگ دیکھ کے کانپنے لگین مگر عمرو کو اپنے دلی دوست کی اس توہین پر بہت غصہ آیا۔ قریب تھا کہ تلوار کھینچ کے اُٹھ کھڑا ہو۔ مگر دل ہی مین کچھ سمجھ کے خاموش ہو گیا۔ اور نہایت نرمی کی آواز مین اُن غسانی افسرون سے کہا تم اِن کو میری حراست مین چھوڑ دو۔ مین خود بادشاہ کے پاس لیے چلتا ہون۔

غسانی افسر "ہمین آپ کے ارشاد مین تامل نہ ہوتا۔ مگر اِن کے قتل کا حکم ہے"۔

عمرو "خیر۔ مگر جب مین اپنی ذمہ داری مین لیتا ہون اور خود دربار مین لے چلنے کا وعدہ کرتا ہون تو تمھین کیا عذر ہو سکتا ہے؟"

غسانی افسر "ہم بادشاہ کے خلاف نہین کر سکتے" یہ کہہ کے اُسنے دوبارہ جھٹکا دے کے زہیر کے بال کھینچے"

اب عمرو اپنے اختیار سے باہر تھا۔ تلوار کھینچ کے اُٹھا اور کہا "چھوڑ دو۔ ورنہ خون کا سیلاب بہہ جائیگا۔ ہم لوگ یہان بے قرمت ہونے کے لیے نہین آئے ہین۔ شرفائے بادیہ بے خطا توہین کو نہین گوارا کر سکتے۔ ہم بادشاہ کی زبان سے اپنا قصور سُن لین گے تو تلوار کے آگے سر جھکا دینگے"۔

عمرو کچھ ایسی شجاعت سے اُٹھا تھا کہ اُس کے حرکات سے ایک شیر ببر کی سی بیباکی نمایان تھی نازک بدن لڑکیان سہم کے کونے مین دبکنے لگین کہ اب خیمے کے اندر ہی قتل و خون کا بازار گرم ہوا جاتا ہے۔ مگر اس کا رعب صرف اُن لڑکیون ہی پر نہین پڑا بلکہ غسانی سردارون نے بھی گھبرا کے زہیر کو چھوڑ دیا اور خیمہ سے نکلتے ہوئے یہ کہہ گئے "چلو

* عرب مین دستور تھا کہ جب کسی کو قتل کرنا ہوتا تو اُسکی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچتے۔

بادشاہ کی خدمت مین ساری سرگزشت عرض کردین" چلے گئے۔
اُن کے جانے کے بعد عمرو نے زہیر کے ہاتھ کھول دیے۔ اور حلیمہ و مرجانہ کو قریب بُلا کے پوچھا "اب کیا تدبیر کی جائے؟"
حلیمہ "میرے تو حواس جاتے رہے"
مرجانہ "اور یہ سارا فساد خولہ کا معلوم ہوتا ہے"
حلیمہ "ہان ہان۔ بے شک اُسی کا فساد ہو گا۔"
عمرو "مگر آخر کوئی قصور بھی تو بتایا جاے؟"
مرجانہ "اب یہ کون جانے؟"
زہیر "مین جانتا ہون"
یہ سُنتے ہی سب زہیر کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھین کیا کہتا ہے۔ اور عمرو نے کہا "لیکن تمنے کبھی مجھہ سے تذکرہ نہین کیا!"
زہیر "معلوم تو آج ہوا ہے بتاتا کب؟"
عمرو "آخر ماجرا کیا ہے؟"
زہیر "سنو! بات یہ ہے کہ مین حقیقت مین بادشاہ حارث کے نزدیک واجب القتل ہون اور وجہ یہ کہ خود بادشاہ شاہزادی حبیبہ کے عشق مین مبتلا ہے۔ پھر بادشاہ کے رقیب کی سزا قتل کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے؟"
عمرو "بادشاہ حبیبہ پر عاشق ہین؟"
حلیمہ "مجھے تو یقین نہین آتا"
زہیر "شاہزادی مین سچ کہتا ہون خود حبیبہ سے مجھے یہ حال معلوم ہوا۔ بلکہ یہ بھی سُنا کہ یہ لڑائی اصل مین اسی لیے تھی کہ شاہزادی حبیبہ پر قبضہ کیا جائے۔ نعمان کے پاس سفارت بھیجی گئی پہلے نعمان نے منظور کر لیا تھا مگر حبیبہ کو چونکہ میرے سوا کسی کے نکاح مین جانا نہ منظور تھا اس لیے تدبیرین کر کے اُس نے نعمان کی زبان سے انکار کرا دیا۔ نعمان نے جب اقرار کے بعد انکار کیا تو یہان اُس کے مقابلے مین اشتہار جنگ دے دیا گیا۔ الغرض اُس معرکہ آرائی کی اصلی غرض یہی تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس لڑائی مین مین بھی شریک تھا اور بقول حبیبہ کے کوشش کر رہا تھا کہ اپنی دلربا کو غیر کے

پہلو مین پہونچاؤن"

عمرو "خیر دیکھا جاے گا۔ مگر اب اس وقت کی بلا کیونکر ٹالی جاے؟ بہتر ہوگا کہ ہم تم دونون لڑتے بھڑتے یہان سے نکل چلین۔ سواے اس کے کوئی تدبیر جان بچنے کی نہین نظر آتی"

حلیمہ "یہ نہین ٹھیک ہے۔ اس وقت تم کسی تدبیر سے اتنا کرو کہ زہیر کے قتل کو رات بھر کے لیے ملتوی کرا دو پھر صبح تک دیکھو کیا ہوتا ہے"

عمرو "تو بہتر ہوگا کہ ہم دونون اسلحہ سے خوب آراستہ ہو کے اور بظاہر جان دینے پر تیار ہو کے بادشاہ کے سامنے جائین اگر بادشاہ نے یہ درخواست منظور کر لی تب تو خیر ورنہ اسی وقت لڑتے بھڑتے نکل جانے کی کوشش کرین گے۔ اس مین چاہے مارے جاوین یا زندہ رہین"

یہ منصوبہ کر کے دونون عذری نوجوانون نے ہتھیار لگائے۔ دوہری زرہین پہن کے کمرین خوب کس کس کے باندھ لین۔ خود سر پر اچھی طرح جما لیے گئے۔ آگے پیچھے لوہے کا جال لپیٹ لیا۔ پیٹھ پر ڈھالین آویزان کین۔ اور مضبوط و تابدار چار آئینے (جو قسطنطینیہ سے یہان آئے تھے اور حارث اعرج کی فیاضی سے لڑائی پر جاتے وقت عمرو زہیر کو ملے تھے) سینے پر لگا لیے۔ اس طرح اُدبجی بن کے اور برہنہ تلوارین ہاتھون مین لے کے دونون نے دربار شاہی کی راہ لی۔ عمرو نے خیمے سے نکلتے وقت حلیمہ کے چہرے پر ایک آخری نگاہ حسرت آلود ڈالی۔ اور جب کافوری شمع کی روشنی مین اُس کی آنکھون کے نیچے آنسوؤن کے دو قطرے ٹپکتے نظر آئے تو بے اختیاری مین سارا پاس و لحاظ بھول کے اُس کی طرف دوڑا اور سینے سے لپٹا کے بولا "یہ دردمند چہرہ کبھی نہ بھولے گا"

حلیمہ نے آنسو پونچھے اور عمرو کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر زہیر کی طرف دیکھ کے جوش گریہ سے رکتی ہوئی آواز مین بولی "کیا کہون زہیر؟ معاملہ ایسا ہے کہ میرا کوئی زور نہین چل سکتا"

عمرو "شاہزادی مجھے اتنا بتا دیجیے کہ اگر اس وقت یہان سے زندہ نکل گیا تو آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی؟"

حلیمہ "یہ پھر دیکھا جائے گا۔ بس اب تم دربار مین جاؤ۔ ورنہ گرفتار کرنے کے لیے پوری فوج یہان آجائے گی اور کوشش کرنے کا یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جائے گا"

دونون حلیمہ اور مرجانہ سے رخصت ہو کے اور دونون کو رتا چھوڑ کے خیمہ سے نکلے۔ اور اندرونی خیالات اس قدر غالب تھے کہ دربار مین پہونچنے تک آپس مین ایک بات بھی نہ کی۔ زہیر کی صورت دیکھتے ہی حارث اعرج نے اپنے اہل دربار کو للکارا کہ "اسے گرفتار کر و" چار دن طرف سے ایک بڑا طوفان سا آتا نظر آیا۔ جس کے روکنے کے لیے دونون بہادر نوجوان طلسمی لکڑیون کی طرح اپنی تلوارین علم کرکے کھڑے ہو گئے۔ اور عمرو نے پکار کے کہا "ایہا الملک ایاک والعدل ا[۱]"

حارث "بس یہی عدل ہے کہ زہیر قتل کیا جائے"

زہیر "مگر میرا قصور؟"

عمرو "شرفاے عرب بے گناہ سر نہین جھکاتے۔ اُن کی خطا بتادی جائے پھر اُن کو شاہی حکم کی اطاعت مین کوئی عذر نہ ہو گا"

حارث اعرج نے اس وقت تک اپنے عشق کو چھپایا تھا۔ ابتداءً جب کبھی اُس نے ظاہر کرنے کا ارادہ کیا طلح وخولہ نے روکا۔ اور اب ناکامی کے آثار دیکھ کے اور حبیبہ کے نہ ملنے کو اپنی بے عزتی سمجھ کے وہ خود اس دلی راز کا ظاہر کرنا نامناسب خیال کرتا ہے۔ زہیر و عمرو کی اس درخواست پر اُس نے دونون کو گھور کے دیکھا اور کہا "تو کیا تم دونون بغاوت پر آمادہ ہو؟"

عمرو "ہرگز نہین۔ ایسی نمک حرامی کی اُمید ابناے بادیہ سے نہین ہو سکتی"

حارث "پھر کیا چاہتے ہو؟"

عمرو "بس اسی قدر کہ اسوقت زہیر کا قتل ملتوی رکھا جائے مجکو پہلے اسکا جرم بتایا جائے۔ اور اگر ثابت ہو تو بلا تامل قتل ہو"

دونون نوجوانون کو بیباکی و دلیری اور جان دینے پر آمادہ دیکھ کے خود شاہ حارث کے دل پر بھی بڑا اثر ہوا۔ ایکطرف وہ زہیر کے خون کا پیاسا تھا۔ دوسری طرف یہ بھی خیال تھا کہ ایسے جانباز اور شریف النفس نوجوانون کو قتل کرنا خود اپنی سلطنت و قوت کو نقصان پہونچانا ہے تیسری طرف یہ بھی یقین تھا کہ ان کا قتل کرنا چندان آسان نہین ہے۔ اور سب پر غالب یہ خوف تھا کہ کہین میرے عشق و ناکامی کا حال نہ کھل جاے اور اپنے

---

[۱] اے بادشاہ انصاف کر۔

لوگون کے سامنے ذلیل ہوجاؤن۔ ان مختلف خیالات نے اُسے دیر تک خاموش رکھا دیر تک سوچ کے سر اُٹھایا اور بولا" عمرو تیرے مجھہ پر بہت سے حقوق ہین میدان جنگ مین تو بڑے کارہاے نمایان دکھا چکا ہے۔ اور اُسکے صلے مین کل ہی تجھے حلیمہ کے شوہر ہونے کی عزت حاصل ہونے والی ہے۔ تیری سفارش سے اتنا تو کر سکتا ہون کہ زہیر کا قتل کل تک کے لیے ملتوی ہوجاے اور تیری شادی کے جشن مین شریک ہونے کے بعد یہ موت کے حوالے ہو۔ مگر یہ نہین ہوسکتا کہ اُسکا جرم تبایا جاے۔ اسنے میرے دل کو بڑا صدمہ پہونچایا ہی۔ اور جب تک یہ زندہ ہے اُسوقت تک مجھے کسی چیز مین خوشی نہین حاصل ہوسکتی۔ لہذا یہ ضرور قتل ہوگا۔ اور اسی طرح یعنی بغیر اسکے کہ جرم تبایا جاے۔"

یہ سُنتے ہی عمرو بادشاہ کے سامنے سر جُھکا کے کھڑا ہوگیا۔ اور بادشاہ کی مہربانی پر اپنی شکر گزاری ظاہر کی۔

حارث "جاؤ۔ تم اسکو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اپنے پاس رکھو۔ رات کو گشت کرنے والے جوان ہوشیار رہین گے کہ یہ کسی طرف نکل نجاے۔ اور خوب سمجھہ لو کہ صبح کو تمھاری شادی کے بعد اسکا قتل عمل مین آئے گا۔"

یہ حکم شاہی سُن کے عمرو زہیر اپنے خیمہ مین واپس آئے اور سوچنے لگے کہ اب جانبری کی کیا تدبیر کیجاے۔ ان دونون کے جاتے ہی حلیمہ بھی اپنے خیمے مین چلی گئی۔ مگر بار بار مرجانہ کو بھیج کے دریافت کرانی تھی کہ کیا ہوا۔ اور جیسے ہی اُسے بادشاہ کے حکم اور عمرو زہیر کے واپس آنے کی خبر ملی دوڑی آئی۔ اور کامیابی پر مبارکباد دینے لگی۔

عمرو "مگر یہ کامیابی نہین ہے۔ آخر صبح کو کیا ہوگا؟ جو کچھہ ہونا ہے رات ہی کو ہونا چاہیے پھر صبح کو کوئی بات اپنے اختیار مین نہ رہے گی۔"

حلیمہ "اب اسکی فکر نہ کرو۔ کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی۔ اتنا موقع مل گیا ہے تو آؤ دو گھڑی اطمینان سے بیٹھہ کے باتین کرین؟"

عمرو "جب تک زہیر کی جان بچنے کا یقین نہ ہوجاے کیا خاک اطمینان ہوسکتا ہی؟"

حلیمہ "تم مطمئن رہو۔ اب تمھاری جان بچانے کی مین ذمہ دار ہون۔"

دونون نوجوان حلیمہ کے خوبصورت اور بشاش چہرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔

حلیمہ "ہان۔ ہان۔ تم خاطر جمع رکھو (زہیر سے) اب یہ تباؤ کہ تمھین میری بہن حبیبہ

کیونکر ملی ؟"

اگرچہ زہیر اس قدر پریشان خاطر تھا کہ اسوقت باتین کرنے کو جی نہ چاہتا تھا مگر علیمہ نے علم کے انکار کرنا گستاخی سمجھ کے سب حال بیان کر دیا۔ یہ فرسے دار مگر درد بھری داستان وقتاً فوقتاً دونون بلکہ تینون سامعین پر (اسلیے کہ مرجانہ بھی موجود تھی) مختلف قسم کا اثر کرتی تھی اور سبکو حیرت تھی کہ اندر ہی اندر اتنی بڑی سازش ہوئی۔ اور حارث کے لوگون کو کیا معنی اُسکے گھر مین بھی کسی کو کانون کان خبر نہ ہوئی۔

باتون باتون مین رات بہت زیادہ آگئی۔ ہر طرف سنّاٹا ہوگیا۔ دن بھر کے لڑے تھکے ماندے لوگ غافل پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ اور سوا چند پہرہ دینے والے سپاہی کے سارا لشکر خواب غفلت مین ہے۔ چونکہ دشمن کو شکست دیکے اور بھگا کے لیٹے ہین لہٰذا سب لوگ بے کھٹکے اور بڑی فارغ البالی سے سو رہے ہین۔ گیدڑونکی آوازونمین ملی ہوئی کبھی کبھی شیر کے ڈکارنے کی آواز آجاتی ہے جو اسوقت اپنی ریگستانی قلمرو مین گشت کرنیکو نکلا ہے۔ تمام طیور کا مُنہ بند کرکے اور بلند پرواز عقاب کی آنکھون پر پردہ ڈالکے شب بیدار اُلّو نے آنکھین کھولی ہین۔ اور ایک بھیانک آواز مین سنسان بیابان اور لشکر گاہ کے شہر خموشان مین جابجا اپنا ڈنکا بجاتا پھرتا ہے اور بھیڑیے اور چرغ میدان مین ہر طرف جمے ہوے خون سے پیٹ بھرنے کو آئے ہین۔ اور ادھر اُدھر باہم لڑلڑ کے اور گدون کو اڑا اُڑا کے اپنی مزیدار کمیاب غذا پر سر جھکاتے ہین۔

رات بھی روشن نہین۔ ماہتاب غائب ہے۔ اور تارون کی آنکھین بڑی تیزی سے کھلی ہوئی ہین۔ نسر واقع آشیانۂ مغرب مین جانے کے لیے پر سمیٹ رہا ہے اور جوزا سہ پہر کے آفتاب کی طرح افق مغرب کی طرف لٹک چکا۔ حلیمہ اور مرجانہ کی آنکھون سے بھی نیند کا خمار ظاہر ہونے لگا کہ زہیر کو اپنی حالت یاد آئی۔ اُس نے خیمہ سے سر نکال کے تارون کو دیکھا اور کہا "اب میرے قتل کو تھوڑی ہی دیر باقی ہے"

یہ سُن کے شاہزادی حلیمہ چونک پڑی۔ خمار آلود آنکھین ملکے اپنے تئین ہوشیار کیا اور بولی "بیشک اب وقت آگیا کہ تمھاری رہائی کی کوئی تدبیر کیجاے۔

عمرو "پھر فرمائیے کیا تدبیر سوچی ہے ؟"

حلیمہ "بتاتی ہون۔ تم میرے ساتھ چلو۔ مگر دیکھیو خبردار! چپکے رہنا۔ اور اسطرح دبے پاؤن

چلنا کہ کسی کو آہٹ تک نہ معلوم ہو۔"

زہیر۔ (حیرت سے) "تو شاہزادی کہان؟"

حلیمہ۔ "کچھ بولو نہین۔ فقط میرے ساتھ چلے آؤ۔ مرحبانہ تم یہان خیمہ ہی مین ٹھہری رہنا مین ابھی آئی۔"

یہ کہہ کے شہزادی حلیمہ نے دونون نوجوانون کو ساتھ لیا۔ اور خاص شاہی خیمہ کی طرف روانہ ہوئی۔ آگے آگے وہ تھی اور پیچھے پیچھے دونون بہادر عذری نوجوان۔ یہ سب تاروںکی ہلکی روشنی سے بھی بچتے ہوئے جاتے تھے۔ اور سانس بھی اس طرح چپکے چپکے لیتے تھے کہ کسی پاس والے کو بھی خبر نہ ہو سکتی۔ خاص بادشاہ کے خیمے کے پاس پہونچ کے شاہزادی بائین جانب مڑی۔ اور دونون ساتھ والون کو ایک خیمہ کی آڑ مین بٹھا کے چپکے چپکے قدم بڑھاتی ہوئی کسی طرف چلی گئی۔ چند ہی منٹ کے بعد واپس آکے دونون کو اُٹھایا اور کان مین کہا "بڑی خوشی کی بات ہے کہ مین کامیاب ہوئی۔ تمھارے بچانیکے لیے مین نے وہ تدبیر کی ہے جو کسی طرح اُلٹی ہی نہ پڑے۔ عمرو یہ تمھاری محبت نے مجبور کر دیا ورنہ مین اپنے باپ کے خلاف کوئی کام نہ کرتی۔ سنو یہ میرے باپ کا اصطبل ہے جہان خاصے کے گھوڑے بندھتے ہین۔ برق اور صبا نام مشہور گھوڑے بھی یہین ہین۔ جن کی گرد کو آجتک کوئی گھوڑا نہ پا سکا۔ تم ان کی پیٹھ پر پہونچے اور جانو کہ بچ گئے۔ ہان اتنا ضرور ہے کہ کوشش کرکے ان فوجی خیمون سے باہر نکل جاؤ۔ پھر کوئی نہ پاسکے گا۔ مین اُنھین کے دیکھنے کو گئی تھی اصطبل مین ہر طرف سناٹا ہے۔ سب پڑے سو رہے ہین۔ شاہی زین کی بھی ضرورت نہین۔ تم اپنی زینین لاکے اُن پر کس لو۔ اور مین چپکے سے گھوڑونکو کھولے لاتی ہون۔"

اتنا کہہ کے شہزادی نے تو اصطبل کی راہ لی۔ عمرو اپنے خیمے کو گیا کہ گھوڑونکا سامان لے آئے اور زہیر یہین ٹھہرا رہا۔ تھوڑی دیر مین سب سامان فراہم ہو گیا۔ شہزادی چپکے ہی چپکے گھوڑونکو کھول لائی۔ اور چونکہ دونون شریف گھوڑے اپنی شہزادی کو پہچانتے تھے لہذا بغیر اسکے کہ کسی قسم کا شور کرین اُس کے ساتھ چلے آئے۔ عمرو زہیر نے مل کر اُن پر زینین کسین۔ اور اُن کو ہاتھون پر لیے ہوئے شہزادی کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف چلے۔ تاکہ نہایت ہی خموشی کے ساتھ بنی غسان کے لشکر گاہ سے باہر نکلجائین اور کسی کو خبر نہ ہو۔ گرداوری کرنے والے سوار کسی اور طرف تھے اور یہ لوگ پوری

ہوشیاری کے ساتھ خیمون کی حدود سے باہر نکل گئے اور جب ذرا اطمینان ہو لیا تو عمرو نے رُک کے شاہزادی سے رخصت کرنے کا ارادہ کیا۔ اور ایک حسرت کی نظر سے اُسکی طرف دیکھ کے بولا "شہزادی مین تو جاتا ہون مگر آپ سے کیونکر ملونگا؟"

حلیمہ "اب اسوقت اسکا خیال نہ کرو۔ اور کوئی تدبیر نہ بنی تو مین خود آ کے مل جاؤنگی"

عمرو "مگر کچھ تو بتا دیجیے کہ کب اور کہان انتظار کرون۔ اور اگر آپکو آنے مین تامل ہو تو مجھے اجازت دیجیے کہ یہین رہون اور جو مصیبتین آنیوالی ہین اُن کو اپنے سر پر لون"

حلیمہ "عمرو مین تمھاری دشمن نہین ہون کہ یہان رہنے کو کہون۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تمھارے بعد میرا کیا حال ہوتا ہے"

عمرو "تو پھر اسوقت ساتھ چلے چلنے مین آپ کو کیا تامل ہے؟"

حلیمہ "نہین۔ بس اب تم جاؤ۔ اور مسیح تمھاری نگہبانی کرین" یہ کہتے وقت حلیمہ کا دل بھر آیا تھا جسکے چھپانے کے لیے اُس نے فوراً مُنہ پھیر لیا۔ اور اپنے خیمے کو واپس روانہ ہوئی عمرو و زہیر کچھ دور تک تو آہستہ آہستہ گئے اور بار بار پھر پھر کے حلیمہ کو تارون بھری رات کی خفیف روشنی مین دیکھتے جاتے تھے مگر جب وہ اندھیرے کے دامن مین غائب ہوگئی تو عمرو نے ایک آہ کھینچی اور زہیر سے کہا "افسوس! اس محبت کی بالکل قدر نہ ہوسکی۔ ہماری جان اسی نے بچائی ہے۔ اور ہم صرف اپنی جانین بچانے کے لیے اسے کیسا ملول چھوڑ کے چلے ہین۔

زہیر "عمرو تمھین ناگوار ہو تو نہ چلو۔ حقیقت مین شہزادی حلیمہ کو یون آفت مین چھوڑ کے چلا جانا نامردی ہے"

عمرو "نہین۔ اب چلنا ہی چاہیے۔ پہلے چل کے حبیبہ کی خبر لو۔ اس کے بعد دیکھا جائیگا جیتے ہین تو یہ محبت بھرا پیارا چہرہ پھر نظر آجائے گا۔ یہ کہہ کے دونون نے گھوڑے بڑھائے۔ اور بدوی لڑکی کے خیمہ کی راہ لی"

شاہزادی حلیمہ نے جاتے ہی عمرو کے خیمہ سے مرجانہ کو لیا۔ اُس سے سارا حال بیان کیا اور اپنے خیمے مین جاتے ہی مُنہ لپیٹ کے پڑ رہی۔ مگر کسی پہلو چین نہ پڑتا تھا۔ کروٹین پر کروٹین بدلتی تھی۔ اور نیند نہ آتی تھی۔ تھوڑی رات جو باقی رہگئی تھی آنکھون مین کٹ گئی۔ اور تڑکا ہی تھا کہ شاہی گھوڑونکے غائب ہونے کی خبر کے ساتھ عمرو و زہیر کے

فرار ہو جانے کا ہنگامہ سُنا۔ ساعت بساعت یہ وحشت ناک خبر پھیلتی جاتی تھی۔ اور چونکہ اُن گھوڑوں کے پالینے کا کسی کو خیال بھی نہ تھا لہٰذا کوئی تعاقب کا بھی ارادہ نہ کرتا تھا۔ آخر یہ خبر شاہ حارث کے گوش گزار ہوئی۔ بادشاہ سُنتے ہی نہایت غیظ و غضب کے تیورون سے اُٹھ بیٹھا۔ اصطبل والونکو بلا کے اُنکی غفلت کی سزا مین فوراً قتل کرا ڈالا۔ اور اُن کے ساتھ رات کو گشت کرنے والے سپاہی بھی نذر اجل کیے گئے۔ لیکن اس پر بھی دلکو تسکین نہ ہوئی اور ہر شخص سے سخت باز پُرس ہونے لگی۔ حلیمہ ابھی بچھونے ہی پر تھی کہ اُس کی طلبی کو بھی آدمی آگیا۔ وہ اُسی طرح بے ہاتھ مُنہ دھوئے اُٹھ کے اپنے بال سنبھالتی ہوئی سامنے گئی اور ادب سے کھڑی ہو گئی۔

حارث "حلیمہ رات کو تو عمرو کے خیمہ مین گئی تھی اور دیر تک وہین رہی۔ تجھے معلوم ہی کہ یہ دونون کہان گئے؟"

حلیمہ "مجھے بالکل خبر نہین کہ کہان گئے ہین۔ اس کا تو مجھ سے تذکرہ تک نہین آنے پایا۔"

حارث۔ (نہایت ہی غصہ سے) "بڑے غضب کی بات ہے۔ ان لوگون نے مجکو دھوکا دیا۔ اور میرے وہ گھوڑے لے گئے جن پر مجکو اور میری سلطنت کو ناز تھا۔ مین قسم کھاتا ہون کہ ان کو زندہ نہ چھوڑون گا۔ یہ لوگ سیدھے یہان سے حیرہ کو گئے ہون گے۔ اور کہان جا سکتے ہین؟ بہتر تو اب مجھے بھی اسی وقت انکے تعاقب مین روانہ ہونا چاہیے۔ حیرہ ہی ایسا مقام ہے جہان میری سب آرزوئین پوری ہونگی۔"

اسوقت کل اہل دربار فراہم ہو چکے تھے اور عمرو زہیر کے نکلجانے پر سب کھڑے تعجب کر رہے تھے۔ مگر جب بادشاہ نے آگے روانہ ہونے اور خاص حیرہ پر حملہ کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو طلحہ نے آگے بڑھ کے زمین چومی اور عرض کیا کہ "خود بادشاہ کا تشریف لیجلنا مناسب نہین۔ اول تو جو شاہی اغراض ہین وہ اس طرح فوجکشی سے نہ حاصل ہو سکین گے جن جن لوگونکی بادشاہ کو تلاش ہوگی سب کو پورا موقع مل جائے گا کہ قبل ہی سے کہین اور چلے جائین۔ دوسرے ارض حیرہ شہنشاہ ایران کی قلمرو مین شامل ہی۔ اگر حضور نے اُدھر کا رُخ کیا تو ایران سے چھڑ جائے گی۔ اور بڑی بڑی دشواریان پیش آئین گی۔ اور چونکہ دولت غسان کو قیصر روم سے دوستانہ تعلق ہی لہذا روم

ایران کے تعلقات بھی نازک ہو جائین گے۔ میرے خیال مین خود بادشاہ کا اب یہان سے آگے قدم بڑھانا سوتی بھڑون کو جگانا ہے۔ مگر اور تدابیر ہین جن سے بادشاہ کے سب اغراض بآسانی حاصل ہو سکتے ہین۔ بہتر یہ ہو گا کہ حضور خود تو اپنے مستقر سلطنت مین تشریف لیجا کے قیام فرمائین اور مجھے اور خولہ کو حیرہ جانے کی اجازت ہو۔ مین وعدہ کرتا ہون کہ ہم چند ہی دن مین زہیر و عمرو کو نہین تو اُن کے سرون کو لا کے حضور کے قدمون پر ڈال دینگے۔ اور وہ حیرہ بھی حضور کے بس مین ہو جائے گی۔ جو آزادی کے ساتھ ادھر اُدھر اُڑتی پھرتی ہے۔"

اس راے کو سُنکے حارث اعرج تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر سر اُٹھا کے کہا "بہتر۔ تو تم دونون کل روانہ ہو جاؤ۔ بے شک تم وہان خفیہ کارروائیون سے جو کام نکال سکو گے وہ اس عظیم الشان لشکر سے نہین ممکن ہے۔ مگر دیکھو جلدی آنا۔ جب تک تم نہ آؤ گے اور زہیر و عمرو کا سر دیکھ لون گا مجھے چین نہ آئے گا۔ خوب ہوا کہ حلیمہ سے اُسکا تعلق نہین ہوا۔ اچھا ورنہ اور زیادہ صدمہ ہوتا۔"

یہ کہکے بادشاہ اپنے خیمے مین چلا گیا۔ اور حلیمہ یہ سین دیکھ کے اپنے خیمہ مین واپس آئی۔ مگر دل ہی دل مین نہایت پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ اُسے خولہ و طلیحہ پہ بدگمانی تو ضرور تھی۔ مگر یہ نہین معلوم تھا کہ عمرو زہیر کے اتنے بڑے اور ایسے جانی دشمن ہین۔ اُس کو سارا دن اسی فکر و بیقراری مین گزر گیا آخر شام کو بڑی اُلجھن اور پریشانی کے بعد اُسنے دل مین کہا "بڑا غضب ہوا۔ اب یہ لوگ اُن دونون شریف نوجوانون کے قتل کو جائین گے۔ اور کیا عجب کہ کامیاب ہو جائین۔ وہ انکی طرف سے بالکل مطمئن ہین۔ اُنھین خبر نہین کہ ان کے دلمین کیا آگ بھری ہے۔ کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ عمرو کو ان لوگون کے ارادے کی خبر ہو جاتی مگر کون جائے گا؟ اور کسے پڑی ہے کہ اُن سے ہمدردی کرے؟ خود دار الخلافہ مین ایسی حالت مین کسی کو چاہون بھی تو اس معاملہ مین میرا ساتھ نہ دے گا۔" وہ انھین خیالات مین تھی کہ یکایک مرجانہ آئی۔ مگر اُسکا چہرہ اُترا ہوا تھا۔ اور انتہا سے زیادہ پریشان تھی۔

حلیمہ "کیون مرجانہ؟ خیریت تو ہے؟"

مرجانہ "ہان شاہزادی خیریت ہے۔ مگر مین نے اس وقت کچھ ایسی باتین سُنی ہین کہ حیران ہون"

حلیمہ "کیا؟"

اس سوال کے ساتھ ہی مرجانہ شاہزادی کے کان کی طرف جھکی اور دیر تک کچھ کہتی رہی یہ تو آگے چل کے معلوم ہوگا کہ مرجانہ نے شاہزادی کے کان مین کیا کہا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ان باتون کو سن کے شاہزادی بہت متفکر ہو گئی اور دیر تک غمگین و خشمگین چہرہ جھکائے رہی بعد سر اُٹھا کے بولی "مرجانہ۔ اب اتنے لوگون مین ایک تو ہی میری دوست اور غمگسار ثابت ہوئی ہے۔ مین بڑی دیر سے فکر مین تھی کہ کس کو اپنا رازدار بناؤن۔ شکر ہے کہ اس مصیبت و بیکسی مین تو مل گئی جس سے اُمید ہے کہ ہر امر مین ساتھ دے گی۔ اب مرجانہ سوا اسکے اور کوئی تدبیر نہین کہ ہم دونون اپنا دل مضبوط کر کے کوشش شروع کرین۔ آج سے تو لونڈی یا خادم نہین بلکہ میری بہن اور میری دردمند سہیلی ہے" یہ کہہ کے حلیمہ نے مرجانہ کو اپنے گلے سے لگا لیا۔

شاہزادی کی یہ مہربانی دیکھ کے مرجانہ کسی قدر آب دیدہ سی ہو گئی اور غمگین آواز مین بولی "شاہزادی مین کیا کر سکتی ہون؟ پرائے بس مین ہون یہ بھی غنیمت سمجھتی ہون کہ آپ کے پاس آنے کی اجازت ملجاتی ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو کیا کرون؟"

حلیمہ "ہزار گئی گزری ہون مگر اتنا اب بھی کر سکتی ہون کہ تجھے اُس ظالم اور مکار کے پھندے سے چھڑا لون۔ مین اباجان سے کہونگی اور یقین ہے کہ وہ تجھے طلح سے لے کے میری سپرد کر دین گے۔ اس مین طلح کا کچھ زور نہین چل سکتا۔ خیر یہ تو ہو رہے گا مگر مرجانہ یہ سمجھ لے کہ تجھے ہر مصیبت مین میرا ساتھ دینا ہوگا۔ اب مین شاہی محل مین نہین بیٹھ سکتی۔ اگر مجھے دشت نوردی ہی پر مجبور ہونا پڑا تو افسوس ہے کہ میرے لیے تیرے پاؤن مین بھی چھالے پڑین گے"

مرجانہ "مین ہر حال مین آپ کی لونڈی رہونگی۔ اور آپ کے قدمونکے ساتھ مجھے رنج مین راحت ہوگی"

یہ جواب سنتے ہی حلیمہ نے پھر مرجانہ کو گلے سے لگایا اور خدا جانے دل مین کیا خیالات بھرے ہوے تھے کہ دونون لپٹ کے رونے لگین۔

تیرھوان باب

دالدی الدیر

عظیم الشان ریگ زار شام کے مشرقی و جنوبی کونے پر خاص شہر حیرہ سے جنوب کیطرف چند فرسخ

پر ایک بہت بڑا تالاب ہے جسکا دور چھ سات کوس سے کم نہ ہوگا۔ برہنہ پہاڑ اُسے اپنی گود مین لیے ہوے ہین جنکے پہلوون سے بعض بعض جگہہ ریگستان نظر آرہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بالو کے ٹیلے سفید اور اُجلے کپڑے پہنے اور مرد آدمیون کی صورت بنائے کھڑے ہین اور صدہا کوس تک ساکت و صامت کھڑے ہین۔ ہوا کی دست درازیون کے ساتھ ہی بے انتہا وحشت سے خاک اُڑاتے اور دوڑنے دہوپنے لگتے ہین۔ گرد کی زمین مین کہین شادابی و سرسبزی کا نام نہین۔ ہان اِس تالاب کے کنارے کنارے البتہ جا بجا کھجورون کے جھنڈ نمودار ہین اور قدرت کی فیاضیون پہ بہت کچھ ناز کر رہے ہین۔ خصوص گرد کی پہاڑیون کے دامن مین بعض جگہہ جو نزہت بخش اور فرحت افزا تختے پیدا ہو گئے ہین ایسے پرلطف ہین کہ اگر خاص خدا کے ہاتھ کے لگائے ہوے چمن کہے جائین تو بالکل زیبا ہے۔ اِن تختون مین ہری ہری گھانس کا مخملی فرش بچھا ہے۔ اور جا بجا پیلو کے درختون کے بڑے بڑے اور وسیع شامیانے تنے ہوے ہین شقائق نعمان نے کھِل کھِل کے وادی کو دور دور تک مہکا دیا ہے۔ اور سیال* کی شاخون نے پھیل پھیل کے اپنے خوشبودار پھول نازنینان عرب کے بیٹھنے کے لیے بچھا رکھے ہین۔

اِس وادی کے گرد منزلون کہین پانی کا نام و نشان نہین۔ اور اِسی وجہ سے اِس تالاب کے پاک و صاف پانی پر دور دور کے قبائل عرب کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ عورتین اور لڑکیان اپنے اونٹون اور محملون پر سوار ہو ہو کے آتی۔ پانی مین نہاتی۔ گرد کی قدرتی چمن بندیون سے لطف اُٹھاتی اور دس دس پندرہ پندرہ دن کا پانی اپنی کھالون مین بھر کے لادے جاتی ہین۔ یہان عربی باعصمت اور زندہ دل عورتون کا اکثر مجمع رہا کرتا ہے۔ اور اِسی وجہ سے اِس تالاب کے کنارے بہت کم کوئی ایسا دن گزرتا ہے جبکہ لطف و مسرت اور دلچسپیون کا سامان نہ موجود ہو۔

تالاب کے ایک پہلو سے ہو کے ایک سڑک گزری ہے۔ جہان اکثر اونٹون کے قافلے اپنی متانت کی رفتار سے جاتے ہوے نظر آکے غائب ہو جاتے ہین۔ اِس سڑک پر عرب کی تمام سڑکون سے زیادہ خلقت گزرتی ہے جو لوگ ارض حیرہ مین جانا اور نعمانی دربار مین سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہین اسی راستے سے اور اسی تالاب سے ہو کے گزرتے ہین۔

* سیال ایک عربی سایہ دار درخت ہے جسکے پھول خوشنما اور خوشبودار ہوتے ہین۔

اور اُنکا ایک دن یہان ضرور صرف ہوتا ہے۔ جنوبی اور وسط عرب اور نیز مغربی ممالک غسّان وغیرہ سے آنے والے قافلے اِس تالاب پر آکے یکجا ہوتے اور ساتھ مل کے ارض جبرہ کو جاتے ہین۔ الغرض اِن تمام اسباب سے اِس تالاب کے کنارے ایک مختصر اور خوشنما گاؤن آباد ہو گیا ہے۔ عربی منازل کے خلاف یہان چند دکاندار بھی ہین جو اونٹ اور گوہ کے سوکھے گوشت۔ چھوہارے۔ ستو۔ پچھالون اور مشکون کی تجارت کرتے ہین۔ اِن کے علاوہ کئی دکانین شراب کی ہین جنکے گرد اکثر اوقات جمگھٹا رہتا ہے۔ اور جَو اور کھجور کی شراب کے دَور چلا کرتے ہین۔

لیکن قافلون اور مسافرون کے عام فرودگاہ کے علاوہ کوہستان کے دامن مین جو اور دلچسپ اور نشاط انگیز کُنج اور وادیان پیدا ہو گئی ہین وہ عاشق فراجون اور عربی حسن پرستون کے لیے جنت اور باغِ فردوس سے کم نہین۔ اسی مامن عیش مین پُرشوق عاشقون کو اپنی وفادار اور قدردان دلرباؤن سے ملنے کا موقع ملتا ہے۔ اور اِسی تالاب کی ایک وادی مین کبھی اس سے پہلے زہیر اپنی معشوقہ جبیبہ سے ملا تھا۔ اور یہین پیلو کے ایک گھنے درخت کے نیچے اور شقائق نعمان اور سیال کے گرے اور مُرجھائے ہوئے پھولون کے بچھونے پر بیٹھ کے جبیبہ نے اُس سے وہ عہد کیا تھا جسکو آجتک نباہ رہی ہے۔ اور آج بھی ہم دیکھتے ہین کہ اُسی پہلے دن کی طرح اِسی جھیل کی کناری پر زہیر کے پہلو مین ہے۔ ایک چھوٹی سی وادی ہے جسکی پشت پر ایک بہت پتلی گھاٹی ہے۔ آس پاس سبزہ اور قدرت کا چمن ہے اور سامنے تالاب کا پانی لہرین لے رہا ہے۔ دونون انتہائے ذوق وشوق سے باتین کر رہے ہین۔ اِس صحبتِ عیش مین ایک تیسرا شخص بھی ہے جو دونون سے الگ مگر قریب بیٹھا ہے۔ اور غنیمت ہے کہ دونون دلدارون کی صحبت عیش مین خلل انداز نہین۔ یہ عمرو ہے جو زہیر کا جانی دوست ہے۔ اور اِسکی مقصدوری کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔ جبیبہ کو اس صحبتِ عیش نے باپ کی موت اور اگلی تمام مصیبتین بھلا دی ہین۔ اور اُسکا چہرہ ایسا بشاش ہے کہ اِس سے پیشتر شاید کبھی کم نظر آیا ہوگا۔ اِسحالت مین زہیر نے اپنی دلدار و ناز آفرین معشوقہ جبیبہ کی صورت کو ایک دفعہ عجیب ذوق وشوق کی نظر سے دیکھا اور عمرو کی طرف متوجہ ہو کے بولا۔

"مجھے بار بار حلیمہ یاد آتی ہے۔ اور یہ سارا لطف خاک مین ملجاتا ہے۔"

عمرو۔ "اِسکا خیال کرکے اپنا عیش منغص نہ کرو۔ غنیمت سمجھو کہ خدا نے تمھین کامیاب کیا۔ اور تمھاری ناز آفرین معشوقہ آغوش مین ہے۔ کسی کی ہجران نصیبی کے خیال سے اپنے وصل کا لطف نہ کھونا چاہیے۔"

زہیر۔ (تحیر صورت بناکے) "وصل! تم اِسے وصل کہتے ہو؟ کیا وہ عہد یاد نہین رہا جو بازار عکاظ مین ہوا تھا کہ ہم اگر اپنی معشوقاؤن سے ملین گے تو ایک ہی دن۔ اور شادی ہوگی تو ایک ہی ساتھہ؟"

عمرو۔ "ہان یاد ہے۔ مگر مین نے تو اُسی وقت کہہ دیا تھا کہ تُم کامیاب ہوگے اور مین ناکام رہونگا۔"

زہیر۔ "عمرو۔ ناشکری نہ کرو۔ حلیمہ سے اچھی معشوقہ بھی کسی کو نصیب ہو سکتی ہے! یہ اُسی کی محبت و ہمدردی کا صدقہ ہے جو ہم اِسوقت یہان آرام و اطمینان سے بیٹھے ہین ورنہ ابتک ہمارا گوشت بھی طیور کو ہضم ہو چکا ہوتا۔"

عمرو۔ (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "بیشک ہمارے چلے آنے کے بعد خدا جانے اُس بیچاری پر کیا گزری!"

اِسوقت ابر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اوپر آگیا۔ جو بڑی تیزی کے ساتھہ ہوا کے پرون پر اُڑتا چلا جاتا تھا۔ اور اُسکے ساتھہ ہی ساتھہ اُسکا سایہ بھی پانی کی متحرک سطح پر دوڑ رہا تھا۔ سایے کی اِس حرکت نے حبیبہ کے سادے دل کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔ زہیر کے پہلو سے اُٹھہ کے اپنے لمبے لمبے دامنون کو ناز و ادا کے ساتھہ ٹھکراتی ہوی لب آب جا کھڑی ہوئی۔ اور ابر و باد کے ساتھہ پانی کی بہار دیکھنے لگی۔ آخر وہ ابر کا ٹکڑا غائب ہوگیا۔ اور اب وہ لہرون کی مستانہ روی۔ موجون کی باہمی چھیڑ چھاڑ کے ساتھہ اُن آبی طیور کو دیکھہ رہی ہے جو دو گھڑی سیر کے تالاب کے ہر حصے کا مزہ لوٹ لیتے ہین۔ اُسکے دل مین خیال گزرا کہ یہ طیور کس قدر آزاد و بے غم ہین۔ پھر ایک آہ کے ساتھہ اُسکی زبان سے نکلا "کاش مین بھی ایسی ہی ایک چڑیا ہوتی" ناگہان ایک عہ قرلی کسی درخت پر سے اُڑی۔ اور ایک تیر کی طرح پانی کی سطح سے ملتے ہی ملتے جا کے ایک مچھلی کو جھپٹا مار کے لے اُڑی۔ یہ ظالمانہ تماشا دیکھتے ہی حبیبہ ایک دفعہ بے چین

عہ ہم بتا چکے ہین کہ قرلی پانی کی ایک شکاری چڑیا ہے۔

ہو کے رہ گئی۔

اس صدمے سے یا کسی اور خیال سے اُس نے ٹہلنا شروع کیا۔ اور تالاب کے کنارے ہی کنارے ایک طرف کو دور تک بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑے فاصلے پر بدویہ عورتون اور دوشیزگان صحرا کی ایک چھوٹی جماعت اُتری ہوئی تھی۔ جو پانی لینے کو آئی تھین۔ اور اسوقت تنہائی و آزادی مین موقع پاکے بڑے اطمینان و فارغ البالی کے ساتھ کھیل رہی تھین۔ چند کنارے پر دوڑتی اور چھل چھلیا کھیل رہی تھین۔ بعض پانی مین آتری ہوئی تھین۔ اور باہم چھینٹین اُڑا رہی تھین۔ حبیبہ ان لڑکیون کے کھیل مین محو تھی۔ اور ادہر نظر جمائی چلی جاتی تھی کہ ناگہان کان مین آواز آئی۔ ”حیرہ کی شاہزادی حبیبہ یہی ہے“ یہ جملہ کسی نے دبی آواز مین کہا۔ اور دوسرے نے چپکے سے جواب دیا۔ ”تو پھر وہ لوگ بھی کہین یہین ہونگے“ یہ جملہ اگرچہ بہت ہی چپکے سے کہا گیا تھا۔ مگر اُسکے کان تک پہنچ گیا۔ حبیبہ اپنا نام سنتے ہی چونک کے دیکھنے لگی کہ کسکی آواز تھی۔ قریب ہی کھجورون کے ایک جھنڈ مین کچھ آہٹ معلوم ہوی۔ اور وہ ان کھیلنے والی لڑکیون کا خیال چھوڑ کے اُس جھاڑی کی طرف مڑی۔ پاس جاکے دیکھا تو دو غیر مانوس صورتین نظر آئین۔ جنمین سے ایک تو مرد تھا۔ اور دوسری ایک جوان عورت۔ حبیبہ کو دیکھ کے مرد بکھبے اور اپنے چھپانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر چھپنے نہین پایا تھا کہ نازنین شاہزادی نے نازک و شیرین آواز مین پوچھا۔ ”تم کون لوگ ہو؟“

عورت۔ ”شاہزادی۔ ہم بنی طے مین سے ہین۔ ارض حیرہ مین رہتے ہین اور ملوک کندہ کے قدیم نمک خوار ہین۔“

حبیبہ۔ ”اور یہان کیا کر رہے ہو؟“

عورت۔ ”مدت کے بعد اس وادی مین گذر ہوا ہے۔ اِس پوشیدہ کنج مین آکے بیٹھے ہین کہ صحرائی دلچسپیون سے لطف اُٹھائین۔“

حبیبہ۔ ”تمنے مجھے کیونکر پہچانا؟“

عورت۔ ”حیرہ کا کون شخص نہین جانتا۔ آپ ہماری شاہزادی اور ہمارے بادشاہ کی لاڈلی بیٹی ہین“

یہ جواب سنکے حبیبہ خاموش ہو گئی۔ مگر تھوڑی دیر متردد و متفکر رہنے کے بعد پھر توجہ

ہوئی۔ اور پوچھا "اور وہ کن لوگون کا ذکر تھا جنکی بنسبت تمنے کہا تھا کہ کہین ہین ہونگے؟"
اِسکے جواب مین عورت کی زبان کو تو لغزش ہو گئی۔ مگر مرد نے زرا آگے بڑھ کے کہا۔
"میرے دو پرانے دوست اور قدیم مہربان ہین"
جمیبہ۔ "تمھین اُن سے کیا تعلق ہے جو تمھین میری صورت دیکھ کے اُن کے ہونے کا یقین ہو گیا؟"
اِسکے جواب مین اُس شخص سے کچھ نہ بن پڑا۔ زبان لڑکھڑائی اور کوئی لفظ نہ نکلا۔ جمیبہ اُسکی گھبراہٹ پر متحیر سی ہو گئی پھر بولی۔ "اچھا تعلقات نہین بتا سکتے تو اُنکے نام ہی تباؤ"
شخص۔ "زہیر اور عمرو۔" یہ کہہ کے یہ شخص جو جمیبہ کی نظر مین بالکل اجنبی تھا مسکرایا۔
نام سنتے ہی شاہزادی جمیبہ کو حیرت ہو گئی۔ اور ایک اجنبی شخص کی واقفکارانہ ہنسی نے اُسے شرما دیا۔ ایک نوری جوشِ حیا سے اُسکی آنکھین جھک گئین۔ پھر آپ ہی نظر اُٹھا کے اور بشاش چہرے سے پوچھنے لگی۔ "تو تم اُن کے دوست ہو؟"
شخص۔ "بہت پرانا دوست۔ نہ کوئی اُنکا راز مجھ سے چھپا ہے اور نہ کوئی میری بات اُن سے پوشیدہ ہے۔"
جمیبہ۔ "تو میرا حال بھی تمنے اُنھین سے سنا ہو گا؟"
شخص۔ "خود زہیر کی زبانی سُن چکا ہون ——"
یہ خیال آتے ہی کہ یہ شخص سارے حالات سے واقف ہے ہماری پری جمال شاہزادی اور شرمائی۔ چہرہ نیچے کو جھک پڑا۔ آنکھین زمین سے گڑ گئین۔ اور گویا حیا کی مشاطہ نے اُسکے چہرے پر ایک نئی اور ایک ہی رات کی دُلھن کی تصویر بنا دی۔
شخص۔ "ابھی اس لڑائی کے بعد جب وہ آپ کو غسّانیون کے ہاتھ سے نکال کے لے بھاگے ہین۔ اور اُسکے بعد خود بھی حارث اعرج کے ظلم و ستم سے نجات پائی ہے اُنکی ساری داستان خود اُنھون نے غسّانیون کے لشکرگاہ سے نکلنے کے دوسرے ہی دن مجھ سے بیان کی تھی۔"
جمیبہ۔ (شرمگینی کے جذبات کو دبا کے) "اور آپ کا نام کیا ہے؟"
شخص۔ "مجھے لیث بن ثعلبۃ الطائی کہتے ہین۔ اور یہ میری بنت عم عمرہ بنت مسروق ہے"
جمیبہ۔ "تعجب ہے کہ باوجود ایسی دوستی کے زہیر نے آپ کا حال مجھسے نہین بیان کیا۔"

لیث۔" تو آپ دہان دھوپ مین کیون کھڑی ہین؟ یہ نازک شقائق نعمان کے سے ہونٹھ اور یاسمین کے سے گال کمھلا جائین گے۔ اِدھر سایے مین نکل آیئے۔ اور آرام سے بیٹھیے۔"

حبیبہ۔" اچھا آتی ہون۔ مگر زہیرہ و عمرو کو بھی یہین نہ بلا لون۔ ! اُدھر اکیلے بیٹھے ہین۔"

لیث۔" اُن سے یون ملنے کا مزہ نہین۔ مین خود جاؤن گا۔ مگر اِس طرح کہ جبتک بغل گیر نہ ہو لون اُنھین میرا خیال بھی نہ ہو۔"

حبیبہ۔ (ہنسکر) "بڑی دل لگی ہو گی۔ پھر چلیے۔ انتظار کس بات کا ہے!"

لیث۔" اُدھر سے جاؤنگا تو وہ دور ہی سے دیکھ کے پہچان لین گے۔ مین اُدھر پشت کی طرف سے پہاڑون کے اندر ہی اندر جا کے یکایک نکلون گا اور فوراً لپٹ جاؤنگا۔"

حبیبہ۔" اچھا تو آپ اُدھر سے آیئے۔ اور مین اس طرف سے چل کے اُن کے پاس بیٹھتی ہون۔ واقعی بڑا مزہ ہو گا جب آپ ناگہان گھاٹی سے نکل کے لپٹ جائینگے۔"

لیث۔" آپ واپس جائینگی تو اُنھین کچھ نہ کچھ خیال ضرور پیدا ہو جائے گا۔ میرے ہی ساتھ اُس گھاٹی سے آپ بھی نکلینگی تو دونا لطف ہو گا۔"

حبیبہ۔ (مسکرا کے) "اچھا آتی ہون۔ مگر اُدھر گھاٹیون اور جنگلون مین جاتے ہوے مجھے ڈر معلوم ہو گا۔"

لیث۔" اور ہم ساتھ ہین ہین!" (اپنے ساتھ والی عورت کی طرف دیکھ کے) عمروہ چلو اُٹھو۔"

نازنین و ناز آفرین شاہزادی خوش خوش اور مسکراتی ہوئی کھجورون کے جھُنڈ مین گھُسی۔ اور دونون عورتین لیث کے پیچھے پیچھے روانہ ہو کے چند ہی قدم گئی ہونگی کہ پیچیدہ گھاٹیون اور خاردار جھاڑیون مین اُلجھنے لگین۔ لیث ایک ببول کے درخت کے پاس سے گزرا۔ ایک بڑا سا اُلو ناگہان پھڑپھڑا کے اپنے آشیانے سے اُڑا۔ اور ایک تاریک کُنج مین گھُس کے زور زور سے چلاّنے لگا۔ اِس واقعے پر دونون عورتین چونک پڑین۔ حبیبہ سر سے پاؤن تک کانپ گئی۔ اور خود لیث پر بھی ایک ہیبت سی طاری ہو گئی۔ اُس نے آستین[ع] سے ایک چھوٹا سا تانبے کا بُت نکالا۔ اُسے چوم چاٹ کے

ع آستین ہی عربون مین جیب کا کام دیتی تھی۔

اپنی نظر کے سامنے کیا اور نہایت ہی رقت قلب سے کچھ دعا مانگنے لگا۔ دعا سے فراغت کر کے بُت کو احتیاط سے آستین مین رکھ رہا تھا کہ حبیبہ نے پوچھا "تمھارا یہی دیوتا ہے؟"

لیث۔ "میرا نہین۔ یہ بنی غدرہ کا بت ہے۔ مین اسے چُرا لایا تاکہ پوچھ پوچھ کے اُن کے خلاف کرون۔ع"

حبیبہ۔ "اس بُت پرستی ہی نے تم عربون کو ذلیل کر رکھا ہے۔" لیث نے اسکا کچھ جواب نہین دیا اور خموشی کے ساتھ آگے کو روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر کی محنت کے بعد ٹھوکرون اور خاردار جھاڑیون کے صدمے اُٹھا کے شاہزادی کوہستان کے اُس پار نکلی جہان لق ودق ریگزار چین بجبین سو رہا تھا۔ اور سخت اور کڑی دھوپ دھمکاتی تھی۔ شاہزادی نے کوہستان کے دامن مین اُسی طرف مُڑنا چاہا جدھر عمرو و زہیر بیٹھے تھے۔ مگر لیث نے روکا اور دوسری طرف جانے پر اصرار کیا۔

حبیبہ۔ "کیون؟ جس گھاٹی سے نکل کے ہم زہیر کے پاس پہنچین گے وہ تو ادِھر ہی ہوگی۔"

لیث۔ "تم کیا جانو۔ کوہستان کی پیچیدگیون نے تمھین سمت بھلا دی ہے عمرو و زہیر دونون اسی طرف ہون گے۔ جدہر مین لیے چلتا ہون۔"

حبیبہ۔ "اُدھر کیونکر ہو سکتے ہین؟ مین اُنھین مشرق کی طرف چھوڑ کے آئی تھی۔ اور مشرق ادِھر ہی ہے۔ آفتاب کو دیکھہ لو۔ دیکھو وہ چوٹی بھی دکھائی دے رہی ہے جسکے نیچے وہ بیٹھے ہین۔"

لیث۔ "بس زیادہ تکرار نہ کرو۔ تمھین کیا معلوم۔ مین جدھر جاؤن اُسی طرف چلی چلو۔ تمھین زہیر و عمرو سے ملنا ہے۔ اِس حجت سے کیا فائدہ؟"

اِس جواب پر شاہزادی حبیبہ کسی قدر چونکی۔ اپنے ہمراہی مرد و عورت کی صورت کو غور سے دیکھا۔ اور دل مضبوط کر کے بولی۔ "مین تو اُدھر نہ چلونگی۔" لیث زبردستی کرنے اور اُسکا نازک ہاتھہ پکڑ کے کھینچنے کو تھا کہ سامنے سے دو سوار نظر آئے۔ یہ سوار اگرچہ دور سے گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے آرہے تھے مگر اِن لوگون کے قریب پہنچکے باگ روک لی۔ اور آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ وہ اپنی آہستہ روی مین حبیبہ و عمیرہ کو بہت غور و توجہ سے دیکھتے جاتے تھے۔ اور باہم کچھہ باتین بھی کر رہے تھے۔ لیث پر اِن اجنبی لوگون کا کچھہ رعب سا بیٹھہ گیا۔

ع۔ بُت پرستان عرب کا یہ پُرانا خیال ہے۔ وہ اکثر مخالف قومون کے بُت چُرا لیا کرتے تھے تاکہ وہ اُنھین ترک دین۔

اور جب اُسنے خیال کیا کہ وہ کئی منٹ سے شاہزادی کی اور اُسکی باتون کو سن رہے ہین تو دل مین اور ڈرا۔ اور سوا اسکے کچھ نہ بنی کہ خاموش ہوکے اُسی طرف کی راہ سے جدھر جانیکو شاہزادی جمیلہ کہتی ہے۔ اب ان کو خاموش دیکھ کے اِن سوارون نے پھر باگ اُٹھائی اور سرپٹ دوڑاتے ہوے تالاب کی طرف چلے گئے۔ اِن سوارون نے لیث کے دل پر کچھ ایسا اثر ڈالا تھا کہ اُن کے جانے کے بعد بھی دیر تک اُسکی زبان سے کوئی لفظ نہین نکلا۔ وہ آہستہ آہستہ دلربا نازنین اور دل از دست دادہ شاہزادی کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اور بار بار نظر اُٹھا کے اور تشویش کی نگاہون سے دیکھتا تھا کہ وہ سوار پھر تو نہین آتے بہت دیر کی محویت کے بعد اُسنے غور کیا تو نظر آیا کہ اب اُس قلۂ کوہ کے قریب ہی ہے جسکے نیچے عمرو زہیر بیٹھے ہین۔ اور اُس گھاٹی کا سرا سامنے ہے جدھر سے اُن کے پاس جانے کا راستہ گیا ہے۔ شاہزادی جمیلہ اُس گھاٹی کی طرف مڑنے کو تھی کہ لیث نے جی کڑا کر کے پھر روکا۔ اور بولا۔ "کچھ سڑن ہوئی ہو۔ تیرہ و تار گھاٹی مین گھسی جاتی ہو۔ جہان سانپون اور درندون کا مسکن ہے!"

جمیلہ۔ "جو کچھ ہو۔ مین زہیر کے پاس ضرور جاؤنگی۔"

لیث۔ "یہان زہیر کہان؟ (ایک دور کی پہاڑی کی طرف اشارہ کر کے) "وہ تو اُسکے نیچے ہین۔"

جمیلہ۔ "واہ! مجھے بیوقوف بناتے ہو؟ ابھی اِسی پہاڑی کے نیچے اور ٹھیک اِسی مقام پر چھوڑ کے آئی ہون۔"

لیث۔ "شاہزادی تم غلطی پر ہو۔ اور پھر اُسپر اصرار بھی ہے۔ قسم ہے لات و عزیٰ کی مین تمھین اِس لغزش سے بچاؤن گا۔"

جمیلہ۔ "مگر مین اُدھر تو نہ جاؤنگی جدھر تم لیجانے کو کہتے ہو۔" اسپر عمرو جھنجھلا کے بولا "کیونکر نہ جاؤگی؟ ہم زبردستی لے چلین گے۔"

لیث۔ "خرابی تو یہ ہوئی کہ اِس سوار کی وجہ سے مجھے اِدھر چلا آنا پڑا۔ اور ہمارے گھوڑے اُس طرف ہین۔ کسی طرح ایک گھوڑا ابھی یہان آجاتا تو سب کام بنجاتے۔ عمرو۔ تو دوڑتی ہوئی چلی جا۔ اور جس قدر جلدی ہوسکے ایک گھوڑے پر بیٹھ کے آجا۔"

عمرو۔ "ہم دونون انھین پکڑ کے وہین نہ لے چلین؟"

لیسٹ۔ اسمین دیر ہوگی۔ یہ یون نہین جائینگی۔ اور زبردستی لے جانے مین دیر ہوگی۔ تم خوب تیز دوڑتی ہوئی چلی جاؤ۔ دم بھر مین آجاؤگی۔ اور ہم گھوڑے پر سوار ہو کے ہوا کی طرح اڑ جائینگے اور کوئی ہماری گرد بھی نہ پائے گا۔"

عمرہ تو اُدھر کو روانہ ہوئی اور شاہزادی کو ان باتون نے جو اسکے کان مین پڑین جس قدر بدحواس کر دیا تھا اُسکی وجہ سے وہ خوف و دہشت کے صدمے سے سہم کے رہگئی۔ پھر دل مین سوچی کہ اگر کچھ کرنے دھرنے کا وقت ہے تو یہی ہے۔ گھوڑا آجانے کے بعد کچھ بنائے نہ بنے گی۔ یہ خیال آتے ہی اِسنے زور زور سے رونا اور چلّانا شروع کیا۔ حبیبہ کی بیتاب کرنے والی چیخین ہوا مین گونجین اور پہاڑون سے ٹکرا رہی تھین۔ لیسٹ ساعت بساعت زیادہ بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ جو کنّا ہو ہو کے چارون طرف دیکھتا تھا کہ کوئی آتا تو نہین۔ شاہزادی کا منہ بند کرنے کی بار بار کوشش کرتا تھا مگر کچھ زور نہ چلتا تھا۔ آخر ایک دفعہ نہایت ہی گھبرا کے اُسنے شاہزادی کو بالو کے نرم و سفید فرش پر دے مارا سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اور اپنی پگڑی اُتار کے اُسکے مُنہ مین ٹھونسنے لگا۔ حبیبہ اُسکے نیچے پڑی تڑپ رہی تھی۔ اور مچل مچل کے اور ہاتھ پاؤن مار کے اُسکے قبضے سے چھُوٹنے کی کوشش کرتی تھی مگر کسی طرح زور نہ چلتا تھا۔

ناگہان کسی شخص نے پیچھے سے آکے لیسٹ کے دونون ہاتھ پکڑ لیے۔ پھر کسی دوسرے شخص نے اسکی پگڑی سے جسے وہ حبیبہ کے مُنہ مین ٹھونس رہا تھا اسکی مُشکین باندھ لین۔ ساتھ ہی کسی نے نہین دلکش اور عورتون کی سی سُریلی آواز مین کہا۔ "مین نہ کہتی تھی کہ طلیح ہے؟ تمکو یقین نہ آتا تھا۔ اب تو دیکھ لیا؟ مگر اُسکے ساتھ والی وہ عورت کیا ہوئی؟"۔ اس جملے کے ختم ہونے تک طلیح حبیبہ کے نازک سینے پر سے کھینچ کے گرا دیا گیا تھا۔ حبیبہ نے ایک ناتوان اور ساعت بساعت زیادہ پست ہونے والی آواز مین کہا "وہ ظالم گھوڑا لینے کو گئی ہے"۔ اور بیہوش ہو گئی۔ اس آسمانی مدد کے پہنچنے تک وہ ہوش مین تھی۔ اور جان بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر دل و دماغ پر خوف کا اتنا اثر پڑ چکا تھا کہ ہمدردون کے آجانے کے بعد اپنے آپ کو نہ سنبھال سکی۔ اور ایک بیجان لاش کی طرح زمین پر پڑی رہگئی۔

اب وہ عورت جسکی دلکش آواز نے ہمین بتایا ہے کہ حبیبہ پر جور و تشدد کرنے والا لیسٹ نہین طلیح ہے زمین پر بیٹھ کے حبیبہ کے ہوش مین لانے کی کوشش کرنے لگی۔ اسی اثنا مین ایک اور ساتھ والی عورت کی طرف دیکھ کے بولی "مرجانہ!۔ خوب ہوا کہ ہم اِدھر سے گزرے۔ ورنہ غضب

ہی ہو گیا تھا۔"

مرجانہ۔ "بیشک شاہزادی بڑی خیریت ہوئی" اب دونون شخص جنھون نے طلح کو گرفتار کیا تھا۔ اُسے کھینچ کے الگ لے گئے۔ اور پوچھا "دوستی وہمدردی اِسی کا نام ہے؟ والد کی ملاقات اور قدیم تعلقات کا یہی تقاضا تھا جو تم سے ظاہر ہوا!"

طلح۔ "سنو زہیر۔ مین اب بھی تمھارا ویسا ہی دوست ہون۔ مگر بادشاہ کے حکم اور اُسکی خواہشون کے سامنے تمھاری دوستی کا خیال نہین کرسکتا!"

عمرو۔ "اور وہ عورت کون ہے جو گھوڑا لینے کو گئی ہے؟"

طلح۔ "وہ میری بی بی ہے۔"

یہ جواب سنتے ہی نازکبدن شاہزادی حلیمہ جو جبیبہ کے پاس بیٹھی تیمارداری کر رہی تھی چلا کے بولی "وہ تو مین پہلے ہی سے جانتی تھی کہ خولہ ہوگی؟ ایک ہی حرافزادی ہے (مرجانہ کی طرف دیکھ کے جو پاس ہی کھڑی تھی) مرجانہ ے آؤ ہم تم دونون مل کے شاہزادی جبیبہ کو تالاب کے کنارے لے چلین۔" یہ نام سنتے ہی طلح نے چونک کے نظر اُٹھائی۔ اور دانت پیس کے بولا "آہ مرجانہ! کاش اِس دن کے لیے تو زندہ نہ رہی ہوتی۔ اور شاہزادی حلیمہ۔ اِن حرکتون سے آپکے والد بادشاہ حارث اعرج بہت خوش ہونگے!"

شاہزادی حلیمہ۔ (جھنجھلا کے) "کمبخت تیری ہی فتنہ پردازیون نے بادشاہ کا عیش منغص کیا۔ تیری ہی فساد کی خونریزی تھی جسنے تاجدار حیرہ کی جان لی۔ تجھ سا دغاباز و مکار سر زمین عرب اور اُسکے سادہ مزاج و راستباز ابنائے بادیہ کے لیے موجب ننگ ہے۔ زہیر۔ اِسکی چکنی چپڑی باتون مین نہ جانا۔ یہ تمھارے اور عمرو کے خون کا پیاسا ہے۔"

اِسکے بعد مرجانہ اور شاہزادی حلیمہ جبیبہ کو ہاتھون پر اُٹھا کے تالاب کی طرف لے چلین۔ اور عمرو زہیر طلح کو ایک بڑے ٹیلے کی آڑ مین کھینچ لے گئے۔ اور وہان کھڑے ہو کے انتظار کرنے لگے کہ خولہ آئے تو اُسے بھی گرفتار کرلین۔ زیادہ انتظار نہین کرنے پائے تھے کہ خولہ گھوڑے پر سوار آ گئی اور چارون طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہی تھی کہ عمرو بن لبید خاص اُس گھوڑے پر سوار جسے غسان کے شاہی اصطبل سے چُرا لایا تھا اپنے کمینگاہ سے نکلا۔ اور اسکی طرف جھپٹا۔ خولہ اُسکی صورت دیکھتے ہی سہم گئی۔ فوراً گھوڑا پھیر کے بھگایا۔ اور گرد اڑاتی ہوئی ریگزار کی طرف روانہ ہوئی۔ عمرو نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ اور ایک چشم زدن مین اُسکے سر پر تھا۔ خولہ

بدحواسی کے ساتھ آگے بڑھنے کو تھی کہ عمرو کی کمند گلے مین پڑی - اور الٹ کے زمین پر آرہی ہمارے بہادر نوجوان نے فوراً گھوڑے کی پیٹھ سے کود کے اُسے کمند کی رسی مین باندھ لیا - پھر اُسکے گھوڑے کو اپنے گھوڑے مین باندھا - اور کھینچتا ہوا اُسی مقام پر آیا جہان طلح کھڑا تھا -

اب سب لوگ تالاب کے کنارے پہنچے - پہلے حبیبہ کے ہوش مین لانے کی کوشش کیگئی - مُنہ پر پانی کے چھینٹے دیے گئے - نخلنے کے طور پر شقائق نعمان کے پھول توڑ کے سُنگھائے گئے - تھوڑی دیر کے بعد اُسنے اپنی بیمار اور نرگسین آنکھین کھولین - اور شاہزادی حلیمہ کا خوبصورت و متردد چہرہ اپنے قریب دیکھ کے اور عمرو کے بتانے سے پہچان کے ناتوانی سے بولی "تم کب آئین ؟"

حلیمہ - "جن سوارون کو پہاڑ کے اُسطرف تُمنے دیکھا تھا - اُنمین ایک مین تھی اور ایک مرجانہ"

زہیر - "اِنھین نے تو آپ کی جان بچائی - ورنہ اتبک خدا جانے کیا ہو گیا ہوتا"

حبیبہ - "یہی ہوا ہوتا کہ مین مر چکی ہوتی"

حلیمہ - "اب مطمئن رہو - خدا نے بڑی خیریت کی"

حبیبہ - "وہ ظالم کیا ہوا ؟"

زہیر - "وہ اور اُسکی ساتھ والی دونون کو ہمنے گرفتار کر لیا"

حلیمہ - "اور تمھین ذرا طاقت آئے تو تمھارے سامنے اُن کے سر کاٹے جائین"

حبیبہ - "نہین - مین یہ نہین چاہتی - انکی جان لے کے مجھے کیا ملجائے گا ؟"

حلیمہ - "ایسے دشمنون کو چھوڑ دینا غلطی ہے - یہ کمبخت پھر دغا دینگے - بہن بُرے پر احسان کرنا خود اپنے ساتھ دشمنی کرنا ہے"

شاہزادی حبیبہ مین اب تھوڑی بہت طاقت آگئی تھی - اُٹھکے بیٹھی - اور طلح و خولہ کی طرف جو فاصلے پر بندھے کھڑے تھے - دیکھ کے بولی "کیون ؟ عمرو زہیر کے ساتھ یہی دوستی تھی جو تمنے کی !"

حلیمہ - "بہن آخر یہ تو بتاؤ کہ تُم اِنکے فریب مین کیونکر آگئین ؟" - حبیبہ نے ساری سرگذشت بیان کی - جسکو سُنکے سب لوگ متحیر ہو گئے - اور سب نے ایک نہایت ہی ذلت کی نگاہ سے اسیر شدہ دشمنون کو دیکھا - مگر شاہزادی حبیبہ نے اپنی نیکدلی سے پھر یہی کہا کہ "اِن کو چھوڑ دو"

عمرو - "چھوڑ دو ! انہین شاہزادی یہ زندہ رہے تو پھر فساد کرینگے"

زہیر - "بیشک قتل کرنا چاہیے"

حبیبہ۔ "نہین - زہیر تمھین اتنا سنگدل نہ ہونا چاہیے۔ موت سے زیادہ یہ سزا ہے کہ ایک دل شب و روز اسپر لعنت کرے"

زہیر۔ "اسنے وہ دل ہی نہین پایا جسمین برائی پر پچتانے کا مادہ ہو"

حبیبہ۔ "مگر میری خوشی اسی مین ہے کہ یہ دونون چھوڑ دیے جائین۔ لیکن ہان یہ تمھارے قبیلۂ بنی عذرہ کا بُت چرا لایا ہے۔ وہ تو اِس سے چھین لو" اشارہ پاتے ہی تلاشی لی گئی۔ اور وہ تانبے کا بُت چھین کے خولہ اور طلیح دونون آزاد کر دیے گئے۔ چھوڑتے وقت عمرو نے کہا۔ "خولہ۔ اگرچہ تو میری لونڈی ہے۔ اور قتل کی سزاوار ہے۔ مگر شاہزادی حبیبہ کی رحم دلی کے صدقے مین تجھے آزادی دیجاتی ہے۔ اگر ذرا بھی شرافت ہے تو پھر ہمارے ستانے کا ارادہ نہ کرے گی۔ اور طلیح۔ تو بھی سُن لے۔ تیری دوستی اور تیری نیّت کا بھی تجربہ ہو گیا۔ مگر پھر بھی رحم کیا جاتا ہے۔ جا۔ اور بادشاہ حارث اعرج کو بتا کہ اُسکی بیٹی کا شوہر شریف ہے۔ اور دشمنی پر بھی اُسکے احسان کو فراموش نہین کرتا" طلیح اور خولہ رہائی پاتے ہی نہایت ذلت و ناکامی کے ساتھ تالاب کے کنارے ہی کنارے روانہ ہوے۔ اور تھوڑی دیر مین نظر سے غائب ہو گئے۔

اُن کے چلے جانے کے بعد ہمارے پُرجوش عشقباز پھر اطمینان سے بیٹھے۔ اور باہم دلچسپ کی باتین ہونے لگین۔ کامیابی و مقصدوری پر ہر ایک نازان تھا۔ اور ایسی جوش و مسرت اور عیش و عشرت کی گھڑی انمین سے کسی کو اِس سے پیشتر کبھی نہین نصیب ہوئی تھی۔ حبیبہ کو گزشتہ صدمے نے بہت ہی ناتوان کر دیا تھا۔ مگر اِس خوش نصیبی کی گھڑی نے اُسمین بھی غیر معمولی بحالی و صحت کے آثار نمایان کیے۔ شاہزادی حلیمہ سے اور اُس سے یہ پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ دونون دو بچھڑی بہنون کی طرح بڑے جوش مسرت سے ملین۔ اِس پُرفضا وادی قدرتی باغ کے دلچسپ کنج۔ اور پھولون کی خوشبو نے سب کے دلون مین ایک عجیب قسم کا جوش پیدا کر دیا تھا۔

تھوڑی دیر تک دلچسپ باتین کرنے کے بعد حلیمہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور تالاب کے کنارے ایک وحشی ہرنی کی طرح دوڑنے لگی۔ ناتوانی اگرچہ اجازت ندیتی تھی۔ مگر حبیبہ بھی اُٹھ کے گئی اور اُسکے ساتھ کھیلنے لگی۔ عمرو نے اِن دونون کو اِسطرح آزادی سے دوڑتے دیکھ کے ایک عجیب بے اختیاری کے جذبات سے از خود رفتہ ہو کے یہ شعر پڑھا۔

اِذَا قَامَتَا تَضَوَّعَ الْمِسْکُ مِنْهُمَا ؏ نَسِیْمَ الصَّبَا جَاءَتْ بِرَیَّا الْقَرَنْفُلِ

؏ امراء القیس کا شعر ہے مطلب یہ کہ "جس وقت وہ دونون کھڑی ہوتی ہین تو اُن سے مشک کی لپٹین آتی ہین۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے نسیم صبا لونگ کی خوشبو لے آئی ہے"

حبیبہ نے حلیمہ کے پاس جاتے ہی ایک طرف کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور بولی "بہن اسی طرف جا کے مین مصیبت مین پھنسی تھی۔"

حلیمہ "آخر تم اُدھر گئی کیون تھین؟"

حبیبہ "تالاب کے اُس سرے پر چند بدویہ لڑکیان پانی مین کھیل رہی تھین۔ اُنکی خوش فعلیان اور آزادی و بیفکری کے کھیل مجھے کچھ ایسے بھلے معلوم ہوے کہ آہستہ آہستہ اُنکی طرف بڑھنے لگی۔ راستے مین یہ واقعہ پیش آیا۔"

حلیمہ "خیر اب اس خیال کو دل سے بھلا دو۔ بہن کیا تمھارا جی نہین چاہتا کہ اُن بادیہ نشین لڑکیون کی طرح ہم بھی پانی مین اُتر کے نہائین اور کھیل کود کے دل کو بہلائین؟"

حبیبہ "کیون نہین؟ اُنکو تو ایسی آزادیون کا موقع اکثر اور جب پانی لینے کو آتی ہونگی ملجاتا ہوگا اور ہمین تو یہ بیفکری اور ایسا دلچسپ مقام کبھی نصیب ہی نہین ہوتا۔ اسوقت مسیح نے دشمنون کو ذلیل اور ہمین سرخرو و بامراد کیا ہے تو اس وادی کی دلچسپیون سے کیون نہ لطف اُٹھائین"

حلیمہ۔ "پھر تامل کس بات کا ہے۔ چلو پانی مین اُتر کے نہانا شروع کر دین۔"

حبیبہ۔ (شرما کے) "مگر مجھے یہان اِن دونون کے سامنے تو کپڑے نہ اُتارے جائینگے۔ ہمین عـه ننگا دیکھ کے یہ ہنسین گے تو کیا کرو گی؟"

حلیمہ۔ (ہنس کے) "تو چلو اُدھر آڑ مین نکل چلین۔ اور پانی کے اندر ہی اندر آ کے اِنکو اپنی صورت دکھائین۔"

اس تجویز پر حبیبہ ہنسی۔ اور دونون شاہزادیان آہستہ آہستہ اور اپنے پُرجوش و فائق اشتیاقون کو بہلاتی ہوئی آگے بڑھین۔ اور ایک مقام پر جہان اپنے نزدیک آڑ مین تھین چپکے چپکے کپڑے اُتار کے پانی مین کودنے کو تھین کہ آواز آئی "ہمنے دیکھ لیا"۔ یہ آواز زبیر کی تھی۔ جسے پہچانتے ہی حبیبہ پہلے تو شرمائی۔ پھر دونون نازنین شہزادیان ایک ہی جست مین پانی کے اندر کود پڑین اور حبیبہ قہقہہ لگا کے بولی "اب تو نہین دیکھ سکتے؟"

حلیمہ "بہن انھون نے دیکھا دیکھا خاک نہین۔ خالی تھین چھیڑتے ہین۔"

عمرو "اچھا نہین دیکھا تو اب سہی؟"

عـه عرب مین عموماً عورتین تالابون مین ننگی ہو کے نہایا کرتی تھین۔ علاوہ برین برہنگی کو اُن دنون اتنا بڑا عیب نہ سمجھتے تھے جتنا کہ اب سمجھتے ہین۔

یہ کہہ کے عمرو زبیر دونون اُسی طرف کو لپکے جدھر دونون دلربائین اپنے حسن وشباب کو پانی کی چادر مین چھپائے کھڑی تھین۔ شوخ مزاج نازکبدنون نے جب دیکھا کہ اُن کے دلدادہ قریب آ گئے اور لب آب تک پہنچا ہی چاہتے ہین۔ تو نہایت شوخی وشرارت سے چھینٹین اُڑانے لگین۔ اور وہ جدھر آ کے کھڑے ہوتے اُدھر سے شور مچا کے اور چھینٹین مار کے ہٹا دیتین آخر زبیر وعمرو کبھی چھینٹون سے بچتے اور کبھی بھیگتے ہوے کنارے ہی کنارے اُس مقام پر پہنچے جہان دونون نازآفرینون نے اپنے کپڑے اُتار کے رکھے تھے۔ زبیر نے موقع پاتے ہی دونون کے کپڑے اُٹھا کے بغل مین دبا لیے۔ اور پیچھے ہٹ کے خاموش کھڑا ہو گیا۔ اس پر دونون شاہزادیان بہت ہی شرمائین۔ اور شوخ نگاہون اور بناوٹ کی غضب آلود چتونون سے دیکھ دیکھ کے بولین۔ "اِسکی سند نہین"

عمرو۔ "زبیر۔ اِن آورد کی دھمکیون مین نہ آنا۔ اب تو ہمین موقع ملا ہے"

حلیمہ۔ (ہنس کے زبیر سے) "تو میرے کپڑے کیون اُٹھا لیے؟ اگر تمھین دل لگی کا حق ہے تو جیبہ سے"

زبیر۔ "تمنے امراء القیس کا شعر نہین سُنا؟

اَلَا رُبَّ یَومٍ کَانَ مِنْهُنَّ صَالِحٍ — وَ لَا سِیَّمَا یَومٍ بِدَارَةِ جُلْجُلٖ عہ

عمرو۔ (قہقہہ لگا کے) "بھئی کیا بات کہی ہے۔ مدتون کے انتظار کے بعد یہ دن نصیب ہوا ہے اسے یوم دارۂ جلجل ہی بنانا چاہیے"

عہ اِس شعر کا مطلب بیان کرنے سے پیشتر اِسکا قصہ بتا دینا ضروری ہے۔ امراء القیس اپنے چچا شرحبیل کی بیٹی عنیزہ پر عاشق تھا۔ مگر ملنے کا موقع نہ پاتا تھا۔ اتفاقاً عنیزہ تفریح ودلچسپی کے لیے چند ہم قبیلہ لڑکیون اور سہیلیون کے ساتھ دارۂ جُلجل نام ایک تالاب کے کنارے گئی۔ خبر لگا کے آپ بھی پہنچے۔ اور جس وقت سب لڑکیان اپنے کپڑے اُتار کے اور کنارے پر رکھ کے پانی مین اُتر چکین تو آپ نمودار ہوے اور سب کے کپڑون کو قبضے مین کر کے قسم کھا گئے کہ وہی کپڑے پائیگی جو ننگی سامنے آ کے مانگے۔ لڑکیان دیر تک لڑتی جھگڑتی رہین۔ مگر آخر مجبور ہو کے آپ کی خواہش کے مطابق آ آ کے کپڑے لینے لگین۔ سب کے آخر مین عنیزہ بھی شرماتی ہوئی آئی۔ جسکو خوب جی بھر کے دیکھ کے آپنے کپڑے دیے۔ پھر خوشی کے جوش مین اپنا سواری کا اونٹ ذبح کر ڈالا۔ اُسکے گوشت کے کباب بھنے۔ شراب جو ساتھ تھی اُسکے دور چلے۔ گوشت کی بوٹیان اُچھال اُچھال کے اور کھیل کھیل کے لڑکیون نے مزے اُڑائے۔ اور دن بھر بڑے لطف مین گزری۔ جب روانگی کا وقت آیا تو چونکہ آپکے پاس سواری نہ تھی سب کے اصرار سے عنیزہ کے ساتھ اُسی کے اونٹ پر بٹھائے گئے۔ راستے مین آپ

حلیمہ۔ (جھنجھلا کے) "واہ! ہوش کی باتین کرو۔"

زہیر۔ "اب چاہے جو ہو۔ آج تو ہم امراء القیس کے شاگرد ہین۔"

عمرو۔ شاگرد! توبہ کرو ہماری خوش نصیبی اُس سے لاکھون درجے بڑھی ہوئی ہے۔ اُسے ایسی نازآفرین دلربائین کہان نصیب ہوسکتی ہین جیسی کہ ہمارے سامنے ہین۔ عُنیزہ ایک بدصورت لڑکی ہوگی۔ اور یہان ایسے چاند کے ٹکڑے پہلو مین ہین جو بلقیس کے حسن وجمال اور پریون کے آتشین رخسار پر بھی خاک ڈال دین۔"

انہی کجاوے سے اُسکی طرف جُھک جُھک کے اُسکے بوسے لیتے۔ اور محمل اُسکی طرف جُھک جاتا تو وہ جُھنجھلا جُھنجھلا کے کوستی اور کہتی۔ "اُترو تمنے میرا اونٹ زخمی کردیا" اِسی واقعے کو امراء القیس نے اِس نظم مین بیان کیا ہے۔ کہتا ہے:۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ كَانَ مِنْهُنَّ صَالِحٍ　　وَلَا سِيَّمَا يَوْمٍ بِدَارَةِ جُلْجُلِ

یعنی اچھے دن میری زندگی مین بہت کم گزرے ہین۔ علی الخصوص ایسا دن جیسا دارۂ جلجل مین بسر ہوا تھا۔ یعنی مذکورہ قصہ کا دن۔

وَيَوْمَ عَقَرْتُ لِلْعَذَارَىٰ مَطِيَّتِي　　فَيَا عَجَبًا مِنْ كُورِهَا الْمُتَحَمَّلِ

جس دن مین نے دوشیزہ لڑکیون کے لیے اپنا سواری کا اونٹ ذبح کرڈالا۔ اور جب اُسکا سازوسامان اتارا گیا ہے تو مجھے کیسی حیرت ہوئی تھی۔

فَظَلَّ الْعَذَارَىٰ يَرْتَمِينَ بِلَحْمِهَا　　وَشَحْمٍ كَهُدَّابِ الدِّمَقْسِ الْمُفَتَّلِ

لڑکیان اُسکے گوشت اور چربی کو جو بٹے ہوئے سفید ریشم کے کونون کی طرح چمکتی تھی۔ ایک دوسرے پر اُچھال اُچھال کے پھینک رہی تھین۔ یعنی کھیلتی تھین۔

وَيَوْمَ دَخَلْتُ الْخِدْرَ خِدْرَ عُنَيْزَةٍ　　فَقَالَتْ لَكَ الْوَيْلَاتُ إِنَّكَ مُرْجِلِي

اور جس دن مین عنیزہ کی محمل مین داخل ہوا۔ اور وہ کہنے لگی۔ خدا غارت کرے کیا میرے اونٹ کو زخمی کرکے تو مجھے پیدل چلائے گا؟۔

تَقُولُ وَقَدْ مَالَ الْغَبِيطُ بِنَا مَعًا　　عَقَرْتَ بَعِيرِي يَا امْرَأَ الْقَيْسِ فَانْزِلِ

اور اُس حالت مین جبکہ ہم دونون کے بوجھ سے محمل ایک طرف کو جُھک پڑا تھا۔ بولی۔ اے امراء القیس تو نے میرا اونٹ زخمی کردیا۔ اُتر۔ انمین سے بعض اشعار آگے آئین گے۔ اور چونکہ یہان اُنکا ترجمہ بیان کردیا گیا ہے۔ لہذا وہان ضرورت نہین سمجھی گئی۔

حبیبہ۔ "اب زیادہ خوشامد نہ کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ اِن خوشامدون سے ہم نکل آیئن گے؟"
حلیمہ۔ "اور مانا کہ یہ وہی کمبخت امراؤ القیس والا دن ہے۔ اور ہم اُسکی عُنیزہ کی طرح نکل بھی آیئن۔ تو تباؤ تمنے کیا سامان کر رکھا ہے۔ امراؤ القیس نے تو یہ سامان کیا تھا کہ کہتا ہے۔
وَيَوْمَ عَقَرْتُ لِلْعَذَارَى مَطِيَّتِي فَيَا عَجَبًا مِنْ كُورِهَا الْمُتَحَمَّلِ
زہیر۔ "ہان ہان سب سامان موجود ہے۔ خدا نے خولہ کا ایک گھوڑا بھی دیدیا۔ اُسکے گوشت کے تکّے لگیں گے۔ اور شراب بھی ابھی آئی جاتی ہے"
عمرو۔ "اے اب تو باہر نکلو"
حلیمہ۔ (شرما کے) "مشکل ہے"
حبیبہ۔ "نہین بہن خبردار نہ نکلنا۔ توبہ اِن کے سامنے ننگی جاؤ گی!"
حلیمہ۔ (ندامت سے آنکھین نیچی کر کے) "اب مجبوری ہے۔ تو کیا کیا جاے۔ (عمرو سے) مگر ایک کام کرو۔ کمر کمر تک مین باہر نکل آؤنگی۔ دیکھو اِس سے زیادہ کے لیے نہ کہنا پھر جب مین کمر کمر تک نکل آؤن تو تم ہاتھ سے بڑھا کے مجھے کپڑے دیدو"
عمرو۔ "اِس سے فائدہ؟ پہنو گی تو باہر ہی نکل کے؟"
حلیمہ۔ "تم تو پھر دیکھ چکو گے نہ؟ کپڑے دے کے یہان سے ہٹ جانا۔ مین نکل کے پہن لونگی"
حبیبہ۔ "ہان بہن خوب تدبیر سوچی۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ ہم دونون کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت کپڑے ملین۔ اسلیے کہ تم دونون کے جانے کے بعد ہم کپڑے پہن سکتے ہاین"
زہیر۔ "مین ایسی شرطین نہین کرتا۔ غرض ہو تو باہر آ کے کپڑے لو"
اپنے عاشقون کی اس بے پروائی سے مایوس ہو کے دونون پری جمال ماہ وش شاہزادیان خوشامد کرنے لگین۔ اور کچھ ایسی ناز ملی ہوئی حسرت سے درخواست کی کہ دلدادہ عاشقون کو منظور ہی کرتے بنی۔ آخر دونون نوجوان اپنے ہاتھون مین کپڑے لے کے اور اُنھین پانی کی طرف بڑھا کے کھڑے ہو گئے۔ اور بولے "لو آؤ لو" مگر جا دونگاہ ماہوشون کا ابھی تک سینہ بھی نہین کھُلنے پایا تھا کہ شرما شرما کے بدن چُرانے لگین۔ اور وہین سے ہاتھ پھیلا پھیلا کے کپڑے مانگتی تھین۔ اب ایک طرف زہیر و عمرو کہہ رہے تھے کہ اسکی سند نہاین۔ ابھی اور ذرا اور نکلو! دوسری طرف شوخ ادا لڑکیان کہتی تھین کہ "اوہہ! واہ! پھر ہم ننگے تو ہونگے تم ہی اور بڑھو۔ اے گُھٹنون گُھٹنون پانی مین اُتر آؤ گے تو کیا ہو جاے گا؟"

عمرو۔" واہ "تم ہی بڑھو۔ ہماری غرض ہے یا تمھاری!"

اسپر نازک بدن اور شریر میلی لڑکیون کی طرف سے پھر خوشامد ہونے لگی۔ آخر زہیر و عمرو اپنی لمبی ازار کے کونے اُٹھا اُٹھا کے گھٹنون گھٹنون پانی مین اُتر گئے۔ اور ہاتھ بڑھا کے کپڑے دے رہے تھے کہ شریر لڑکیون نے ایک ہاتھ سے تو کپڑے لیے اور فوراً دوسرے ہاتھ سے زہیر و عمرو کو اِس زور سے جھٹکا دے کے کھینچا کہ دونون اپنا وزن نہ سنبھال سکے اور لڑکھڑا لڑکھڑا کے پانی مین آرہے۔ اور اُن کے غوطے کے ساتھ ہی شہزادیون نے اپنے کپڑے کنارے پر پھینک کے قہقہے لگانے شروع کیے۔

دیر تک پانی مین کھیل ہوتا رہا۔ خوب چھینٹا چلا۔ اور غوطہ بازیان ہوئین جب جی بھر گیا تو پہلے عمرو زہیر نے نکل نکل کے کپڑے پہنے۔ پھر شہزادیان شرماتی ہوئی نکلین اور اپنے دلدارون کو اپنی خوبصورتی کی شان دکھا کے اُنھون نے بھی ریشمی کپڑے زیب بدن کر لیے۔

باہر نکلتے ہی گھوڑا ذبح کیا گیا۔ سب نے جُن جُن کے لکڑیان جمع کین۔ آگ جلی۔ عمرو جا کے ایک مےفروش کی دوکان سے چمڑے کی کئی زنبیلین بھروا لایا۔ دور چلنا شروع ہوا۔ گوشت کے تکے اُسی طرح کھیل کھیل کے اور اُچھال اُچھال کے بھونے اور کھائے گئے۔ بدمستی و خود فراموشی کے ساتھ بے تکلفیان ساعت بساعت بڑھتی گئین۔ گرد کی فضا اور لہراتے ہوے پانی کی کیفیت لحظہ بلحظہ مستانہ آنکھون مین زیادہ پُر لطف ثابت ہوتی رہی۔ یکایک عمرو نے ایک بے اختیاری کے جوش سے کہا۔ "اِس دن کے یوم دارۂ جلجل بننے مین ابھی ایک کسر باقی ہے۔"

حلیمہ۔ (اُسکے گلے مین باہین ڈال کے) "وہ کیا؟"

عمرو۔ "ویوم دخلت الخدر خدر عُنیزہ ——————"

زہیر۔ "عُنیزہ نہین۔ تم حلیمہ کہو اور مین جسیبہ کہون۔"

عمرو۔ "ہان غلطی ہوگئی۔ سنو۔

وَیَومَ دَخَلتُ الخِدرَ خِدرِ حَلِیمَۃ فَقَالَت لَکَ الوَیلَاتُ اِنَّکَ مُرحِلِی

حلیمہ۔ (اِس کے گالون پر ایک تھپڑ مار کے) "یہ ناشکری! تمھین تو یہ بات نہین حاصل ہے۔"

بس اب ایسے وقت مین جبکہ ہمارے دوست عمروزہیر ہر طرح سے کامیاب ہین۔ نازنین ومہ جبین دلربائین اُن کے آغوش شوق مین ہین۔ زمانے مین ہر طرف سے اُنھین لطف ومسرت ہی کے سامان نظر آرہے ہین۔ اور وہ ارادہ کر رہے ہین کہ حیرہ مین جاکے نکاح کے بعد کامرانی ومقصدوری کی زندگی بسر کرین۔ ہم بھی اُنھین رخصت کرتے ہین۔ اور امیدوار ہین کہ خدا اُن کے ارادے مین برکت دیگا۔

نیل کا سانپ - مصر کی ملکہ کلیوپیٹرا کی حسرت بھری داستان عہ

گورا - حکیم صاحب ممدوح کا سب سے نیا ناول - ۸/

(مختلف مصنفوں کے ناول)

عزیز مصر - نہایت ہی اچھا اور سچا قصہ - ۱۲/

خون عاشق - ویانا دار السلطنت آسٹریا کا ایک سچا قصہ - قزاقوں اور دلالوں کی تعجب خیز چالاکیاں اور حسن و عشق - ۵/

نشتر - اور وہ جو دل ہی کی خبر لے - ایک دفعہ پڑھیے اور عمر بھر کون مزہ لیجیے - عہ/

عقد الجواہر - نہایت دلچسپ - جن لوگوں نے اس ناول کو کبھی پڑھا ہے وہی جانتے ہوں گے کہ کس قدر مزے دار ناول ہے - عہ

چاک گریبان - مسلمان بیواؤں کی خطرناک حالت عہ

کیفر کردار - مرزا عبد اللہ حسرتی اس ناول کو اپنی ہر سال کی کتب بینی و ناول خوانی کا ثمرہ بتاتے ہیں سہ عہ

سلیمہ - نہایت پُر درد افسانہ - ۸/

جذب دل - صرف حسرت و الم - ۱۲/

نورجہاں - ایک دلچسپ خیالی ناول سہ عہ

ہیرے کی کنی - حسن و عشق - شریفانہ جوش محبت - ۱۰/

طلسمی بدلہ - انتہا سے زیادہ با مزہ اور دلچسپ - عا/

سلطان و نازک ادا - بہت دلچسپ - ۶/

لال کپتان - بڑے مزے دار ناول کا ترجمہ قیمت - عہ/

بروک - بنگالی ناول کا ترجمہ - عہ

تسخیر - پڑھیے اور لطف اٹھائیے - ۸/

کامنی - پنڈت رتن ناتھ سرشار کا ناول تو آپ کو پسند ہی ہوگا - عا/

کمند گیسو - نازنینان فرانس کے ذریعہ سے خفیہ پولیس کی حیرت انگیز کامیابیاں بترجمہ حاجی علیم الدین مرحوم - قیمت ۹/

ناخواندہ مہمان - بہت ہی دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ - سہ عہ

ہمدل عزیز - ایک پُر لطف اور دلچسپ ناول - ۹/

مریم - ایک با عصمت خاتون کی سرگذشت بلی کی

سچا واقعہ - عہ

ڈاکٹر کی بیٹی - حیرت انگیز اور پُر لطف عہ

میوۂ تلخ - مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر کا ایک دلچسپ ڈراما ۸/

ترک تازی - ایک نہایت دلچسپ اور پسندیدہ ناول - ۱۰/

سیر ظلمات - رائڈر ہیگارڈ کے ایک بے مثل ناول کا بامحاورہ ترجمہ - عا/

نئی نویلی - ایک عمدہ اور پُر لطف ناول - ۶/

رہبر - عمدہ اور با مذاق ناول - عہ

اورنگ زیب - اور چنچل کماری ایک پُر اثر ناول - ۸/

قتل شوہر - ایک بہت دلچسپ اور عمدہ ناول عہ

عصمت - ایک نہایت مزیدار ناول - عہ

جنگ ٹرنسوال - ایک عمدہ اور تازہ تصنیف گذشتہ لڑائیوں پر - عہ/

نظارہ - ایلین پرسی کے حصہ اول کا ترجمہ عہ

فسانۂ سوز عشق - میسٹرس کا ترجمہ - عہ

مس رابرٹ دو حصوں میں ایک شاہد بازاری کے حالات - نہایت دلچسپ اور با اثر - سہ عہ

فریب حسن - فاسٹ کا ترجمہ - عا

الہ دین ولی - اسٹار آف مانگریلیا کا ترجمہ - عہ

جنت الفردوس اور ہرکے ناول کا خلاصہ - عہ

لارنس و رتھ - رانی [illegible] پلاٹ کا ترجمہ قیمت - سہ عہ

نیرنگ - [illegible] کا ترجمہ - ۱۰/

اسرار - [illegible] کا ترجمہ دو حصوں میں - عا

نصرت فرنگ - [illegible] کا ترجمہ - ۸/

مارا سٹین - نہایت دلچسپ - ۱۰/

اندرا -

پارہتی ۴/

رادھا رانی ۳

طوفان بے تمیزی - مصنفہ پنڈت رتن ناتھ صاحب قد مصنف فسانۂ آزاد [illegible] اور نفاست کے خیالات [illegible] دیا ہے - ہر مقام پر مذاق ظرافت [illegible] رنگینی غضب ڈھاتی ہے - ۱۲/

ذات شریف۔ یہ ناول لکھنؤ کے جعلیون کا عملنامہ ہو ایک بیوقوف نوعمر نواب زادے کا اُنکے دام تزویر مین گرفتار ہونا۔ ایک پردۂ قاف کی پری سے عشق بازی ملّا سیانون کی جعلسازی۔ نمود نابود طلسمی کارخانے بغیر زادراہ کے برسون کا سفر وغیرہ وغیرہ۔ ۱۲ر

بیوفا۔ ایک نہایت عمدہ اخلاقی اور دلچسپ ناول۔ مصنفہ جناب سید برکات احمد صاحب لکھنوی جس مین دکھایا گیا ہو کہ انگریزی معاشرت ہمارے ہموطنون کے لیے کس قدر مضرت رسان ہو۔ قیمت ۱۲ر

جمیلہ۔ ایک عجیب قابل دید ناول جس مین پردے کے منافع اور بےپردگی کی مضرتین دکھائی گئی ہین۔ مصنفہ سید صاحب موصوف قیمت ۱۰ر

گلزار فرنگ۔ شکسپیر کے ناٹک رومیو جولیٹ کے شیرین عاشقانہ قصہ۔ ایشیائی رنگ۔ گلزار نسیم کی بحر۔ مع مسدس۔ فریاد عشق و شب وصال قیمت ۲ر

(دلچسپ محققانہ تاریخین اور سفرنامے)

مذاہب اسلام۔ اسلام کے اندر جو جو فرقے پیدا ہوے ہین اُن کے عقائد اور اُن کی تاریخ قیمت ۔ عہ

طبقات ناصری۔ فارسی کی ایک مستند اور قدیم تاریخ کا ترجمہ یہ بھی تاریخ کی ایک بےمثل کتاب ہو اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ۸ر

حیات عثمان۔ عثمان پاشا فاتح پلونا کی سوانح عمری۔ ۸ر

المامون۔ خلیفہ مامون رشید کے حالات اسلام کا عروج۔ اور عباسیہ کی دولت کا عروج۔ عہ

قومی ماتم۔ سرسید کے حالات زندگی مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر کے لکھے ہوے اور وہ تمام تاریخین جو اُن کی وفات پر تصنیف کی گئین۔ ۸ر

تاریخ انگلستان۔ نہایت ستھری پاکیزہ اُردو مین ایک پاک دامن خاتون کی تصنیف قیمت۔ عہ

الفاروق۔ مولنا شبلی نعمانی کی آخری اور قابل فخر تصنیف حضرت عمر فاروق کے حالات۔ سے

حسن بن صباح۔ شیخ الجبال بانی فرقہ باطنیہ اور حشیشین کے کارنامے۔ اس مذہب اور اُس کی سلطنت و سطوت کی دلچسپ تاریخ۔ لوگون کو ضرور ملاحظہ کرنا چاہیے ۲ر

اسلامی سوانح عمری۔ چند مستند و مشہور علماے اسلام کے تاریخی حالات۔ ۸ر

لارڈ بیکن۔ فلسفہ کے نامور مجدد اور یورپ موجودہ ترقیون کے بانی مبانی کی سوانح عمری۔ ۲ر

تاریخ بغداد۔ دار الخلافت بغداد کے عروج و زوال کا مختصراً اور مجملاً حال۔ ۲ر

افسانۂ قیس۔ مجنون عامری کی سوانح عمری از ابتداے عشق لیلےٰ تا مرگ۔ ۱۳ر

خیر الکلام۔ فی احوال العرب الاسلام۔ اسلام اور خاک پاک عرب کے حالات۔ ہر مسلمان کا فرض ہو کہ اس کتاب کو پڑھے۔ عہ

تاریخ بابل و نینوا۔ اس سرزمین کی تاریخ موجو محققین نے بڑے اہتمام سے فراہم کی ہی۔ جو اب اُردو مین ترجمہ کرکے شائع کی گئی ہو۔ عہ

ملکۂ زنوبیہ۔ حضرت مسیح کے عہد کے قریب کی ایک عربیہ شاہزادی کے حالات زندگی۔ ۱۳ر

آب حیات۔ مولوی محمد حسین آزاد کی انشا پردازی کا بےمثل تذکرۂ شعرا۔ عہ

سفرنامہ شہنشاہ جرمنی۔ قیصر جرمن نے اپنا سفرنامہ ارض مقدس لکھا تھا جو ہندوستانی مسلمانون کی دلچسپی کے لیے اُردو مین ترجمہ کیا گیا۔ ۸ر

ترجمہ سفرنامہ ابن جبیر اندلسی۔ اس شخص نے ابن بطوطہ سے تقریباً ایک صدی پیشتر ابن جبیر نے سفر حج کرکے ایک قابل قدر سفرنامہ لکھا تھا جس مین ملک شام۔ جزیرہ سسلی ارض عرب اور دیگر مقامات کے حالات بہت تفصیل سے اور دلچسپی کے ساتھ لکھے ہین۔ کتاب نہین چھ سو برس پیشتر کے اسلام کی تصویر ہو۔ عا

ترجمہ تاریخ اعثم کوفی دو حصہ مین۔ ہر دو حصہ عہ

مہتمم دلگداز۔ لاہور۔ کہیڑہ بزرگ خان